باسمہٖ تعالےٰ

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

مفتاح التبلیغ

نو ترمیم

جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی مختصر اور سادہ تشریح۔ اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنیوالوں کے لئے اپنے اوقات کو قیمتی اور اس سفر کو سراسر روحانی بنانے کے لئے زرّیں مشورے اور مکمل ضابطہ۔ امیر و مامور۔ رفقاء سفر گشت۔ تعلیم۔ بیان و اعلان اور تشکیل وغیرہ کے ضروری آداب اور تبلیغ کے چھ نمبر مفصل طور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

از افادات

حضرت مولانا الحاج محمد حسن خاں صاحب میواتی (موضع گنگوانی ضلع گوڑگانوہ)

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ جامع مسجد۔ دہلی ۶

قیمت ـــــ ـــــ دو روپے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - امابعد - اللہ پاک کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کیلئے سلسلۂ نبوت و رسالت کو جاری فرمایا۔ یہاں تک یہ سلسلۂ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلتا رہا۔ آپ چونکہ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اور آپ کی رسالت و نبوت کا کام قیامت تک چونکہ باقی و جاری رہنا ہے۔ اس لئے ختم نبوت والا عمل امت مرحومہ کے ذمہ کیا گیا۔ جس کے دلائل و شواہد بے شمار ہیں۔ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم و رضوانہ کے زمانہ میں احیاء دین و ملت کا کام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں خوب ہوتا رہا پھر بھی یکے بعد دیگرے اجتماعی و انفرادی شکلوں میں ائمہ کرام و محدثین عظام اور علماء و صلحاء ہر زمانہ میں آتے رہے ہیں۔ موجودہ دور انحطاط و آزادئ مذہب کے زمانہ میں جبکہ دنیا کی اکثریت شرک و کفر و الحاد و بے دینی کی طرف تیز رو سیل کی طرح بڑھتی جارہی ہے۔ ایسے زمانہ میں اللہ پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے اب سے تقریباً چالیس سال پہلے امت مسلمہ میں دینی زندگی کی روح ڈالنے کے لئے حضرت مرشدنا و مولانا الحاج شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بصورت معجزہ یا خوارق۔ قبول فرمایا۔ مرکز ہند شہر دہلی بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ مسجد بنگلہ والی سے دین کی ترویج جدوجہد وقتی تقاضے کے مطابق ابتدا فرماکر علاقہ میوات میں جو دہلی سے جنوب میں واقع ہے۔ کام شروع فرمایا۔ اس مقصد عظیم کے سلسلے میں دو مرتبہ سفر حرمین شریفین اختیار فرمایا۔ عرب و عجم کی دینی حالت دیکھ کر ترس آیا اور کام کرنے کا عزم فرمایا۔ لبشرح صدر تمام ہر جانی و مالی قربانی پر

اپنے کو ڈال دیا اور ہر مخاطب کو بھی اسی کی طرف دعوت دینی شروع فرمائی۔ اللہ پاک نے کچھ ایسی قبولیت عطا فرمائی۔ کہ علاقہ میوات سے میوات کی جماعتیں سینکڑوں میل پیدل وسواری سے شہروں اور دیہاتوں اور ساحلوں کو روانہ ہوئیں۔ اور اب بحمد اللہ ملک و بیرون ملک سے ہر دن مختلف شہروں اور علاقوں سے خصوصاً بستی حضرت نظام الدین اولیاء مسجد بنگلہ والی سے ہر چہار طرف کو جماعتیں دین کی جد وجہد کے لئے دیر اور دور کے لئے روانہ ہوتی رہتی ہیں۔ بکثرت ایسے لوگ بھی نکلتے ہیں جو مبادیات اسلام سے ناواقف ہوتے ہیں اور مشاغل میں دین سیکھنے کے لئے فرصت نہیں پاتے۔ ان کے ساتھ جانے والے بھی ہوتے ہیں جو ان کی مختلف مواقع پر ان کی دینی ضرورتوں کو بتلاتے رہتے ہیں۔ روانگی سے پہلے بھی خوب اس عالی عمل کے اصول سمجھائے جاتے ہیں۔ لیکن تجربہ نے بتایا کہ پھر بھی یاد دہانی کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے اور کام کے اصول و ترتیب نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بہت سی غلطیاں اور بے اصولی ہو جاتی ہیں جو بجائے نفع کے نقصان کا ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ بھی اس قسم کا سنا گیا ہے۔ کہ اگر یہ کام اصول کے ساتھ کیا گیا تو مسلمان سات سو برس پہلے کی حالت کی طرف لوٹ جائینگے اور اگر بے اصولی سے کیا گیا۔ تو جو فتنے صدیوں میں آتے وہ مہینوں میں آجائیں گے۔ ملفوظ صہ ۴۲ بس اس ضرورت کے پیش نظر۔ چھ نمبر، چوبیس گھنٹہ گزارنے کی پوری صحیح ترتیب امیر و مامور سواری کی کیفیت بستی کا داخلہ۔ قیام مسجد، گشت وتعلیم کی تربیت الغرض ان تمام باتوں کی مکمل ترتیب جن کی اللہ پاک کی راہ میں نکل کر چلہ گزارنے والوں کو ضرورت پڑتی ہے، لکھی ہیں۔ اگرچہ یہ رسالہ مبتدی کو بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دیتا ہے لیکن پھر بھی پرانے کام کرنے والوں سے رجوع ہر حال میں ضروری ہے۔

تبلیغی مقصد و ضرورت کو تو خود حضرت مولانا مرحوم نے ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔

"میں" اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور وَ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا۔
کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے جذبات اور اپنی حاجات اور اپنے خیالات کو دینِ حنیف کے ماتحت کرو حتی کہ یہاں تک پہونچ جائیں۔

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو

انسان کو چاہیئے کہ اسباب اور حاجات کے پیچھے زیادہ نہ پڑے اصل مقصد کو جو کہ زندہ کنی عطائے تو۔ سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس کی طرف متوجہ رہے۔ اور اس بات پر غور کرے کہ۔ جان اور جو اس کے مقدمات اور اس کی ضروریات کے لئے سامان ہیں وہ سب مستعار اور عارضی ہیں۔ حقیقت میں ان سب کا مالک حقیقی وہی ہے۔ یہ سب چیزیں ہمارے پاس امانت ہیں تو اگر اصل مقصد میں جان تک چلی جائے۔ تو اس کی پرواہ نہ کرے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو برباد (کرے) تو کیا اس کو کوئی سنبھالنے والا ہے۔ ہرگز نہیں۔

الحمد للہ یہ بات تجربہ میں آچکی ہے لیکن اس کے لئے کچھ اصول ہیں چونکہ آج کل کام کرنے والے ضعیف ہیں لہٰذا اس پر نظر کرتے ہوئے یہ بات سوچی ہے کہ جس منکر کو منکر سمجھا جاتا ہو اور اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کو ترک کر رکھا ہو اس کو کہو آج کل نفس پرستی حق پرستی پر غالب ہے۔ میں یہ کہا کرتا ہوں کہ نکلنے کے زمانے میں صحابہ کرام کی زندگی کا زیادہ مطالعہ کیا کرو۔ ذکر میں زیادہ مشغول رہو۔ تہجد پابندی سے پڑھو۔ علم کے ساتھ اگر خلوص آجائے تو وہ جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہے جس علم کے ساتھ عمل نہ ہو وہ علم دھوکا ہے اس کے ذریعہ شیطان خیر سے ہٹا کر اپنا کام لیتا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں اپنے آپ کو جس

بگڑ کر بڑا لوگے، قوی قوت بگڑ جائے گی اللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ دوستو اگر تم نے علم سے کام نہ لیا تو پھر شیطان تم کو اپنی طرف لے جائے گا لایعنی سے ضرور بچئے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ اس کے ذریعہ اوقات جلی جاتی ہے میر استطلاب اعراض کو بدلتا ہے تعلقات کی طرف توجہ کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ پر کس قدر غضبناک ہوئے تھے۔

ایک صحبت میں فرمایا۔ ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے اور یہ بدون قربانی کے نہیں ہو سکتا، دین میں جان کی بھی قربانی ہے اور مال کی بھی، سو تبلیغ میں جان کی قربانی یہ ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑے اور اللہ کے کلمہ کو پھیلائے۔ دین کی اشاعت کرے۔ مال کی قربانی یہ ہے کہ سفر تبلیغ کا خرچ خود برداشت کرے اور جو کسی مجبوری کی وجہ سے کسی زمانہ میں خود نہ نکل سکے وہ خصوصیت سے اس زمانہ میں دوسروں کو تبلیغ میں نکلنے کی ترغیب دے، اوروں کو بھیجنے کی کوشش کرے، اس طرح "الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ" کی بنا پر جنہوں کو یہ بھیجے گا ان سب کی کوششوں کا ثواب اس کو بھی ملے گا۔ اور اگر نکلنے والوں کی امداد مالی بھی کرے گا تو مالی قربانی کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔ پھر ان جانے والوں کو اپنا محسن سمجھنا چاہیئے کہ جو کام ہمارے کرنے کا تھا اگر ہم کسی عذر کی وجہ سے اس وقت نہیں کر سکے تو یہ حضرات ہمارے فرض کو ادا کر رہے ہیں، دین یہی ہے کہ قاعدین و معذورین مجاہدین کو اپنا محسن سمجھیں

دل میں فکرِ آخرت پیدا کرنے والا عمل

دل میں اترنے کا نسخہ یہ ہے کہ تنہائی میں خوب سوچے پھر مجمع میں زور
سے کہے۔ یہ عمل خلوت میں بھی کرو اور جلوت میں بھی۔ خلوت جڑ ہے اور جلوت
شاخ ہے خالی جڑ بھی بیکار اور اسی طرح شاخ پتے بھی بغیر جڑ کے بیکار۔
ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کرنے کی اجازت مانگی۔ بلا کر فرمایا
کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیری ماں اور دیگر محارم سے زنا کیا جائے وہ
بھی کسی کی ماں ہے۔ جوارح و قلب دونوں ضرور اپنا کام کریں گے خالی نہیں
رہیں گے۔ قلب میں اگر فکر خداوندی نہ ہو تو دوسرے خیالات فاسدہ میں
مشغول ہوگا اور اسی طرح جوارح کا لگ جانا سہل ہے۔ لیکن مقصد
دونوں کا لگنا ہے۔

میرا مقصد یہ ہے کہ جب دونوں چیزیں اللہ پاک کی ہیں تو اللہ پاک کے
کام میں لگانا ضروری ہے۔ قلب کا بغیر جوارح کے لگنا کافی نہیں جو عبادت
عادت ہو جائے وہ بغیر روح کا انسان ہے۔ بیکار تو نہیں کہتا۔ شیطان قلب
کو جوارح سے زیادہ قابو کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
قلب پر ہاتھ رکھ کر فرماتے (التقوٰی ھٰہنا التقوٰی ھٰہنا)۔ تم اپنے قلب
کو دیکھو اور دوسرے کے اعمال ظاہری کو واقعیت پر محمول کرو۔ نماز میں اللہ
پاک نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ یہ بقیہ دین کی رہبری کرتی ہے۔ جبکہ اپنے
شرائط کے ساتھ ہو۔ اعتراض کرنا تو حرام اور سمجھانا فرض ہے۔ ہم نے
اس کا اُلٹ کر رکھا ہے۔ الغرض جب دین پر چلنا ضروری ہے تو اگر حکم پر
چلیں گے تو کامیاب اور اگر من (یعنی نفس) کی خواہش پر چلیں گے تو ناکام

حضرت مولانا الشاہ محمد الیاس نوراللہ مرقدہٗ نے کس قدر دین کی طرف متوجہ کیا ہے اور دین سے ہٹنے کو ہلاکت سے تعبیر کیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے۔ اس لئے کہ اہل اسلام کی کامیابی دین پر محنت کرنے میں ہی ہے اور جب دین ہاتھوں سے نکل جاتا ہے تو انسان نفسانی خواہشات و شیطانی تصرفات کا میدان بن جاتا ہے۔ اور اس کو ہر حق بات ناحق ہی دکھائی دیتی ہے۔ جس کے بارے میں حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ آج کل نفس پرستی حق پرستی پر غالب ہے۔ اس لئے اپنے اندر حق پرستی کا صحیح جذبہ پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

حضرت مولینا نے نہایت اختصار کے طور پر اپنے ان کام کرنے والوں کے لئے جو چھ نمبر تجویز فرمائے ہیں۔ بیان فرما دیئے ہیں۔ اب ان کی کچھ تفصیل مع فضائل اور ترتیب کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔ تاکہ دینی جدوجہد کرنے والوں کی صحیح رہبری ہو سکے اور ہر نئے آنے والے کو کام کرنے کی ہر اعتبار سے پوری واقفیت ہو جائے اور سفر میں اصولی طور پر کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔ کام کی پوری ترتیب مع چھ نمبر اور مع اصول شروع سے آخر تک لکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں کوئی صاحب کمی پائیں مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ کیونکہ یہ کام سب کا اجتماعی کام ہے۔ نیز کوئی حدیث ضعیف یا موضوع بالکل نہیں لی گئی ہے۔ جب تک کہ کسی محدث نے اس کی صحت پر اتفاق نہ کیا ہو نیز ان نمبرات کے بیان کرنے میں عوام کا لحاظ کرتے ہوئے زبان بالکل آسان استعمال کی گئی ہے۔ دوسرے یہ بھی ضروری ہے کہ تبلیغی کام صرف کتاب کے پڑھنے سے نہیں آئے گا۔ بلکہ پہلے وقت نکالکر تبلیغ میں جائیں اور پھر اس کتاب سے نمبرات کے سلسلہ میں مدد ملے گی۔ دعا ہے خداوند کریم اس کو امت مسلمہ کیلئے نافع فرمائے (آمین)

محمد حسن خاں گنگوہی
۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ — مقیم حال بستی حضرت نظام الدین اولیا دہلی۔

دعوت ایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے زیبا ہیں کہ جس نے زمین وآسمان اور اس میں رہنے والی مخلوق کو بنایا۔ اور تمام مخلوق سے افضل واشرف انسان کو بنایا اور اپنی خلافت کی عزت سے نوازا۔ اور مزید احسان وفضل کہ روحانی نظام کے ماتحت انسانوں میں سے ہی انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء ورسل علیہم السلام کو منتخب فرمایا خدائے پاک کے بھیجے ہوئے ہر نبی ورسول علیہم السلام نے آکر اپنے اپنے زمانہ میں اللہ پاک کے حکم کے مطابق لوگوں کو زندگی گزارنے کا ایسا طریقہ بتایا اور دعوت دی کہ جس نے بھی دعوت کو قبول کیا اور اپنی زندگی کو اس طریقہ پر ڈھال لیا وہی اللہ پاک کا پیارا مومن بندہ ہو گیا۔ وہ دنیا میں بھی بامر الٰہی کامیاب رہا اور آخرت کے بھی سکھ وچین حاصل کر گیا۔ اور جس نے اپنے زمانے کے نبی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت سے منہ موڑا اور دعوتِ ایمان کو قبول نہ کیا وہ دنیا میں بھی کافر ومشرک وذلیل ہو کر مرا اور آخرت میں ہمیشہ کے دردناک عذابِ شدید میں دوزخ میں مبتلا رہیگا۔ ہر دو قسم کے واقعات کی مثالیں بطور عبرت قرآن پاک واحادیث نبویہ میں بہت موجود ہیں۔ چنانچہ احکام تشریعی سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام پر نازل کئے گئے۔ آپ نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو خدائے پاک کی طرف بلایا اور خوب دعوت دی۔ لیکن فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ہی کا قوم مصداق رہی

اور اس زمانہ کی اکثریت ان کی دعوت ایمان کے خلاف ہوگئی جیسا کہ اکثریت کا ہر زمانہ میں اور آج تک دستور چلا آرہا ہے۔ یہ اکثریت رات دن اپنے نبی کو ستاتی رہی بلکہ گستاخانہ انداز میں مقابلہ کرتی رہی۔ ادھر آپ نہایت اچھے انداز میں برابر لیل و نہار یعنی رات دن قوم کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے۔ قوم جواب میں پتھراؤ کرتی۔ مذاق اڑاتی۔ الغرض ہر زمانہ میں دعوت دین ایک خاص انداز میں اس زمانہ کے دعوتی کام کرنے والوں سے قربانی چاہتی ہے۔ جب دعوتی کام کرنے والوں کی قربانی اس سطح کو پہنچ جاتی ہے۔ تب شان الٰہی جوش میں آتی ہے اس وقت ان برگزیدہ ہستیوں کی طرف رحمت الٰہی متوجہ ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے بالمقابل طاقت کے بارے میں یہ جیسی بھی دعا ان کی ہلاکت کے بارے میں زبان سے نکال دیتے ہیں فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا و قربانی اس مقام کو پہنچی تو فوراً ہی تمام کی تمام اکثریت ایک ایسے سیلاب عظیم کا شکار ہوئی کہ کوئی انسان کی آبادی زمین پر ہو یا پہاڑ پر زندہ نہ بچ سکی تمام ہی مخلوق ہلاک و برباد ہو گئی۔ سوائے ان موحدین کے جو حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت پر ایمان لا کر کشتی میں سوار ہو گئے وہ تمام زندہ و سلامت بچ گئے۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت لوط علیہ السلام اور انکی دعوت

حضرت لوط علیہ السلام ایک جلیل القدر انبیاء علیہم السلام میں سے ہوئے ہیں جو کہ اپنی قوم ہی کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ اپنی قوم کو آکر دعوت ایمان و توحید دی اور مسلسل عرصہ دراز تک دعوت دیتے رہے لیکن قوم بداعمالیوں کا اتنا شکار ہو چکی تھی کہ کوئی ایمان نہ لا سکا۔ اور اپنے نبی کو رات دن دکھ پہنچاتے رہے آخر کار

وہ وقت آیا کہ قہرِ الٰہی متوجہ ہوا اور نافرمان قوم کی بربادی کا وقت آ گیا۔ جب عذاب کے فرشتے آسمان سے آ گئے اُس وقت بھی قوم کو دعوت دی۔ اور فرمایا۔ اَلَیۡسَ مِنۡکُمۡ رَجُلٌ رَّشِیۡدٌ۔ ارے کیا قوم میں ایک بھی آدمی راہ پر آنے والا نہیں ہے۔ آخر کار جب کسی نے داعی کی دعوت پر لبیک نہیں کی تو یہ خدا کے حکم سے اپنے اہل و عیال لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ اور یہ حکم ہوا کہ کوئی بھی اس شہر کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھے۔ چونکہ ان کی بیوی کا دل اس نافرمان قوم ہی کے ساتھ تھا، مڑ کر دیکھا۔ تو فرشتے اس عورت اور پورے شہر کو اکھاڑ کر آسمان کی طرف اتنا اوپر لے گئے کہ شہر کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں اہل آسمان کو سنائی دے رہی تھیں وہاں لیجا کر پھر اوندھا پلٹ دیا کوئی باندار اس شہر کا اور کوئی فرد اس قوم کا زندہ نہ بچ سکا اور آج تک وہ جگہ ویران ہے۔ اور دستور خداوندی ایسا ہی ہے کہ جب بھی کسی ملک یا قوم میں داعی بھیجتے ہیں اور وہ خدا کے دین توحید کی دعوت دیتے ہیں۔ جو لوگ اس دعوت کو قبول کرتے ہیں اللہ پاک ان کو اور ان کی نسلوں کو چمکاتے ہیں اور ان کی ہر نوع پر غیبی طریقہ سے مدد فرماتے ہیں اور جو لوگ انکار کرتے ہیں یا مدِ مقابل ہوتے ہیں وہی ہلاک و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کہ خدا حق کی حمایت کیسے کرتا ہے اور اہلِ باطل کو کیسے تباہ کرتا ہے۔

اور ان کے دلائل کو کیسے بے کار کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اس زمانے کے نجومیوں نے موجودہ حکومت کو خبر دی کہ ایک رات فلاں لڑکا ایسا پیدا ہونے والا ہے جو کہ بت پرستی غیر اللہ کی پرستش کو مٹائے گا اور اس حکومت کو برباد کریگا۔ بادشاہ نمرود کو جب یہ بات پہونچی تو فوراً اپنی تمام حکومت کو باخبر کر دیا کہ فلاں رات کوئی عورت اپنے شوہر کے پاس نہ رہے۔ اور ایک میدان میں ایک طرف تمام مردوں کو اور ایک طرف تمام عورتوں کو جمع کرا دیا اس کی نگرانی کا انتظام بھی مردوں اور عورتوں کے ذریعہ سے مکمل کرا دیا۔ لیکن اس مشرک ناپاک نے یہ نہیں جانا۔ کہ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اسی رات اسی کے سرہانے اللہ پاک نے جس بچے ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا ارادہ فرمایا۔ وہ ظہور میں آیا صبح ہوتے ہی پھر کاہنوں نے شور مچا دیا کہ وہ تو شکم مادر میں پہونچ گیا۔ بس اب جو مظالم نمرودی طاقت کے شروع ہوتے ہیں۔ لاکھوں حمل گرائے گئے لیکن ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔ ایک دن آیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ اور بڑے ہو کر وہی کام کرنا شروع کر دیا جس کے لئے اللہ پاک نے پیدا فرمایا۔ لوگوں کو علی الاعلان دعوت دیتے اور سمجھاتے۔ کہ جن پتھروں کو اپنے ہاتھوں سے گھڑ کر اپنا معبود بنا لیتے ہو وہ لائق عبادت نہیں۔ بلکہ عبادت کے لائق وہی ایک ذات پاک ہے جس نے زمین و آسمان اور اس میں رہنے والی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ سو تم بھی اس پر ایمان لاؤ۔ جب دعوت ایمان کا کام شروع کر دیا تو تمام اہل ملک مخالف و دشمن ہو گئے۔ اور بالآخر یہ طے کر لیا کہ ایک بہت بڑے میدان میں لکڑیاں جمع کر کے سب کے سامنے جلا دیا

جاوے۔ چنانچہ اس فیصلہ پر عمل کیا گیا میلوں لمبے میدان میں لکڑیاں جمع ہونی شروع ہوگئیں یہاں تک کہ عورتیں منت مانتی تھیں کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اتنی لکڑیاں لاکر ڈالوں گی۔ جب نمرودی نظام کے مطابق لکڑیاں جمع ہوگئیں اور آگ ڈال دی گئی اور شعلے آسمان کی طرف بڑھنے لگے تب ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعہ سے اس آگ میں پھینک دیا گیا اور تمام مشرکین خوش ہو ہو کر دیکھنے لگے۔ لیکن دیکھتے کیا ہیں بظاہر آگ ہے اور اندرون سرسبز و شاداب باغ گلزار بنا ہوا ہے۔ تمام حیران و پریشان تھے۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ نعم الرب رب ابراھیم ابراہیم کا رب کیا ہی اچھا رب ہے۔ پھر والدہ نے کہا کہ اے ابراہیم اگر اپنے رب سے کہہ دے کہ آگ مجھ کو نقصان نہ پہنچاوے تو میں تیرے پاس آ کر تجھے دیکھ جاؤں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آجاؤ۔ والدہ آگ میں داخل ہوئیں اور ابراہیم علیہ السلام کو گلے لگایا۔ اور پیار کیا اور واپس آگئیں۔ لیکن جو خدا سے ہدایت نہیں مانگتا اسے ہدایت کی توفیق نہیں ہوتی۔ جب آپ آگ میں گر رہے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور مدد کا اشارہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا اے جبرئیل بہرحال میں تجھ سے مدد نہیں چاہتا۔ اللہ پاک کی مدد کافی ہے۔ پھر بارش کا فرشتہ آیا اور عرض کیا کہ اے ابراہیم اگر حکم ہو تو ذرا سی دیر میں بادلوں کو حکم کروں کہ بارش برسا دیں۔ اور آگ بجھ جاوے۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں کہ اللہ پاک کا حکم تیرے حکم سے زیادہ سریع ہے میں تجھ سے بھی مدد نہیں چاہتا میرے اللہ مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ فوراً اللہ پاک کا حکم ہوا

اے آگ ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ اگر سلاماً کا حکم نہ ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام سردی کی شدت سے ٹھٹھر جاتے۔ نہایت سکون و چین سے ایک چلہ اس میں گذرا۔ آپ نے فرمایا کہ جس سکھ و چین کے ساتھ یہ چلہ میرا آگ میں

گزرا ہے اتنا زندگی میں اس سے پہلے کوئی دن نہیں گزرا میں تو یہی چاہتا ہوں کہ ساری زندگی اس میں ہی گزاروں۔

اور اتنے پر ہی بس نہیں ہوا بلکہ آگ سے نکلنے کے بعد اور بھی بڑی بڑی آزمائشیں ہوئیں۔ ایک بیوی اور بچے کو ملک شام چھوڑنے کی قربانی۔ اور دوسری بیوی اور بچے کو حجاز کے تپتے ہوئے پہاڑ، ریگستان اجاڑ و بیابان میں چھوڑنے کی قربانی اور پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی۔ اور پھر تمام مال کی اللہ پاک کے نام پر قربانی۔ الغرض ہر طرح سے ہر آزمائش میں پوری کامیابی حاصل کی۔ اور خدا کے دین کو پھیلایا۔ اللہ پاک نے ان کی دعاؤں کے طفیل امت مسلمہ کو وجود بخشا۔ اور سید الانبیا علیہ السلام عطا فرمایا۔ ادھر نمرودی طاقت کا دنیا کی سب سے حقیر مخلوق مچھر و ں کے ذریعہ خاتمہ کرادیا اور تمام نے دیکھ لیا کہ داعی حق ہی اپنی دعوت میں کامیاب ہوتا ہے اور اہل باطل ہلاک و برباد ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپکی دعوت

دنیا میں چند بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جنھوں نے ساری دنیا پر حکومت کی ہو اور ایسے چند ہی بادشاہ گزرے ہیں جنھوں نے اپنے کو مخلوق ہونے سے نکال کر خود معبود ہونے کا دعوی کیا ہو۔ ان میں سے فرعون بھی ایک بادشاہ ملک مصر میں گزرا ہے۔ جس نے اپنی سلطنت و عزت کے زور میں آکر عوام غریب جاہل پبلک کے سامنے دعوی کیا۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔ یعنی میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں مشیت الہی اور مہلت خداوندی نے اپنی قدرت دکھائی کہ فرعون تقریباً چار سو برس زندہ رہا۔ اور خدائی کا دعوی کرتا رہا اور پبلک پر ظلم ڈھاتا رہا لیکن کبھی

سر میں درد تک نہیں ہوا۔ بخار تک نہیں آیا۔ اسی وجہ سے خود اس کو بھی اور اس
کی پبلک کو بھی یقین ہو گیا کہ بس یہی سب سے بڑا رب ہے۔ جب یہ باطل عقیدہ
بہت تیزی کے ساتھ دلوں میں جگہ پکڑ رہا تھا۔ تب اچانک اس کے جادوگروں اور
نجومیوں نے خبر دی کہ اے بادشاہ تیری سلطنت میں بنی اسرائیل میں ایک بچہ
موسیٰ نام کا پیدا ہونے والا ہے جو تجھ کو اور تیری تمام سلطنت کو برباد کر دے گا۔
اتنا سنتے ہی فرعون نے بنی اسرائیل کی مردم شماری کر کے تمام حاملہ عورتوں
کے حملوں کو ساقط کرا دیا اور جو بچے پیدا ہو گئے تمام کو قتل کرا دیا اور تمام بالغین
مردوں کو اپنا غلام بنایا اور ان کی عورتوں کو اپنے گھروں کی خدمت کے لیے
باندیاں بنا لیا۔ لیکن یہ فرعون بدبخت اس بات کو کیا جانے کہ۔ وکان
امر اللہ قدراً مقدوراً۔ اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا پہلے سے ہوتا ہے۔ اللہ
پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی والدہ کو بذریعہ وحی
اللہ پاک نے مطمئن فرمایا اور ایک خاص ترکیب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو فرعون کے سامنے پہنچا دیا۔ فرعون اور اس کا عملہ دیکھتے ہی کہہ اٹھا کہ یہ
موسیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت خاصہ ظاہر فرمائی۔ فرعون کی بیوی کی زبان
سے نکلتا ہے کہ ہم اس کو بیٹا بنا لیں گے۔ کیونکہ ہمارے کوئی اولاد نہیں ہے۔
فرعون یہی کہتا رہا کہ یہ موسیٰ ہے مان لیتا ہے۔ اب تو فرعون کے شاہی خزانے
سے اس بچہ کی پرورش ہو رہی ہے، جس بچہ کی وجہ سے لاکھوں بچے ضائع کیے گئے
دودھ پلانے کے درمیان میں بھی کئی مرتبہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس لائے
گئے فرعون نے گود میں بٹھایا۔ آپ نے دشمن خدا کی ڈاڑھی اس زور سے کھینچی کہ فرعون
نے کھلبلی کے باعث پھر یہی کہا کہ یہ موسیٰ ہے۔ پھر بھی اللہ پاک نے بچایا اور
اور اس کے شاہی نظام سے جوانی تک پرورش کرائی۔ محل سرائے میں ایک قبطی

کی جوکہ فرعون کی قوم سے تھا اور دوسرا شخص جوکہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے
لڑائی ہوگئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک ایسا طمانچہ مارا جس سے
قبطی ہلاک ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر چھوڑ کر ملک شام میں حضرت شعیب
علیہ السلام کے پاس پہونچ گئے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی ایک
سے شادی کردی۔ اور دس سال تک وہاں رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ا
بیوی کو لے کر یہاں سے چلدیئے بیوی حاملہ تھیں راستہ میں کوہ طور کے دا
میں جاکر ٹھیر گئے۔ بیوی کو درد زہ شروع ہوا۔ آپ آگ کی تلاش کو نکل پڑے
کوہ طور پر آگ سی دکھائی دی۔ آپ آگ لینے گئے وہاں نبوت مل گئی۔ خدا
دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال۔ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے۔

قصہ لمبا ہے۔ آخر اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت وغیرہ
سے سرفراز فرمایا اور حکم اِذْهَبَا اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى۔ ہوا کہ فرعون نے خد
کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کو جاکر دعوتِ توحید دو آپ نے اپنے ساتھ کے لئے ا
بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ پاک سے دعا کر کے دعوت الی اللہ م
شریک کیا یہ بھی نبی ہو گئے اور بطور معجزہ عصا میں اللہ پاک نے اژدہا کی شکل
بدلنے کی تاثیر عطا فرمائی۔ مصر پہونچ کر فرعون کو خدا کی طرف بلایا۔ اور ڈرایا
اور اپنے نبی ہونے کی دلیل میں عصا اور ہاتھ کے روشن ہونے کا معجزہ پیش
کیا۔ فرعون نے ایک وقت مقرر کر کے تمام جادوگروں کو بلوایا کہ موسیٰ کا مقابلہ
کریں کہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ جادوگروں نے ایک بہت بڑے میدان میں
لاٹھیاں اور رسیاں جمع کرادیں اور موسیٰ علیہ السلام کو مقابلہ کیلئے بلوایا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اختیار دیا تو انھوں نے اپنے جادو سے
تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو سانپ بنادیا۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام

اپنے عصا کو ڈال دیا۔ وہ بحکم الٰہی ان جادوگروں کے تمام سانپوں کو نگل گیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام جادوگر اللہ پاک کی ذات پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے ان تمام مومنین کو بری طرح قتل کرنے کی دھمکی دی۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل میں دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہے ادھر فرعون اپنی پوری طاقت سے ان اہل ایمان کو ختم کرنے کی سازش کرتا رہا اور ستاتا رہا۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ادھر فرعونی مظالم۔ ادھر خدا کے دین کی دعوت۔ اللہ نے اپنے دین کی دعوت دینے والوں کو اور دعوت کے قبول کرنے والوں کو بچانے کا فیصلہ فرمایا۔ بحکم الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر رات کو مصر سے نکل پڑے اور بحیرۂ قلزم تک پہنچ گئے۔ صبح فرعون کو معلوم ہوا۔ تو فرعون نے مع اپنے تمام فوج اور پولیس کی طاقت کے ان مومنین کا پیچھا کیا۔ جب انھوں نے اس بے پناہ لشکر کو دیکھا ہے تو فوراً چیخ پڑے کہا۔ ہم لا ئے۔ اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ ۔ کہ ہم اب پکڑے گئے۔ کیونکہ سامنے سمندر ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ ہرگز نہیں بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے۔ ضرور مجھے راستہ عطا فرمائے گا۔ خدا کا حکم ہوتا ہے کہ اے موسیٰ سمندر پر لاٹھی مارو۔ اتنا کرنا تھا کہ فوراً سمندر خشک ہو کر بارہ سڑکیں ہر قبیلے کے لئے بن گئیں اور فرعونی لشکر دیکھ رہا تھا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھی پار ہو گئے۔ فرعون نے بھی حکم دیدیا کہ تم بھی پار ہو جاؤ۔ جب فرعون لشکر سمیت وسط سمندر میں پہونچا تو سمندر کو رب حقیقی کی طرف سے حکم ہوا کہ اس جھوٹے رب اعلیٰ کو مع اس کے لشکر کے ڈبو دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اشاروں میں تمام غرق کر دیئے گئے۔ اور ان کی لاشیں پڑی ہوئی تیرتی رہیں تاکہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ خداوند قدوس

اپنے دشمن کو کس طرح ہلاک کرتے اور اپنے دین کی دعوت دینے والوں کو او
ایمان لانے والوں کو کس طرح ظواہر کے خلاف بچاتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے
چمکاتے ہیں۔

لکل قوم ھاد۔ اللہ پاک نے ہر زمانہ میں ہر قوم کے واسطے ان کی
رہبری کے لئے ان میں سے ہی ہدایت کیطرف راہ بتلانے والے بھیجے۔ چنانچہ
ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت ظواہر
کے خلاف ہوتی ہے اور قومیں اپنے اپنے تجربہ ومشاہدہ کی وجہ سے ظواہر پر
عمل کرتی ہیں اسی وجہ سے رسول داعی میں اور مدعو قوم میں ٹکراؤ ہو جاتا ہے
اور دونوں کی آزمائش کا ذریعہ بن جاتا ہے نبی ظواہر کے خلاف قوم کو سمجھانے
کے لئے معجزے پیش کرتے ہیں۔ اب جو ایمان لے آتا ہے وہ اللہ پاک کی امان
میں آجاتا ہے۔ اور جو باغی یا دشمن بن جاتے ہیں وہ ہلاک و برباد ہو جاتے
ہیں۔ ہزاروں انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے اور اپنی پوری زندگی
خدا کے دین کی دعوت میں صرف کر گئے۔ اور قوموں کے ہاتھوں ہزاروں تکالیف
برداشت کر گئے۔ اور سب کے آخر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے۔ اور امت کو اپنا جانشین بنا گئے۔ تاکہ قیامت تک دین محمدی کی دعوت
دنیا کے ہر فرد بشر تک پہنچتی رہے۔ اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ وعرفات
میں تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اقرار کرالیا کہ میں نے تم تک خدا
کی بات پہنچا دی۔ اے اللہ تو گواہ ہے۔ صحابہؓ نے اقرار کر لیا کہ بیشک آپ نے
ہم تک تمام احکام خداوندی پہنچا دیئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔
کہ اب تم جو یہاں حاضر ہو میری طرف سے تمام باتیں جو لوگ
غائب ہیں ان تک پہنچا دینا۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس کے بعد اپنی پوری زندگی

دین کی دعوت و تبلیغ میں صرف کر دی۔ یہی حضرات ہمارے لئے نمونہ ہیں ہمیں بھی ان ہی کے نقش قدم زندگی گزارنی ہے۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعوتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

جیسے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے اپنی تمام عمریں بموجب حکم خداوندی قوموں کو اللہ پاک کی طرف دعوت دینے میں گزار دی اور ہزاروں تکالیف برداشت کیں۔ ایسے ہی اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا اور صرف آپ ہی کو نہیں بلکہ آپ کے متبعین یعنی ایمان والوں کو بھی خطاب فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

قال تعالیٰ: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

اور ڈر سا دے اپنے قریبی رشتہ داروں کو چنانچہ جب یہ آیت اتری۔ حضرت نے سارے قریش کو پکار کے سنا دیا اور اپنی پھوپی اور بیٹی اور چچا تک کو بتایا کہ اللہ کے ہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا

وقال تعالیٰ: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔

آپ اپنے رب کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور (اگر بحث آن پڑے تو) ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے رستے سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

قال تعالیٰ: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں لوگوں

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ وَقَالَ تَعَالٰی۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

سورۂ حٰمٓ السجدہ ۳۳
پارہ ۲۴ رکوع ۱۹

لوگوں کو توحید خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی۔ خلاصہ یہ کہ خدا واحد ہے اور میں داعی بالدلیل ہوں اور پھر میرے ساتھ والے بے دلیل ایمان نہیں لائیں گے۔

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (اپنی بندگی کو فخر سمجھے منکرین کی طرح عار نہ کرے)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں دعوتِ دین کا حکم فرمایا ہے (۱) آیت کے نازل ہوتے ہی آپ نے فوراً تعمیل حکم میں عمل شروع فرما دیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ذریعہ خاندان قریش کو کوہ صفا پر جمع کرایا اور تین دن تک برابر نہایت حکیمانہ انداز میں دعوت دینے کی ترتیب فرماتے رہے اور آخر میں دعوت دی) جس کے جواب میں ابولہب بولتا ہے۔ تبا اے محمد الہٰذا جمعتنا ـــــ تب اس کے جواب میں سورۂ تبت یدا نازل ہوئی پھر تو آپ کی پوری زندگی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی پوری زندگیاں دعوتِ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی صرف ہوئیں۔ یہاں تک کہ اللہ پاک ان سے راضی ہو گئے اور یہ اللہ پاک سے راضی ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مصداق ہو گئے۔

فضائل کلمۂ طیبہ

قال تعالیٰ، مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ۔

اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے۔ کلمہ طیبہ (یعنی کلمۂ توحید) کی کروہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں (مراد کھجور کا درخت ہے) یعنی جس طرح کھجور کا درخت صاف اور ستھرا ہوتا ہے اور اس کی شاخیں بلند ہیں اور پھل دار ہے۔ اسی طرح کلمہ طیبہ اپنی حقیقت میں نہایت مضبوط اور ثمرات بہت اچھے ہیں۔

احادیث

عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من شھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار۔ (مسلم شریف)

حضرت عبادہ ابن صامت روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص گواہی دے گا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ پاک اس پر دوزخ حرام کردیگا۔

وعن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات و ھو یعلم ان لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (مسلم شریف)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس یقین کے ساتھ مر جائے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یقیناً جنت میں جائے گا (خلاصہ یہ ہے کہ

جو اس پکے عقیدہ اور یقین کامل کے ساتھ دنیا سے گذر جائے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہو کر رہے گا۔ کیونکہ جنت اور دوزخ کا دخول ایمان اور کفر پر ہے برے اعمال سے بچنے اور اچھے اعمال کرنے سے ایمان کی ترقی ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تُفْلِحُوْا۔

اے لوگو لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جاؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَسَعْدَیْکَ۔ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَسَعْدَیْکَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا۔

(متفق علیہ)

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلعم سواری پر تشریف فرما تھے اور حضرت معاذ رض کو آپ نے تین مرتبہ آواز دیکر اپنی طرف متوجہ فرمایا اور وہ ہر مرتبہ فرماتے تھے کہ جی حضور میں حاضر ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صدق دل سے گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیغمبر ہیں تو یقیناً اس شخص پر دوزخ حرام کر دیگا۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ خوش خبری میں اور لوگوں کو بھی سنا دوں فرمایا پھر لوگ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے تو حضرت معاذ رضی اللہ نے اپنی موت کے وقت حدیث بیان کی تاکہ حدیث کے چھپانے کا گناہ ان کے ذمہ نہ رہ جائے۔

خداوند وحدہٗ لاشریک کی ذات پر ایمان لانا ایک ایسی عظیم دولت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی شے قیمتی نہیں اس لئے کہ خدائے پاک کی رضا و قربت کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ ایمان کے بغیر بندہ اللہ پاک سے واصل نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ کا پیارا بن سکتا ہے موت کے بعد کی پہلی منزل یعنی قبر میں پہلا سوال اسی کے متعلق ہوگا۔ آخرت میں نجات و شفاعت بھی اسی پر موقوف ہوگی۔ جنت کا داخلہ بھی اسی پر موقوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اپنے زمانہ کے ہر نبی و رسول نے لا الہ الا اللہ کی دعوت دی۔ اور تمام عمر اسی دعوت کی جد وجہد میں پوری کر گئے اور سب کے آخر میں سب کے سردار سید الانبیاء علیہم السلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آکر سب سے پہلے اسی کا اعلان کیا اور اہل مکہ کو دعوت دی۔ یاأیھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا اے لوگو توحید کے قائل ہو جاؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔

چونکہ اس کلمۂ ایمان پر بندہ کی کامیابی کا انحصار ہے۔ اس لئے آپ نے بھی اللہ پاک کے حکم سے اپنی پوری زندگی اسی کلمۂ توحید کے احیاء و اعلاء میں گزار دی۔ ایسے زمانے میں۔ ایسے شہر میں ایسی قوم و علاقہ میں جہاں ہر بات کے لئے الگ الگ معبود بنے ہوئے تھے اور بناتے رہتے تھے۔ ایسے نازک دور میں تمام قوم و ملک کی رائے عامہ کے خلاف آواز اٹھانا اور اعلان حق کرنا زیادہ آسان کام نہ تھا۔

کفار مکہ کا منصوبہ

ایمان و یقین کی دولت جب دل میں اتر جاتی ہے تو عام مومن بھی خدا کی رضا کے لئے جان و مال و زندگی کو اس طرح جھونک دیتا ہے کہ دنیا حیران

رہ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام وتابعین کے دور میں اہل روم وفارس ہر وقت کانپتے رہتے تھے آخرکار اسلام کی دولت سے کروڑوں انسان ان میں سے مالا مال ہوئے۔ پھر بھلا آپ جبکہ آپ کی رسالت ونبوت کو قیامت تک اللہ پاک کے یہاں چمکا نامنظور تھا اور تمام باطل مذاہب کو زیر کرنا تھا۔ اسلام کے قبل پیچھے مذاہب کو بھی منسوخ کرنا تھا۔ تو کس قدر یقین کی مایہ بے نہایۃ آپ کو خداوند قدوس نے عطا فرمائی جس کا اندازہ ان دو واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کفار قریش اور تمام مشرکین مکہ نے آپ کے اور پورے حمایتی خاندان کے خلاف ایک آخری فیصلہ کن منصوبہ کیا۔ اور بطور احتجاج جماعت قریش کے ایک وفد نے آپ کے خیر خواہ چچا ابو طالب سے کہا کہ یا تو اپنے بھتیجے محمدؐ کو اس کلمہ اور اس کی دعوت توحید سے منع کر دے ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ادھر آپ شام کو اپنی دن بھر کی مجاہدانہ کوشش وتبلیغ سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے تو آتے ہی چچا صاحب نے بطور خیر خواہی بیان کیا۔ کہ سرداران قریش کا فیصلہ ایسا ہے اس لئے میری بھی یہی رائے ہے کہ جو تجھے کرنا ہے وہ گھر ہی میں کر لیا کر۔

بس اتنا سنتے ہی آپ کو بے انتہا صدمہ تو ضرور ہوا لیکن دن بھر کی دعوت وتبلیغ کے مجاہدہ وطاقت نبوت نے وہ جوش وہمت پیدا کر دیا کہ آپ نے فرمایا کہ اے چچا۔ اگر میرے اللہ پاک ان مشرکین مکہ کو ایسی قوۃ تسخیر دے دیں کہ سورج کو (جو کہ چوتھے آسمان پر ہے) اتار کر میرے سیدھے ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو (آسمانِ دنیا سے) اتار کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں۔ تب بھی

خدائے پاک کی قسم میں اپنی اس دعوت سے جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جاری ہے ہرگز نہیں رک سکتا۔ اسی طرح دعوت وتبلیغ کے لئے آپ طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے سرداروں سے ملے اور دعوت پیش کی تو ان لوگوں نے بجائے حسن سلوک کے یہ کیا کہ شریر لڑکوں کو پیچھے لگا دیا۔ ان شریر لڑکوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھراؤ کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے جوتے مبارک تک بھی خون سے تر ہو گئے۔ مگر آپ نے صبر کیا اور دعوت کو نہیں چھوڑا۔ چنانچہ آپ نے اس راہ میں جو جو تکالیف برداشت کیں تھیں وہ بشر کے احاطہ سے باہر ہیں کیونکہ آپ کی پوری زندگی مجاہدوں سے بھری ہوئی ہے یہاں پر بطور نمونہ تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اہل ایمان ایسے حالات سے جو نسبت ایمان و اسلام پر ان کو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں صبر و ہمت اختیار کریں اور استقلال کے ساتھ دین کے کام کرتے رہیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر اپنی قسم کی پونجی خدا کی راہ میں قربان کر کے اللہ و رسول کی رضا حاصل کریں۔ تاکہ خدا کی غیبی نصرت و تائید پوری طرح صدیوں تک کے لئے متوجہ ہو جائے۔ اور دنیا میں امن و سلامتی دیر تک باقی رہے۔

حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کا دین کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنا

جب اہل مکہ نے رسول پاک اور صحابہ کرام کو زیادہ ستانا شروع کیا تب بحکم الٰہی مکہ مکرمہ اور خانۂ کعبہ جو کہ آپ کی محبوب عبادت گاہ۔ اور آپ کا پیارا وطن تھا چھوڑنا پڑا۔ اور ہجرت فرمائی جس میں غار ثور اور سفر کی تکالیف آپ نے بہت برداشت کیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مشرکین نے ابو جہل لعنۃ اللہ کی ماتحتی میں فوجی اقدام

کر کے اہل مدینہ کو ختم کرنے کی سازش میں بدر کی لڑائی کا سامنے آنا۔ پھر یکے بعد دیگرے مشرکین مکہ کی طرف سے حملے ہوتے رہنا۔ یہاں تک کہ جنگ احد میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونا اور سر مبارک کا بہت زخمی ہونا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے چچا کا اس حالت میں شہید ہونا کہ ناک کان کاٹ لینا کلیجہ نکال کر چبانا اور ستر صحابہ کا شہید ہونا اور غزوہ خندق میں تین دن تک کچھ نہ چکھنا۔ جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ ہم خندق کھود رہے تھے ایک پتھر بھاری آڑے میں آگیا۔ آپ نے اتر کر اس کو توڑا آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے تین دن تک کچھ نہیں چکھا تھا۔ اس قسم کے آپ کے سینکڑوں واقعات ہیں جن کی تفصیل یہاں مقصود نہیں البتہ شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب دام مجدہ کی حکایات صحابہ میں اور حضرت مرشدنا مولینا محمد یوسف صاحب ادام اللہ فیوضہ کی تالیف حیاۃ الصحابہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ جن کا مطالعہ اس کام کے کرنے والوں کو نہایت ضروری ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک اور پیاس

دین کی دعوت و اعلاء کلمۃ اللہ کی جدوجہد میں جہاں آپ نے بہت سی تکالیف برداشت کیں ساتھ ساتھ کھانے پینے کی بھی بیحد تکالیف آپ نے اور آپ کے اہل و عیال نے بھی بہت برداشت کیں۔ جیسا کہ احادیث پاک سے معلوم ہوتا ہے۔

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما قال لقد رایت

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے تمہارے نبی علیہ السلام کو دیکھا

نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم وما یجد من الدقل ما یملأ به بطنه (رواہ مسلم)

عن ابی سعید المقبری عن ابی هریرة رضی اللہ عنه انه مر بقوم بین ایدیهم شاة مصلیة فدعوه فابی ان یاکل وقال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر (رواہ البخاری)

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال خرج رسول اللہ صلی اللہ ذات یوم او لیلة فاذا هو بابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما فقال ما اخرجکما من بیوتکما هذه الساعة قالا الجوع یا رسول اللہ قال وانا والذی نفسی بیده لاخرجنی الذی اخرجکما۔ الحدیث (رواہ مسلم)

ہے کہ ردی کھجوریں بھی پیٹ بھرنے کو میسر نہیں ہوتی تھیں۔

ابو سعید المقبریؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گذرے جن کے سامنے بکری بھنی ہوئی تھی ان لوگوں نے آپ کو بلایا آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور آپ نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات یا دن میں رسول اللہ علیہ السلام باہر تشریف لائے پس اچانک دیکھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ اس وقت کس چیز نے تم کو نکالا ہے۔ دونوں نے عرض کیا بھوک نے اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مجھے بھی بھوک ہی نے باہر نکالا ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت ما شبع آل محمد من خبز شعير يومين متتابعين حتى قبض (متفق عليه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ نہیں پیٹ بھرا آل محمد علیہ السلام کا جو کی روٹی سے دو دن تک لگاتار یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

وفي رواية ما شبع آل محمد منذ قدم المدينة من طعام البر ثلث ليال تباعا حتى قبض

ایک روایت میں ہے کہ نہیں پیٹ بھرا آل محمد صلی اللہ کا جب سے مدینہ پاک تشریف لائے۔ گیہوں کے کھانے سے تین رات لگاتار یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔

عن عروة عن عائشة رضي الله عنها انها كانت تقول والله يا ابن اختي ان كنا لننظر الى الهلال ثم الهلال ثلثة اهلة في شهرين وما اوقد في ابيات رسول الله صلى الله عليه وسلم نار قلت يا خالة فما يعيشكم قالت الاسودان التمر والماء الا انه كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الانصار وكانت لهم منائح وكانوا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرماتی ہیں قسم اللہ پاک کی اے بھانجے ہم نے تین چاند دیکھے دو ماہ میں۔ لیکن رسول پاک کے گھروں میں کچھ پکانے کے لئے چولھا نہیں سلگایا گیا۔ میں نے کہا اے خالہ پھر کس چیز سے گزارا کرتے تھے۔ فرمایا کھجور اور پانی پر ہاں کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ کے پڑوسی انصار اپنے مویشیوں کا دودھ نکال کر بطور ہدیہ بھیجتے تھے۔ تو ہم سب اس کو پی لیتے تھے۔

يرسلون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من البانها فيسقينا (متفق عليه)

(صحابہ کرام کا اللہ پاک کی راہ میں بھوک برداشت کرنا)

جس طرح دین کی کوشش و محنت میں حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل وعیال بھوک و پیاس کی تنگی کو برداشت کرتے تھے۔ اسی طرح اسلام میں داخل ہونے والے صحابہ کرام بھی بہت زیادہ بھوک پیاس اور دوسری مجاہدانہ تکالیف اللہ کیلئے برداشت کرتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا بھوک کی شدت سے گھر سے باہر نکلنا ابھی پیچھے حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال انی لاول العرب رمی بسهم فی سبیل الله و لقد كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لنا طعام الا ورق الحبلة وهذا السمر حتى ان كان احدنا ليضع كما تضع الشاة ماله خلط (متفق علیہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں عرب کا پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ہے بیشک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کرتے تھے لیکن ہمارے پاس کھانا نہیں ہوتا تھا۔ سوائے جنگلی کیکر وغیرہ کے پتوں کے یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک بکریوں کی طرح مینگنیاں کیا کرتا تھا۔

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں ہے۔

ولقد رايتنی سابع سبعة

فرماتے ہیں کہ میں اسلام میں ساتواں

مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما لنا طعام
الا ورق الشجر حتی قرحت
اشداقنا فالتقطت بردۃ
فشققتھا بینی و بین
سعد بن مالک فاتزرت
بنصفھا واتزر سعد
بنصفھا (رواہ مسلم)

عن ابی عبد اللہ جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنھما
قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وامر علینا ابا
عبیدۃ نتلقی عیرا لقریش
وزودنا جرابا من تمر لم یجد
لنا غیرہ فکان ابو عبیدۃ
یعطینا تمرۃ تمرۃ فقیل کیف
کنتم تصنعون بھا قال نمصھا
کما یمص الصبی ثم نشرب
علیھا من الماء فتکفینا یومنا الی
اللیل وکنا نضرب بعصینا الخبط
ثم نبلہ بالماء فناکلہ (الحدیث)
(رواہ مسلم)

مسلمان ہوں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ۔ ہمارے لئے کھانا نہیں ملتا تھا
سوائے درخت کے پتوں کے جس کی وجہ
سے ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے کپڑوں کا یہ
حال تھا کہ ایک چادر ایک مرتبہ مجھے حاصل
ہوئی تو میں نے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے
آدھی کو سعد بن مالک نے تہبند بنایا
اور آدھی کا میں نے بنالیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بھیجا
قریش کے قافلہ کی خبر گیری کے لئے اور
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر
بنا دیا اور ایک مشکیزہ بھر کر کھجور بطور زادراہ
ہمیں عطا فرمائیں۔ اس کے علاوہ دوسری
کوئی چیز ہمارے پاس نہیں تھی۔ تو حضرت
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ایک کھجور
ہمیں کھانے کو دیتے۔ کسی نے پوچھا کیسے ایک
کھجور سے گذر کرتے تھے فرمایا بچوں کی طرح
چوستے رہتے تھے پھر اوپر سے پانی پی لیتے
تھے بس یہی صبح سے شام تک ہمکو کافی ہوتی تھی
اور جب زیادہ بھوک لگتی تو لاٹھیوں سے کیکر وغیرہ کے
پتے جھاڑ جھاڑ کر پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے۔

بھوک کی شدت سے صحابۂ کرام کا نماز میں گر پڑنا

عن فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی بالناس یخر رجال من قامتھم فی الصلوٰۃ من الخصاصۃ وھم اصحاب الصفۃ حتی یقول الاعراب ھؤلاء مجانین فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف الیھم فقال لو تعلمون ما لکم عند اللہ لاحببتم ان تزدادوا فاقۃ وحاجۃ (رواہ الترمذی)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو بھوک کی شدت کی وجہ سے لوگ نماز میں گر پڑتے تھے اور وہ صفہ والے حضرات ہوتے تھے دیہات سے آنے والے کہتے تھے کہ یہ لوگ دیوانے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ان کیطرف متوجہ ہوئے پس فرمایا اگر تم جان لو اس چیز کو جو اللہ پاک کے یہاں تمہارے لئے ہے تو تم زیادتی فاقہ وحاجت ہی کو پسند کرو گے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال لقد رایتنی وانی لاخر فیما بین منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حجرۃ عائشۃ رضی اللہ عنھا مغشیا علی فیجی الجائی فیضع رجلہ علی عنقی ویری انی مجنون وما بی من جنون ما بی الا الجوع (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ بیہوش پڑا ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان آنے والے آتے اور اپنے پیر کو میری گردن پر رکھتے مجھے دیوانہ خیال کر کے۔ اور حالانکہ میں دیوانہ نہیں ہوتا تھا بلکہ بھوکا پڑا رہتا تھا۔

صحابۂ کرام اور کپڑوں کی تنگی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
قال لقد رأیت سبعین من اھل
الصفۃ ما منھم رجل علیہ
رداء اما ازار واما کساء قد
ربطوا فی اعناقھم منھا ما یبلغ
نصف الساقین ومنھا ما یبلغ
الکعبین فیجمعہ بیدہ کراھیۃ
ان تریٰ عورتہ (رواہ البخاری)
عن ابن عمر رضی اللہ عنھما
قال کنا جلوسا مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاء
رجل من الانصار فسلم علیہ
ثم ادبر الانصاری فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اخا
الانصار کیف اخی سعد بن
عبادۃ فقال صالح فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعودہ
منکم فقام وقمنا معہ ونحن بضعۃ عشر
ما علینا نعال ولا خفاف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے فرمایا کہ میں نے ستر اہل صفہ کو دیکھا
ہے۔ ایسا کوئی نہیں دیکھا ہے کہ کسی پر کوئی
بڑی چادر ہو، بلکہ معمولی چادر معمولی تہبند
ہوتی تھی گلے میں باندھ لیتے تھے کسی
کی پنڈلیوں تک کسی کے ٹخنوں تک
اور ستر کھلنے کے خوف سے ہاتھ سے
تہبند کو پکڑے رہتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک
ایک آدمی انصاری آیا اور آپ کو
سلام کیا اور چل دیا تب فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے انصاری
بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے
اس نے کہا اچھا حال ہے فرمایا آپ نے
حاضرین سے کہ تم میں سے کون عیادت
کے واسطے چلتا ہے۔ آپ کھڑے ہوئے
ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔
اور ہم لوگ کچھ دس آدمی تھے اور ہمارے پاس نہ

ولا قلانس ولا قمص نمشی فی تلک السباخ حتی جئناہ فاستاخر قومہ من حولہ حتی دنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الذین معہ (رواہ مسلم)

جوتی نہ موزے نہ سروں پر ٹوپیاں نہ کرتے ہم اس شور یلی زمین پر چل رہے تھے یہاں تک ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انکی قوم ان کے پاس سے اکیطرف کو ہو گئی پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی قریب ہوگئے۔

فائدہ

یعنی دس پندرہ آدمیوں کے پاس موزے ٹوپی قمیص وغیرہ کچھ نہیں تھیں اور شدت کے ایام گذر رہے تھے۔

عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما قال غزونا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات ناکل الجراد وفی روایۃ ناکل معہ الجراد (متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سات غزوہ کیے ہم ٹڈی کھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم آپکے ساتھ ٹڈی کھاتے

عن حمید سمعت انسا قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الخندق فاذا المھاجرون والانصار یحفرون فی غداۃ باردۃ ولم یکن لھم عبید یعملون

حمیدؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق کے موقع پر نکلے پس دیکھا کر مہاجرین وانصار شدید سردی کی صبح میں خندق

ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَاٰی مَابِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَة فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهٗ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَاد مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

(البدایة)

کھود رہے ہیں کوئی غلام وغیرہ اس کام کے لئے ان کے پاس نہ تھے۔ آپ نے ان حضرات کی تکلیف اور بھوک کو دیکھ کر فرمایا اے اللہ بیشک چین تو آخرت کا چین ہے بخشش فرما انصار اور مہاجرین کی۔ آپ کے جواب میں تمام نے کہا کہ ہم وہ ہیں جنھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے جہاد کرتے رہنے پر جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ۔

یہ مختصر واقعات ہیں ہمارے اسلاف کے جن کے ہم نام لیوا ہیں۔ ان ہی حضرات کی زندگی آج ہمارے لئے نمونہ ہے۔ دین کی خاطر جس طرح ان حضرات نے۔ جانی مالی۔ بھوک پیاس وغیرہ ہزار قسم کی تکالیف کو برداشت کیا اور اللہ پاک کے دین کو دنیا میں پھیلایا اور کلمۂ توحید کو بلند کیا صحیح ایمان و عمل کی فضا دنیا میں قائم فرمائی دنیا سے کفر و شرک کو مٹایا لوگوں کو خالص اللہ پاک کی عبادت پر لگایا۔ ظلم و ستم کو ختم کیا اور عدل و انصاف کو قائم کیا آج بھی دنیا کو ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے کہ جن کی محنت سے دنیا میں امن و سلامتی پیدا ہو جائے۔ اور صحیح ایمان و اعمال کی شکلیں قائم ہو جائیں اور عداوت ختم ہو کر دلوں میں الفت و محبت پیدا ہو جائے۔ ہمیں بھی آج اسی حوصلہ سے دین پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے محنت کی۔

اہل فارس کا سوال

اہل فارس نے ایک موقعہ پر حضرت ربعی بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم ہمارے ملک میں کیوں آئے۔ جواب دیا۔

اللہ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ ومن ضیق الدنیا الی سعتھا و من جور الادیان الی عدل الاسلام۔

اللہ پاک نے ہم کو بھیجا ہے اس لئے تاکہ نکال دیں جن کو اللہ پاک چاہیں بندوں کی غلامی سے اللہ پاک کی عبادت کی طرف دنیا کی تنگی سے وسعت کی طرف ادیان باطلہ کے مظالم سے اسلام کے عدل و انصاف کی طرف

ان جذبات اور ارادوں سے دنیا میں کام کرنے والوں نے کام لیا ہے۔ یہ حضرات ہی ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ اس زمانہ میں اگر اللہ کے راستے میں کہیں بھوک پیاس آجاتی ہے تو بعضے تو چلہ ادھورا چھوڑ کر گھر لوٹ آتے ہیں اور بخار، سر کا درد، زکام وغیرہ معمولی سی تکلیف اگر ہو جاتی ہے تو فوراً امیر جماعت کو مجبور کر کے اجازت لے لی جاتی ہے اور برداشت نہیں ہوتی۔ حالانکہ دوسری لائنوں میں لوگ صرف دنیا کی معمولی سی عزت یا نفع کی خاطر لد پٹائی بھوک پیاس۔ جیل تک کافی عرصہ برداشت کرتے رہتے ہیں اور اگر گھروں پر اخراجات کی تنگی ہو جاتی ہے تو بھی لوگوں سے طرح طرح کی شکایت زبان پر آجاتی ہے حالانکہ ان ہی کمزوریوں کو نکالنے اور دین کی خاطر اپنی ہر چیز کی قربانی کے جذبہ سے نکلنا ہوتا ہے۔ تاکہ دین کے وقتی تقاضے پر اللہ کی مرضی کے لئے اپنے آپ کو ہر طرح سے پیش کر سکیں۔

مصیبت مانگنے کی تو چیز نہیں ہے لیکن بطور امتحان اگر منجانب اللہ آجائے

تو صبر و استقامت کے ساتھ رہنے کی اور اللہ کی نعمت سمجھ کر امتحان میں پار اترنے کی ضرورت ہے۔

عمل

ایمان کے بعد عمل کا درجہ ہے اور اعمال میں سب سے ضروری نماز ہے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

یعنی وہ لوگ کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز کو خشوع و خضوع سے ادا کرنیوالے رہیں یوں تو تمام ہی اعمال اہم اور ضروری ہیں بغیر صحیح عمل کے بندہ قہر الٰہی اور غضب خداوندی سے نہیں بچ سکتا اور جنت کے درجات کی ترقی بھی عمل کیساتھ ہے اعمال میں فرائض کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے اسکے بعد واجبات و سنن و نوافل کا۔ یوں اعمال ہر قسم کے بہت ہیں لیکن سب سے اہم ترین اور مقدم نماز ہے۔ نماز سب سے اونچا عمل ہے کیوں کہ دین کا ستون ہے۔ اسلام میں نماز کا درجہ ایسا ہے جیسے انسان کے بدن میں سر کا درجہ کہ جسم بغیر سر کے دفن کے قابل ہے۔ یعنی مردہ و بے کار ہے اسی وجہ سے اس کو رسول پاکؐ نے الصلوٰۃ معراج المومنین فرمایا ہے۔ یعنی نماز مومن کے لئے معراج ہے۔ ترقی درجات کا ذریعہ ہے۔ نماز ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ زندگی کے ہر عمل میں استحضار پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی لئے نماز کو مذکرہ بتایا یعنی یاد دلانے والی۔ دھیان پیدا کرنے والی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنی ایسی نماز پڑھنے کی کوشش کرو جیسے کہ میں پڑھتا ہوں۔ آپکی نماز معرفت الٰہی خشوع و خضوع اللہ پاک کے سامنے پوری عجز و انکساری سے بھری ہوئی ہوتی تھی ایسی ہی نماز سے ایمان والے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں اور یہی وہ نماز ہے جو نمازی کو ہر فحش اور بری

بات سے روک دیتی ہے۔ اور اللہ پاک سے مناجات اور ہم کلامی کا شرف بخشتی ہے
اسی وجہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی
میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ لہٰذا اس کا اہتمام ہر انسان کے لئے ایمان
لانے کے بعد ضروری ہے۔

تبلیغ میں نکل کر نماز کی مشق

اس راستے میں نکل کر صحت ایمان و یقین کے ساتھ نماز کی اس اعلیٰ صفت
کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے جو اللہ پاک کے یہاں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا مفہوم نمازی سے
مطلوب ہے ایسی مقبول نماز کے لئے چند امور کا دھیان رکھنا نہایت ضروری
ہے۔ ظاہراً حلال کمائی جس سے کھانا پینا لباس وغیرہ درست ہو۔ نماز کے فرائض
ارکان کا سیکھنا اور اس کے مطابق ادا کرنے کا کوشش کرنا۔ سنن و مستحبات کا بھی پورا
دھیان رکھنا۔ باطناً اللہ پاک کے سامنے عجز و انکساری خشوع و خضوع اور پوری
توجہ پیدا کرنا نماز کی چار حالتیں ہیں۔ قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ ہر حالت میں صفت احسان
پیدا کرنا۔ مطابق حدیث جبرئیل علیہ السلام کے احسان یعنی اخلاص کی۔ ان الفاظ کے
ساتھ تشریح فرمائی ہے تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ
فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اللہ پاک کی عبادت اس دھیان کے ساتھ کرنی ہے۔ گویا کہ
اللہ پاک تیری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تو گویا اس ذات الٰہی کا مشاہدہ
کر رہا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر واقعی بہت صحیح ہے کہ جب کوئی شخص
بادشاہ با اختیار کے سامنے مجرمانہ صورت میں پیش ہو رہا ہو تو اس مجرم پر کس قدر
ہیبت و جلال طاری ہو رہا ہوگا اور اپنا جرم بھی یقیناً سامنے ہوگا۔ تو یہ مجرم کس توجہ
و عجز و تواضع کی حالت میں بیان دے رہا ہوگا۔ پھر بھلا۔ اللہ اکبر جب کہ مومن کو

ذات باری احکم الحاکمین شہنشاہ ربُّ العالمین کا دھیان اس درجہ ہو گیا
کہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔

تو کتنی عظمت و ہیبت جوارح پر طاری ہو رہی ہو گی۔ اور یہ مرتبہ اول
حاصل نہ ہو سکے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ جس کے بعد احسان یعنی اخلاص کا درجہ نہیں
بتایا گیا وہ یہ کہ اللہ پاک کی ذاتِ گرامی تو مجھ کو ظاہر و باطن سے ہر حالت میں یکجہتی
دیکھ رہی ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی تو یقیناً زندگی میں تبدیلی
آجائیگی۔ برائیاں نیکیوں سے بدل جائیں گی۔ حرام کمائی حلال سے جھوٹ
سچ سے عداوت، محبت سے، غفلت ذکر سے، بغاوت اطاعت سے، جہالت
علم سے، ریا اخلاص سے، ظلم انصاف سے، بداخلاقی حسن اخلاق سے الغرض
ہر غلط قول و فعل صحیح سے بدل جائے گا جو کہ اصلاح میں اصل مقصود ہے کیوں کہ
ہر حال میں یہ استحضار پیدا ہو جانا کہ اللہ پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے یہ بہت بڑی
کامیابی ہے اسی وجہ سے نماز کی صحت پر زندگی کا دارومدار ہے نماز میں تمام اعضاء
کو متوجہ کرنا ہوتا ہے کہ ہاتھ کہاں رکھیں اور کب کیا کریں۔ آنکھیں کہاں تک دیکھیں اور نظر
کہاں رہے بند کریں یا کھلی رہیں، کان کس بات کو سنیں اور کہاں سے بند رہیں،
پیشانی کب اور کہاں اور کس طرح رکھی جائے اور جھکائی جائے اور کہاں نہ
جھکائی جائے اور نہ ٹیکی جائے، ناک کیا کرے دل و دماغ کے فکر و دھیان
کو کس بات پر اور کس کی محبت میں جذب کیا جائے۔ پیروں کو کس طرح اور
کہاں اور کب اور کیسے استعمال کیا جائے اور زبان سے کیا بولا جائے اور کب
خاموشی اختیار کی جائے اور اس پورے بدن کا ظاہری لباس اور ظاہری صورت

کیسی اختیار کی جائے۔ ان اعضاء کے ذریعہ ہی انسان ہر چیز کو استعمال کرتا ہے۔ نماز کی حالت میں استعمال کرنا اور نہ کرنا یا بعد نماز کے استعمال کرنا اور نہ کرنا ایک پوری تفصیل ہے جس سے اہل علم حضرات تو بخوبی واقف ہیں لیکن دوسروں کو واقفیت پیدا کرنی نہایت ضروری ہے۔

نماز سے خارج اعضاء کی اصلاح

انسان کے اعضاء وجوارح سے جو چیز صادر ہوتی ہے یا بذریعہ اعضاء وجوارح جن چیزوں کو انسان استعمال کرتا ہے۔ بس اسی کا نام عمل ہے۔ پس جس طرح نماز کے اندر ان کے استعمال کی مشق ہے اور عبادت خداوندی میں ان اعضاء وجوارح کو احکام خداوندی کا پابند بنانا ہے۔ آنکھ سے وہ دیکھنا ہے جو اللہ و رسول کو پسند ہے اور جہاں دیکھنے کا حکم ہے اور جہاں نظر ڈالنے سے منع کیا ہے وہاں سے انسان اپنی نگاہ روک لے۔ کان سے وہ سنے جس کے سننے کا حکم ہے اور جس سننے سے اللہ و رسول راضی ہوتے ہیں اور اس سننے سے کانوں کو بند کر لے جس کا حکم نہیں ہے اور جو سننا اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں ہے۔ زبان سے وہ بول بولے جو بولنا اللہ و رسول کو پیارا ہے جس بول پر ثواب دیا جاتا ہے اور اس بول کو زبان سے روک دے جس بول سے آدمی خدا و رسول سے دور ہو جاتا ہے اور قہر الٰہی کے نزول کا ذریعہ بن جاتا ہے کیونکہ حدیث پاک میں فرمایا ہے کہ لوگ زبان کی بے احتیاطی سے ہی زیادہ تر دوزخ میں جائیں گے۔

دانت اور منہ کے ذریعہ سے انسان کھانا کھاتا ہے۔ حلال کھا رہا ہے یا حرام کھا رہا ہے کس مقدار میں بہتر ہے اور کس قدر مضر ہے۔ کس ترتیب سے کھانے کی

ہیئت اللہ و رسول کو پسند ہے اور کس طرح سے ناپسند یہ بھی دھیان رکھنے کی بات ہے کہ پیشانی کہاں جھکانی ہے کس طرح جھکانی ہے اللہ پاک کو اس کی کون سی شکل محبوب ہے اور کون سی شکل مبغوض۔ غیر اللہ کے سامنے پیشانی جھکانا شرک ہے اور مشرک کی کبھی بھی بخشش نہیں ہوگی اور وہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل محروم رہے گا۔ اور ہمیشہ دوزخ میں جلتا رہے گا۔ اگر کسی سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہو تو توبہ اور آئندہ کے لئے عہد اور تجدید ایمان ضروری ہے۔ دل میں اللہ پاک کی محبت و یقین کس طرح جمایا جاوے۔ اور غیر اللہ کی عظمت کو نکالنا کتنا ضروری ہے۔ ہاں جن کی تعظیم کا حکم ہے ان کی حیثیت سے تعظیم کرے۔ ہاتھوں سے کمائی کی شکلوں کو چاہے تجارت ہو یا زراعت محنت مزدوری ہو یا ملازمت جو شکل بھی ہو ان تمام کو بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس کی کمائی کا طریقہ وہ کونسا ہے جو اللہ و رسول کو پسند ہے اور اس میں برکت و مدد کے وعدے ہیں دنیا و آخرت کی ترقی جس میں مضمر ہے اور وہ کون سی شکل ہے کہ جس کو چھوڑنا پڑیگا جس میں طرح طرح کی مصیبتیں بلائیں قسم قسم کے دردناک عذاب پوشیدہ ہیں کیونکہ خدائے پاک کی طرف سے فرما دیا گیا ہے کہ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ کہ جو مصیبتیں تم کو پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہاتھوں ہی کے کرتوت ہیں۔

پیروں سے وہاں چل کر جانا جس جگہ جانا خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ جہاں ہر قدم نیکی کا ذریعہ بنے اور ہر قدم ترقی درجات ہو۔ ہر قدم گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہو۔

اس جگہ سے قدموں کو روکنا کہ جہاں پر جانا معصیت ہو جس چلنے سے زمین بھی پناہ مانگے کہ یہ بدترین خلق میرے اوپر کیوں چل رہا ہے اور قبر بھی اعلان

کرتی ہے اور انتظار کرتی ہے کہ اے غافل ایک روز تجھے میرے پاس آنا ہے دیکھ کیسا مزا چکھاؤں۔ میں وحشت کا گھر ہوں۔ کیڑوں کا گھر ہوں۔ اندھیری کا گھر ہوں۔ ایک روز رسول پاک سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ تلاوت فرمارہے تھے ۔ آپ نے يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا - جب تلاوت فرمائی تو آپ نے صحابہ کرام کو خطاب فرمایا اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کس طرح قیامت کے دن اللہ پاک کے سامنے اپنی خبریں نشر کرے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ در سول زیادہ جانتے ہیں۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ زمین گواہی دیوے گی کہ فلاں بندے نے اور فلاں بندی نے میرے اوپر اس طرح سے فلانی جگہ فلاں وقت میں ایسا ایسا کیا ہے اس دن ہر بندہ کے سامنے اپنے اعمال چاہے ذرہ برابر نیکی کی ہو یا ذرہ برابر بدی کی ہو کھل کر سب کچھ سامنے آجائے گا۔ بہت ہی ہمارے لئے ڈرتے رہنے کا مقام ہے بڑی فکر کی بات ہے۔ قیامت میں جس وقت اعمال نامے کھولے جائینگے تو کہیں گے۔ کہ ہماری تباہی و بربادی اس دفتر کا کیا ہوا کہ ہمارے چھوٹے بڑے کوئی گناہ بھی تو نہیں چھوڑے بلکہ جو عمل کیا ہے وہ تمام کا تمام لعینہٖ حاضر ہے۔ نہایت ضروری یہ بات نکلی کہ انسان اپنے ہر عمل کو قول ہو یا فعل۔ صورت ہو یا سیرت۔ آمد و خرچ۔ ظاہر و باطن کو اس سانچے میں ڈھال دینے کی محنت و جدوجہد میں ڈال دے جس کے ذریعہ سے یہ تمام اسلام کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو جائیں تاکہ اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو جائے جو در اصل مقصود ہے اور

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کے دائرے میں زندگی بن جائے۔

عملی زندگی کے ناقص ہونے کا انجام

اور اگر بعض اعمال کو تو خوب صحیح کیا اور بعض کی طرف سے خوب لا پرواہی برتی تو اس کا انجام بھی دوزخ ہے اگرچہ سزا بھگت کر جنت میں چلا جائے گا لیکن دوزخ میں جانا ہی کیا کچھ کم ہے اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ ایک حدیث میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون من المفلس۔ قالوا المفلس فینا من لا درھم لہ و لا متاع۔ فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ مفلس ہمارے اندر وہ شخص ہے جس کے پاس نہ نقدی ہو نہ جائداد ہی ہو۔ آپ نے فرمایا بیشک مفلس میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت میں اپنے ساتھ نماز روزے زکوٰۃ لا وے اور اس پر دعویٰ کرنے والے بھی ساتھ آدیں اور دعویٰ کریں کہ اے اللہ پاک اس نے گالی دی ہے اور تہمت لگائی ہے اور ناحق مال کھایا ہے اور ناحق خون کیا ہے اور ناحق مارا ہے تو دعویداروں کو اس کی ان نیکیوں میں سے دیدی جائینگی۔ نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس کے حساب پورا ہونے سے پہلے پہلے تو ان دعوے

(درواہ مسلم) کرنے والوں کی خطائیں بلکہ اس کے ذمہ ڈال دیجائیں گی پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا

آپ غور فرمائیے کہ ہم لوگ اپنے معاملات میں کتنا تساہل کرتے ہیں اور کتنا لوگوں کا حق دباتے ہیں اور سب و شتم ہماری زبان سے کتنا صادر ہوتا ہے۔ اس لئے محترم دوستو تمام ہی اعمال کی درستگی حد درجہ ضروری ہے اور آخری دم تک ضروری ہے اللہ پاک آپ تمام پڑھنے والوں کو اور جملہ مسلمانوں کو اور مجھ بندہ گناہ گار کو صحیح ایمان و عمل کی آخری دم تک توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

منجملہ اسلام کے فرائض کے علم کی اتنی مقدار کا سیکھنا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت اور بقا میں محتاج ہے۔

شامی

لہذا ہر انسان مکلف پر دین کے سیکھنے کے بعد وضو غسل نماز روزہ کے احکام سیکھنا فرض ہے اور جس سے کہ وہ حلال و حرام اور جس مشغلہ سے وہ اپنی روزی حاصل کرتا ہے۔ تاجر کو تجارت کے احکام زارع کو زراعت کے احکام کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔

اور حلال و حرام اور نکاح و طلاق کے مسائل کا سیکھنا بھی ضروری ہے اور جتنا سیکھ چکا ہے اس پر خود عمل کرے اور جو نہ جانتا ہو۔ وہ علماء سے معلومات حاصل کر کے اپنی زندگی شریعت کے مطابق گذارے اور انسان ہر وقت اس بات کی کوشش میں لگا رہے کہ کسی صورت سے اس کے رسول کے احکام حاصل ہو جائیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرمائیں اور بغیر کسی

کے راستہ بتائے ہدایت فرمائیں۔

اور تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہو کہ وہ اس کی دل کی آنکھوں کو کھول دیں اور اس کے اندھے پن کو دور فرمائیں۔

اگر یہ چاہتے ہو تو اس بات کو خوب سمجھ لو کہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرے اور اپنی دنیاوی امیدوں کو مختصر کر دے۔

تو اللہ جل شانہ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرماتے ہیں اور بغیر کسی کے راستے دکھائے خود ہدایت فرماتے ہیں۔

(در منثور)

لیکن جو عالم ہوتا ہے وہ یہ سمجھ لے کہ اس کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔ اس کو دین کے پھیلانے کے لئے از حد کوشش کرنا اور اپنے سیکھے ہوئے علم کو لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے چونکہ کل قیامت کے دن اس سے علم پر عمل کے بارے میں پورا پورا سوال ہو گا۔ حدیث میں ارشاد ہے۔

مَا تزال قدما عبدٍ یومَ القیٰمۃِ حتی یسئل عن اَربعٍ

(۱) عن عمرہ فیمَ افناہٗ۔

(۲) وعن شبابہ فیمَ ابلاہٗ۔

(۳) وعن مالہٖ من اَین اکتسبہ وفیمَ انفقہٗ

(۴) وعن علمہٖ ماذا عملَ فیہِ۔

قیامت میں آدمی کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتے جب تک اس سے چار سوال نہ کر لئے جائیں (۱) عمر کس مشغلہ میں ختم ہوئی (۲) جوانی کس کام میں خرچ کی (۳) مال کس طرح کمایا اور کس مصرف میں ختم کیا (۴) اپنے علم پر کیا عمل کیا تھا۔ لہٰذا عالم عمل کی طرف اپنا دھیان رکھے ایسا نہ ہو کہ کل خداوند کریم کے یہاں جوابدہی مشکل ہو جائے خداوند کریم ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العٰلمین)

فضائل نماز

عن عمر بن الخطابؓ عن النبی صلعم قال ما منکم من احد یتوضأ فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم یقول حین یفرغ من وضوئه اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله الا فتحت له ابواب الجنة الثمانیة یدخل من ایها شاء (مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو کوئی کامل وضو کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ چوتھا کلمہ پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں چاہے جس دروازے سے داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون ۝ واقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفا من الیل ان الحسنات یذهبن السیئات ذلك ذکری للذاکرین ۝

بے شک وہ لوگ کامیابی کو پہنچ گئے جو اپنی نماز کو خشوع سے ادا کرنے والے ہیں اور نماز قائم کیا کر دن کی ابتداء اور ختم میں۔ اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

عن ابی قتادة بن ربعی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تبارك وتعالی انی افترضت علی امتك خمس صلوات عهدت

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے لئے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں

عندی عھدا اللہ من حافظ علیھن
لوقتھن ادخلتہ الجنۃ فی عھدی و
من لم یحافظ علیھن فلا
عھد لہ عندی (ابو داؤد)

عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال یبعث منادٍ عند حضرۃ
کل صلوٰۃ فیقول یا بنی
آدم قوموا فاطفئوا ما اوقدتم
علی انفسکم فیقومون
فیتطھرون ویصلون الظھر
فیغفر لھم ما بینھما فاذا
حضرت العصر فمثل
ذلک فاذا حضرت المغرب
فمثل ذلک فاذا حضرت
العتمۃ فمثل ذلک
فینامون فمدلج
فی خیر ومدلج فی
شر

(رواہ الطبرانی)

کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے گا
اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل
کروں گا جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو
مجھ پر بھی اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت
آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے
آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو
جسے تم نے گناہوں کی بدولت اپنے اوپر جلانا
شروع کر دیا ہے بجھاؤ چنانچہ دیندار لوگ
اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں ظہر کی نماز پڑھتے
ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی
صبح سے ظہر تک مغفرت کر دی جاتی ہے
ظہر کی نماز پڑھتے ہیں اس کی وجہ سے یہی
طرح پھر عصر کے وقت تک۔ اور اسی طرح پھر
مغرب کے وقت سے عشاء تک یہی صورت
ہوتی ہے۔ عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول
ہو جاتے ہیں۔ غرض ہر نماز کے وقت یہی
طریقہ چلتا رہتا ہے۔ بعض لوگ بھلائیوں کی
طرف چل دیتے ہیں۔ یعنی کوئی چوری وغیرہ
کی طرف چلتا ہے اور کوئی اللہ کے ذکر میں
مشغول ہو جاتا ہے۔

نماز چھوڑنے پر وعیدیں

عن جابر بن عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الرجل وبین الکفر ترک الصلوٰۃ (رواہ مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

عن نوفل بن معاویۃ اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلم قالَ مَن فاتتہُ صلوٰۃ فکانّما وُتِرَ اَھلَہٗ وَمالَہٗ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہے

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم من جمعَ بین صلوٰتین من غیر عذرٍ فقد اَتیٰ بابًا مِن ابواب الکبائر (ترغیب)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے میں سے ایک دروازے پر پہنچ گیا۔

عن عبد اللّٰہِ بن عمرو عن النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم انہ ذکرَ الصَّلوٰۃَ یومًا فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورًا وبرھانًا ونجاۃً یومَ القیمۃِ ومَن لَّم یُحافِظ علیھا لَم یَکُن لَّہٗ

ایک مرتبہ حضورؐ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہو گی اور نجات کا سبب ہو گی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لئے قیامت کے دن

وكان يوم القيامة مع فرعون وهامان وابى ابن خلف ۔
(الطبرانی)

نور ہوگا نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

موی الله عليه الصلوٰة والسلام قال من ترك الصلوٰة حتى مضى وقتها ثم قضى عذب فى النار حقبا والحقب ثمانون سنة والسنة ثلثمائة وستون يوما كل يوم كان مقداره الف سنة ۔

حضورؐ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کردے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۔
عن ابن عباسؓ ان فى جهنم لواديا تستعيذ جهنم من ذلك الوادى فى كل يوم اربعمائة مرة اعد ذلك الوادى للمرائين من امة محمد صلى الله عليه وسلم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں
حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ (ویل) ایک وادی ہے جہنم میں کہ جہنم خود ہر روز اس سے چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے یہ وادی حضورؐ کی امت کے نمازیں سستی کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

جماعت کی فضیلت کا بیان

عن ابن عمر رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الجماعۃ افضل من صلوٰۃ الفذ بسبع و عشرین درجۃ (بخاری و مسلم)

عن ابن مسعود رضؓ من سرّہ ان یلقی اللہ تعالیٰ غداً مسلماً فلیحافظ علی ھؤلآء الصلوٰت حیث ینادی بھن فان اللہ تعالیٰ شرع لنبیکم صلی اللہ علیہ سنن الھدیٰ وانھن من سنن الھدیٰ ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم وما من رجل یتطھر فیحسن الطھور ثم یعمد الی مسجد من ھذہ المساجد الا کتب اللہ لہ بکل خطوۃ یخطوھا حسنۃ ویرفعہ بھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے۔ یعنی مسجد میں اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارے نبیؐ کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں ان ہی میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبیؐ کی سنت کو چھوڑنے والے ہوگے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے تو جو شخص اچھی طرح وضو کرنے کے بعد مسجد کی طرف جاتا ہے تو اس کے لئے ہر ہر قدم پر

وَ دَرَجَةً وَّيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً۔ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ الخ (رواه مسلم)

ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہوگی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے ہیں کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہوتا وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا اور حضورؐ کے زمانے میں عام لوگوں کی بھی جماعت کے چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ یا کوئی سخت بیمار۔ ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

عَنْ سَهْلِ ابْنِ السَّاعِدِيِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری سُنا۔

جماعت کے چھوڑنے پر عتاب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى (رواه ابوداؤد)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے۔ وہیں پڑھ لے تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ہو۔

عن معاذ بن انس رضؓ عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم انہ قال الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی الله ینادی الی الصلوٰۃ فلا یجیبہ (طبرانی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل کہ جو اللہ کی منادی یعنی مؤذن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔

عن ابن عباس انہ سئل عن رجل یصوم النہار ویقوم اللیل ولا یشہد الجماعۃ ولا الجمعۃ قال ھذا فی النار

(الترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباس سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزے رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا اس کے متعلق کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لقد ھممت ان امر فتیتی فیجمعوا الی حزم من حطب ثم اتی قوما یصلون فی بیوتہم لیست بہم علۃ فاحرقہا علیہم (مسلم)

کعب احبار فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو گھروں میں بلا عذر نماز پڑھتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

عن ابی الدرداء رضؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول ما من ثلثۃ فی قریۃ ولا بدو لا تقام فیہم الصلوٰۃ الا قد استحوذ علیہم الشیطان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں با جماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے

فعلیکم بالجماعۃ فانما یاکل الذئب من الغنم القاصیۃ۔ (ابوداؤد)

نماز کو خشوع و خضوع کیسا تھ پڑھنے کا بیان

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک نماز دشوار ہے مگر جن لوگوں کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی دشوار نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب لڑائی میں ان کے تیر لگ جاتے تو نماز ہی میں نکلے جاتے۔ ایک مرتبہ ان کی ران میں ایک تیر گھس گیا۔ لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا آپس میں انھوں نے مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے آپ نے نفلیں شروع کیں اور آپ سجدہ میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا فرمایا کہ کیا تم تیر نکالنے آئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا فرمایا کہ مجھے پتہ بھی نہیں چلا۔

عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الصلوات لوقتها واسبغ لها وضوءها واتم لها قیامها وخشوعها ورکوعها وسجودها خرجت وهی بیضاء مسفرة تقول حفظك اللہ کما

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے اور وضو بھی اچھی طرح کرے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھے اور کھڑا بھی پورے وقار کے ساتھ ہو اور رکوع اور سجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے اد اکرے غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی

حفظتنی
ومن صلاھا لغیر وقتھا و
لم یسبغ لھا وضوءھا ولم
یتم لھا خشوعھا ولا رکوعھا
ولا سجودھا خرجت وھی سوداء
مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما
ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء
اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق
ثم ضربت بھا وجھہ (الطبرانی)
عن عبد اللہ ابن قرط قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اول ما یحاسب بہ العبد یوم
القیمۃ الصلوۃ فان صلحت
صلح سائر عملہ وان فسدت
فسد سائر عملہ (الطبرانی)
عن عبد اللہ ابن قتادۃ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اسوء الناس سرقۃ
الذی یسرق صلوتہ قالوا یا رسول
وکیف یسرق صلوتہ قال لا یتم
رکوعھا ولا سجودھا (الترغیب والترھیب)

ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تیری بھی ایسی ہی
حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی
ہے اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے
اور وقت کو بھی ٹال دے وضو بھی اچھی طرح
نہ کرے اور رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ
کرے تو وہ نماز بری صورت سے سیاہ رنگ
میں بد دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی
ایسا ہی برباد کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا
اسکے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت
میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائیگا
اگر وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی
اعمال بھی پورے اتریں گے اور اگر وہ
خراب ہو گئی تو باقی اعمال بھی بگڑے
نکلیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے کہ جو
نماز میں سے بھی چوری کرے صحابہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ نماز میں سے کس طرح
چوری کریگا۔ ارشاد فرمایا کہ اس کا رکوع
سجدہ اچھی طرح نہ کرے۔

عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ وَالِدَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَآنِيْ ابوبكر الصديق رض اَتَمَيَّلُ فِيْ صَلٰوتِيْ فَزَجَرَنِيْ زَجْرَةً كِدْتُّ اَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوتِيْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَسْكُنْ اَطْرَافَهٗ لَا يَتَمَيَّلُ تَمَيُّلَ الْيَهُوْدِ فَاِنَّ سُكُوْنَ الْاَطْرَافِ فِي الصَّلٰوةِ من تمام الصلوٰۃ

حضرت عائشہ رض عنہا کی والدہ ام رومان فرماتی ہیں میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی اور نماز میں ادھر ادھر جھکنے لگی حضرت ابوبکر صدیق نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو تو اپنا تمام بدن بالکل سکون سے رکھے یہود کی طرح سے نہیں اور بدن کا نماز میں بالکل ساکن رہنا نماز کے پورے ہونے کا جزو ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رض قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ (درِّ منثور)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد ان الصلوٰۃ تنہٰی کے بارے میں سوال کیا (یعنی بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی کے کاموں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ۔ (مسلم)

حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ افضل نماز وہ ہے کہ جس کی لمبی لمبی رکعتیں ہوں۔

علم و ذکر

قال الله تعالیٰ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۔ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ (الزمر)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے سوائے اس کے نہیں ہے کہ نصیحت پکڑتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

قال الله تعالیٰ ۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۔ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔

فرمایا اللہ نے کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا اور کیا برابر ہوتے ہیں اندھیرا اور اجالا۔

احادیث۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من جاءه اجله وهو يطلب العلم لقی الله ولم يكن بينه وبين النبيين الا درجة النبوة

رواه الطبرانی فی الاوسط

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو موت آجائے درآنحالیکہ وہ علم حاصل کر رہا ہے ملاقات کریگا اللہ پاک سے اس حال میں کہ اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف درجہ نبوت کا فرق ہوگا۔

روی عن ابی ذر وابی هریرة رضی الله عنهما قالا لباب يتعلمه الرجل احب الی من الف ركعة تطوعا وقالا قال

حضرت ابوذر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے آدمی کا ایک باب علم کا سیکھنا زیادہ محبوب ہے میری طرف ہزار رکعت نفل پڑھنے سے اور فرمایا دونوں حضرات نے کہ فرمایا رسول اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء الموت لطالب العلم وھو علی ھذہ الحالۃ مات وھو شہید۔ رواہ البزار والطبرانی۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ موت آجاوے طالب علم کو اس حال میں وہ علم سیکھ رہا ہے تو وہ شہید ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما ومتعلما رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ پاک کے ذکر کے اور ان چیزوں کے جو اس کے قریب کردیں اور عالم کے اور طالب علم کے۔

علم کے واسطے گھر چھوڑنا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ بہ طریقا الی الجنۃ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انتعل عبد قط ولا تخفف ولا لبس ثوبا فی طلب علم الا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم حاصل کرنے کے لیے راستہ طے کیا۔ آسان کرتے ہیں اللہ پاک اس کی وجہ سے جنت کا راستہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے جوتی پہنی موزہ پہنا کوئی کپڑا پہنا علم کی تلاش میں بخش دیتے ہیں اللہ پاک اس کے

فغفر له ذنوبه حيث يخطو عتبة دارها (رواه الطبرانی)

گناہوں کو جب سے قدم اپنی چوکھٹ سے باہر رکھا۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول من غدا يريد العلم يتعلمه لله فتح الله له بابًا الى الجنة وفرشت له الملائكة اكنافها وصلت عليه ملائكة السموات وحيتان البحر وللعالم من الفضل على العابد كالقمر ليلة البدر على اصغر كوكب في السماء والعلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارًا ولا درهمًا ولكنهم ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظه وموت العالم مصيبة لا تجبر وثلمة لا تسد وهو نجم طمس موت قبيلة ايسر من موت العالم

رواه ابوداؤد والترمذی و ابن ماجه وابن حبان فی صحيحه

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جس نے صبح کی علم کے ارادے سے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے علم سیکھتا ہے۔ تو کھول دیتے ہیں۔ اللہ پاک دروازہ جنت کی طرف اور بچھاتے ہیں بطور اعزاز کے فرشتے اپنے بازوؤں کو اور دعائے مغفرت کرتے ہیں اس کے لئے آسمان کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں۔ عالم کی فضیلت عابد غیر عالم پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے چھوٹے چھوٹے ستاروں پر علماء نبیوں کے ورثہ ہیں۔ بیشک انبیاء علیہم السلام نہ سونے کی میراث چھوڑتے ہیں نہ چاندی کی وہ تو علم کی میراث چھوڑتے ہیں پس جس نے علم حاصل کیا اس نے اپنا حصہ میراث نبوت میں سے پالیا۔ عالم کی موت مصیبت ہے جس کا بدل نہیں ہے اور وہ خلا ہے جو پر نہیں ہو سکتا وہ ستارہ ہے جو غروب ہو گیا۔ ایک خاندان کی

موت اتنی المناک نہیں ہے جتنی کہ ایک عالم کی موت ہے۔

فضیلتِ علماء

قال اللہ تعالیٰ: إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر)
قال تعالیٰ: وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ۔ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ (عنکبوت)

فرمایا اللہ پاک نے کہ بے شک ڈرتے ہیں اللہ پاک سے بندوں میں سے علم والے
اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو بس علم والے ہی لوگ سمجھتے ہیں۔

احادیث

عن ثعلبة ابن الحكم رضي الله عنه۔ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عز وجل للعلماء يوم القيامة اذا قعد على كرسيه لفصل عباده إني لم اجعل علمي وحلمي فيكم الا وانا اريد ان اغفر لكم على ما كان فيكم ولا ابالي (رواه طبرانی)

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں کہ اللہ پاک فرمائیں گے میدانِ محشر میں جب تشریف فرما ہوں گے اپنی کرسی پر اپنے بندوں کے فیصلے کے لئے کہ میں نے اپنا علم و حلم تمہارے اندر اس لئے رکھا ہے تاکہ تمہاری ان کی بدولت مغفرت فرما دوں تم جس حال پر بھی ہو مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يبعث العالم والعابد۔ فيقال للعابد ادخل .....

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول ﷺ نے قیامت میں کھڑا کیا جاویگا عالم کو اور عابد کو پس کہا جاویگا عابد کیلئے کہ جنت میں داخل ہو جا

الجنة ويقال للعالم اثبت حتى تشفع للناس بما احسنت أدبهم (رواه البيهقي وغيره)

اور عالم کو کہا جائے گا ٹھہر تاکہ سفارش کرے لوگوں کی بسبب اچھا کرنے ان کے ادب و تربیت کے۔

عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اللهم لا يدركني زمان اوقال لا تدركوا زمانا لا يتبع فيه العليم ولا يستحيا فيه من الحليم قلوبهم قلوب الاعاجم والسنتهم السنة العرب۔ (رواه احمد)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ نا پاسکے مجھ کو ایسا زمانہ یا یوں فرمایا کہ نہ پاؤ تم ایسے زمانے کو جس میں علم والوں کا اتباع نہ کیا جائے اور نہ حیا کی جائے بردبار لوگوں سے۔ اس زمانے والوں کے دل عجمیوں کے سے ہوں گے اور زبانیں عربوں کی سی ہونگی۔

تبلیغ یعنی اشاعت علم کی فضیلت

قال تعالیٰ: يايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسلته والله يعصمك من الناس ان الله لا يهدي القوم الكفرين (المائدہ ۷)

فرمایا اللہ پاک نے۔ کہ اے رسول جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ آپ سب پہنچا دیجئے۔ اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو راہ نہ دیویںگے۔

قال تعالیٰ ان الذين يكتمون

فرمایا۔ بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان مضامین

مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (البقرہ ۲)

کو جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ واضح ہیں اور ہادی ہیں اس حالت کے بعد کہ ہم ان کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالےٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کر دیں اور ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں اور میری بکثرت عادت ہے توبہ قبول کرلینا

قَالَ تَعَالٰى۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

فرمایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں متاع قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ اور اللہ پاک ان سے نہ تو قیامت میں کلام کریں گے اور نہ ان کی صفائی کریں گے اور ان کو سزائے دردناک ہوگی۔

(احادیث)

عن انس بن مالكٍ رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اخبركم عن الاجود۔ الله الاجود الاجود وانا اجود ولد آدم واجودكم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہیں سخیوں کا سخی بتلاؤں۔ اللہ پاک تمام سخیوں کے سخی ہیں اور میں اولاد آدم میں زیادہ سخی ہوں۔

مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَ عِلْمَہٗ یبعث یَوْمَ القِیٰمَۃِ اُمَّۃً وَّحْدَہٗ وَرَجُلٌ جَادَ بِنَفْسِہٖ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰی یُقْتَلَ (رواہ ابو یعلی والبیہقی)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال. قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ. قلنا یا رسولَ اللّٰہِ ومن خلفاءک قال اَلَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یروون احادیثی ویعلمونہا النَّاسَ (رواہ الطبرانی)

عن جبیر بن مطعم رضی اللّٰہ عنہما قال. قال رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم. بالخیف. یقول نَضَّرَ اللّٰہُ عبدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فحفظہا. وَوَعَاہَا ثُمَّ بَلَّغَہَا من لَّمْ یسمعہا. فرب حاملِ فقہ لہ ورُبَّ حامل فقہ اِلٰی من ھُوَ افقہُ منہ. ثَلَاثٌ لا یغل علیہن قلب مومن اخلاص العمل لِلّٰہِ والنَّصیحۃ لائمۃ المسلمین.... ولزوم جماعتہم فان دعوتہم تحیط من ورائہم (رواہ بزار)

میرے بعد وہ آدمی ہے جس نے علم کو سیکھا پھر پھیلایا علم کو کھڑا کیا جائے گا قیامت میں مانند ایک امت کے اور وہ آدمی کہ سخاوت کی اپنے نفس کے ساتھ اللہ پاک کے لئے یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے اللہ رحم کر میرے خلفاء پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو آئیں گے میرے بعد بیان کریں گے میری حدیثوں کو اور سکھائیں گے لوگوں کو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادیٔ خیف میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تر و تازہ کردے اس بندے کو جو میری بات سنے اور اسے محفوظ کرے اور اس کو ان کو پہنچا دے۔ جس نے سنا نہ ہو۔ چونکہ بہت سے ایسے فقیہ ہیں جو خود ان کے لئے ہے۔ اور بہت سے زیادہ سمجھ داروں کو پہنچانے والے ہیں اور تین باتوں پر کسی مومن کا دل خیانت نہیں کرتا (۱) عمل میں اخلاص صرف اللہ کے لئے (۲) حکام مسلمانوں کے لئے نصیحت (۳) اور انکی جماعت کو نہ چھوڑنا اس لئے کہ ان کی دعا

(ان کے علاوہ کو بھی حفاظت کرتی ہے)

علم سے نفع حاصل نہ کرنا اور دعویٰ کرنے کا وبال

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشد الناس عذابا یوم القیمة عالم لم ینفعه علمه (رواه الطبرانی فی الصغیر والبیهقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو دیا جائے گا۔ جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا۔

عن منصور بن زاذان قال۔ نبئت ان بعض من یلقی فی النار۔ تتاذی اهل النار بریحه فیقال له ویلك۔ ما کنت تعمل ما یکفینا ما نحن فیه من الشر حتی ابتلینا بك وبنتن ریحك فیقول کنت عالما فلم انتفع بعلمی (رواه احمد والبیهقی)

اور منصور ابن زاذان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خبر دیا گیا ہوں کہ بعض وہ لوگ جو جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ایک وہ بھی ہوگا کہ جہنمی بھی اس کی بدبو سے تنگ آجائیں گے اور تکلیف محسوس کریں گے۔ اس سے کہا جائے گا کہ تجھے ہلاکت ہو۔ تو وہ کیا برا عمل کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے ہم اس تیرے عذاب اور تیری بدبو میں مبتلا کئے گئے کیا یہ عذاب ہم کو کافی نہ تھا۔ تو وہ کہے گا میں عالم تھا اور اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھاتا تھا

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما عن رسول الله

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرمہ میں

صلی اللہ علیہ وسلم. انہ قام لیلۃً بمکۃ من اللیل فقال اللّٰھم ھل بلّغتُ. (ثلاث مرات) فقام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وکان اوّاھًا فقال اللّٰھم نعم۔

وحرّضت وجاھدت ونصحت فقال لیظھرنّ الایمان حتّی یردّ الکفر الی مواطنہ ولتخاضنّ البحار بالاسلام ولیاتینّ علی الناس زمانٌ یتعلّمون فیہ القرآن یتعلّمونہ ویقرءُونہ ثم یقولون قرأنا وعلمنا۔

فمن ذا الذی ھو خیر منّا فھل اولٰئک فی خیرٍ یا رسول اللہ من اولٰئک. قال اولٰئک منکم واولٰئک ھم وقودُ النار (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا تین مرتبہ حضرت عمر بن الخطابؓ عاجزی اور آہ آہ کرنے والے تھے تو انھوں نے کہا ہاں آپ نے پہنچا دیا اور آپ نے برانگیختہ کر دیا۔ اور آپ نے جہاد کیا۔ اور آپ نے نصیحت اور خیر خواہی کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ضرور بالضرور ظاہر ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ کفر اپنی جگہ واپس چلا جائے گا اور ہم لوگ ضرور سمندر میں اسلام کو لے کر گھس جائیں گے۔ اور لوگوں پر ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ قرآن پڑھیں گے اس زمانے میں اور سیکھیں گے پھر کہیں گے ہم نے پڑھ لیا اور سیکھ لیا۔ ہم سے بہتر کون ہو سکتے ہیں کیا وہ لوگ خیر پر ہوں گے تو حضرت عمر ابن الخطابؓ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ وہ تم سے ہی ہوں گے مگر دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

اہل علم حضرات کی خدمت میں بانی تحریک تبلیغ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا مکتوب گرامی بتاریخ ۱۸ اگست ۱۹۳۸ء

ارشاد فرمایا۔ میں مکتبوں کو جو زیادہ اہمیت نہیں دیتا اور ان کو آج کل غیر ضروری بتاتا ہوں

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو طلباء حافظ، قاری اور مولوی ہو کر فارغ ہوتے ہیں وہ ایسے فارغ ہو کر نکلتے ہیں کہ ان کو علم سے منتفع ہونے کا طریقہ نہیں آتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو پڑھنے کے زمانے میں علوم سے منتفع ہونے کی مشق نہیں کرائی گئی اور طریقے نہیں بتلائے گئے۔ اب طلباء جو فارغ ہو کر نکلتے ہیں وہی نمونہ ہوتے ہیں عوام اور ناواقف کے لئے اور جب نمونہ ایسا خراب ہوتا ہے تو لوگ بجائے دینی تعلیم میں جذب ہونے کے اور دین کی طرف مائل ہونے کے دینی تعلیم اور دین سے وحشت کرنے لگتے ہیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ بددینوں کو تبلیغ کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی کہ دینداروں کو تبلیغ کی ضرورت ہے فی زمانہ جس پایہ کا دیندار ہے اس کے لئے اسی پایہ کی تبلیغ کی ضرورت ہے۔ جو طلباء کہ فارغ ہو کر نکلتے ہیں تعجب نہیں کہ ان سے بجائے ثواب کے مواخذہ ہو جائے۔ کیونکہ اس زمانے کے ایک ایک طالب علم ہزاروں آدمیوں کے دین سے رکنے کا باعث بنا ہوا ہے کیونکہ ناواقف سب سے پہلے نمونہ ہی دیکھتا ہے اور نمونہ کا خراب ہونا ظاہر ہے۔ آج ان ناواقفوں کو فرصت نہیں یا شوق نہیں کہ سلف کے حالات اٹھا کر دیکھیں اگر حالات اٹھا کر دیکھیں تو یقین کا ذریعہ کیا۔ جبکہ نمونے ایسے خراب ہیں۔ اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ آج کل طلباء کو تبلیغ میں لگانے کی سخت ضرورت ہے۔ تاکہ وہ جب نمونہ بن کر نکلیں تو ناواقفوں کے لئے باعث رغبت ہوں نہ کہ باعث وحشت۔ پہلے زمانہ میں صرف پڑھنا ہی کافی تھا بوجہ ماحول اور فضا درست ہونے کے اور آج کل تاوقتیکہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ تبلیغ کی مشق اور علوم سے منتفع ہونیکے طریقے اسباب طالب علمی کے زمانے میں نہ بتائے جائیں تو وہ فارغ ہونے کے بعد منتفع نہ ہو سکیں گے۔

خطابِ عام

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا علماء و طلباء مظاہر العلوم سہارن پور کے اجتماع میں خطاب

الحمد للہ اس وقت تم بہت سوں کا خلاصہ ہو بہترین مرکز میں رہتے ہو۔ اور پوری طرح فارغ بھی ہو تمہاری تربیت کرنے والے بھی ہیں جب تم کلمہ اور نماز میں یہاں کوشش نہیں کرسکتے تو جب واپس جاؤ گے اور بیوی بچوں کے مشاغل مانع ہوں گے۔ گذر معاش کا فکر ہوگا اور تربیت کرنے والے بھی نہ ہوں گے اور کوئی اصول بتانے والا بھی نہ ہوگا تو کیسے کرسکو گے ایام تشریق میں اگر تعلیم علم کا زمانہ چھٹیوں کا ہے تو تعلیم عمل میں اس کو گذار دو اور اس اہم امور میں اگر قدرت پیدا نہیں کرو گے تو پھر کیسے خداوند تعالیٰ تم کو اپنی مقبولیت نصیب فرمائے گا۔ حدیث میں ہے جب امر بالمعروف چھوٹ جائے گا لعنت کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور بہترین عمل دعلیے اللّٰہ عام منخ العبادۃ وہ بھی قبول نہ ہوگی طلب العلم فریضۃ فقط لفظ رہ گئے اس پر عمل نہیں رہا۔ اصل مقصود ذکر ہے اور اس کی کوتاہی کی معافی کے لئے استغفار ہے۔ اور یہ حضورؐ کے ذریعہ سے ملا ہے اس لئے اس کی شکر گذاری میں درود شریف ہے فلولا نفر من کل فرقۃ کی دو تفسیریں ہیں۔ ایک تو جہاد میں جائے دوسرے علم سیکھے تاکہ علم و عمل دونوں جمع ہو جائیں۔ نماز کے چھوڑنے پر جس قدر عذاب ہے قرآن کو نماز میں پڑھنے پر اتنا ہی ثواب ہے اور یہی احتساب ہے ہمارا مقصود ضرورت کیطرف متوجہ کر دینا ہے۔ کروانا نہیں امر بالمعروف کو مقدم کیا کیونکہ یہ امت کے ساتھ خاص ہے۔ فرمایا کہ میری عادت ہے کہ میں کھانا کھا کر ایڑیوں سے ہاتھ صاف کر لیتا ہوں اب اس کا ماخذ مستدل مل گیا کانت منادیلنا اعقابنا۔ ایک شخص کی چوری ہونے پر فرمایا کہ یہ

؎ ترجمہ:۔ ہمارے رومال ہماری ایڑیاں تھیں۔

جب ہماری معرفت کے لئے ہے تو اس کا کھونا ہی اچھا ہے جیسے کسی کے ہتھیار ہوں اور وہ خود اس کو کلٹتے رہوں۔ تبلیغ کے وقت جس قدر ظاہری جمعیت ہوگی قلوب کو جمعیت عمل اتنی ہی ہوگی ہیبت وعظمت باوقار وسکون سے رہنے کی کوشش کرنا اکرام مسلم کی نیت کرکے چلو ستر ہزار فرشتے پر بچھا دیں گے کسی پر اعتراض مت کرو شاید اس کے قصور کو توبہ کی وجہ سے معاف کر دیا گیا ہو اور تجھ کو تکبر کی وجہ سے پکڑ لیں غیبت کا منشا تکبر ہی ہوتا ہے یہ شیطانی گناہ کے قبیلہ سے ہے بخلاف آدمؑ کی خطا کے وہ سے منوا دینا یہ تو اس امر کا دعویٰ کرنا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں کہ حضورؐ نے تو عمل سے منوایا اور میں بغیر عمل محض تقریر سے منوا لیتا ہوں جو عمل معین کا درجہ رکھتی ہے۔

کلام پاک میں ذکر کی فضیلت

قَالَ تَعَالٰی: وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

فرمایا۔ اللہ پاک کا ذکر بہت بڑا ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

فرمایا۔ مجھ کو تم یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔

وَقَالَ تَعَالٰی: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ۔

فرمایا۔ اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی تلاش کر اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔

وَقَالَ تَعَالٰی: وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

فرمایا۔ اور بکثرت اللہ پاک کی یاد کیا کرو تاکہ تم کو فلاح ہو۔

وَقَالَ تَعَالٰی: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

فرمایا۔ بیشک اسلام کے کام کرنے والے

الیٰ قولہ تعالیٰ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

مرد اور اسلام کا کام کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

وَقَالَ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝

فرمایا۔ اے ایمان والو تم اللہ پاک کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام یعنی علی الدوام اس کی تسبیح و تقدیس کرتے رہو۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(سورۂ آل عمران رکوع ۲۰)

(پہلے سے عقلمندوں کا ذکر ہے) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد یہ کہتے ہیں) کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا کیا نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے تو بتاؤ

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ)

اب بھی (ان بری چیزوں سے) باز آجاؤ گے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ

(سورۂ انفال رکوع ۱)

ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب انکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اس کی بڑائی کے تصور سے) ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں آگے ان کی نماز وغیرہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔

وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۭ

(سورۂ رعد رکوع ۴)

اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت فرماتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر میں ایسی خاصیت ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ

آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (بیٹھنے کا

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (سورۂ کہف رکوع ٥)

پابند رکھا کیجئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔ محض اس کی رضاجوئی کے لئے اور محض دنیا کی رونق کے خیال سے آپ کی نظر (یعنی توجہ) ان سے ہٹنے نہ پائے (رونق سے مراد یہ ہے کہ رئیس مسلمان ہو جائیں تو اسلام کو فروغ ہو) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہشات کا تابع ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۂ سجدہ رکوع ۲)

ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اس طرح پر کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان خزانہ غیب میں محفوظ ہے۔ جو بدلہ ہے ان کے اعمال کا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں۔ وہ کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں

سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ
وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (سورہ فتح رکوع ۴)

مہربان اور اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا
کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ اور
اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے
ہوئے ہیں اور خشوع وخضوع کے آثار
بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں
ہیں یہ ان کے اوصاف توراۃ میں ہیں اور
انجیل میں جیسا کھیتی کہ اس نے اول اپنی
سوئی نکالی پھر اس کو قوی کیا پھر وہ کھیتی
اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی
ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔

(اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا۔ پھر روز انہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ نے یہ نشوونما
اس لئے دیا) تاکہ ان سے کافروں کو جلائے۔ اللہ نے تو ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور
نیک عمل کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ
اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ
اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
(سورہ منٰفقون رکوع ۲)

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد
اللہ کے ذکر سے اس کی یاد سے غافل نہ
کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی
خسارہ والے ہیں (کیونکہ یہ چیزیں تو دنیا ہی
میں ختم ہونیوالی ہیں اور یاد اللہ آخرت میں کام دینے والی ہے)

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ
اَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ

اور اپنے رب کا صبح اور شام نام لیتے رہا
کیجئے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس
کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں

لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝
(سورۃ الدھر رکوع ۲)

اس کی تسبیح کیا کیجئے (مراد اس سے تہجد کی نماز ہے) یہ لوگ (جو آپ کے مخالف ہیں) دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝
(سورۃ الاعلیٰ رکوع ۱)

بے شک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

ذکر کی فضیلت احادیث میں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے حسن ظن کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھے۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں یاد کریگا۔ تو میں بھی اس کو جماعت میں یاد کروں گا جو اس سے بہتر ہوگی یعنی فرشتوں کی معصوم جماعت۔ اور اگر وہ میری طرف ایک

یا عباد و ان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ۔
(بخاری ومسلم)

بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عز وجل ذکرہ لا یذکرنی عبد فی نفسہ الا ذکرتہ فی ملاء من ملائکتی و لا یذکرنی فی ملاء الا ذکرتہ فی الملاء الاعلیٰ
(الطبرانی)

حضرت معاذ ابن انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو فرشتوں کی جماعت میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو فرشتوں کی خصوصی جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر مثل الحی و المیت
(بخاری)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اس کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی مثال ہے یاد کرنیوالا زندہ اور نہ یاد کرنیوالا مردہ

روی عن معاذ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ

اِنَّ رَجُلًا سَاَلَہٗ فَقَالَ۔ اَیُّ الْمُجَاهِدِیْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَکْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ذِکْرًا قَالَ۔ فَاَیُّ الصَّالِحِیْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ۔ اَکْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ذِکْرًا۔ ثُمَّ ذَکَرَ الصَّلٰوةَ وَالزَّکٰوةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ کُلُّ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَکْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ذِکْرًا۔ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعُمَرَ یَا اَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاکِرُوْنَ بِکُلِّ خَیْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَجَلْ

(رواہ احمد والطبرانی)

علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجاہدین میں اجر کے اعتبار سے کون بڑھا ہوا ہے۔ فرمایا کہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ پھر عرض کیا کہ صالحین میں سے کون زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ فرمایا کہ جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہو۔ پھر نماز زکوٰۃ حج صدقہ وغیرہ کا بھی ذکر کیا تو ہر ایک کے جواب میں آپ فرماتے تھے جو اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے ابو حفصؓ ذاکرین تو تمام خیر و بھلائی کو پہنچ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں تمام خیر کو پہنچ گئے

عَنْ اَبِی الْمُخَارِقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ بِرَجُلٍ مُغَیَّبٍ فِیْ نُوْرِ الْعَرْشِ۔ قُلْتُ مَنْ هٰذَا۔ اَهٰذَا مَلَكٌ قِیْلَ لَا۔ قُلْتُ نَبِیٌّ قِیْلَ لَا۔ قُلْتُ مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا رَجُلٌ کَانَ فِیْ

حضرت ابو المخارق رضؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں شب معراج میں ایسے آدمی پر گذرا جو عرش کے نور کے اندر چھپا ہوا تھا میں نے کہا یہ کون ہے۔ کیا یہ فرشتہ ہے تو کہا گیا نہیں۔ پھر میں نے کہا یہ نبی ہے تو جواب ملا نہیں۔ تو میں نے کہا یہ کون ہے تو

الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللہ وقلبہ معلق بالمساجد لم یتسب لوالدیہ۔
(رواہ ابن ابی الدنیا موصلاً)

جواب دیا یہ وہ ہے کہ دنیا میں اس کی زبان خدا کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ اور اس کا دل مسجد میں لٹکا ہوا تھا اور اس نے اپنے والدین کو سب وشتم نہیں کیا یعنی ان کو گالیاں نہیں دیں۔

عن ابی بکر الصدیق رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بلا الٰہ الا اللہ والاستغفار فاکثروا منھما فان ابلیس قال اھلکت الناس بالذنوب واھلکونی بلا الٰہ الا اللہ والاستغفار فلما رأیت ذالک اھلکتھم بالاھواء وھم یحسبون انھم مھتدون۔ الخ

حضرت ابوبکر صدیق رض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انھوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کیا جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں مگر مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے کہ میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تم ہر وقت رطب اللسان رہو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو یہ مل جائیں اس کو دین و دنیا کی بھلائی مل جائے۔ ایک وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو۔ دوسرے وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو۔ تیسرے وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو چوتھے وہ بیوی جو اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔ نفس میں خیانت یہ ہے کہ کسی قسم کی گندگی میں مبتلا ہو جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتائیں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کے لئے کوئی صاف کرنیوالی اور میل کچیل دور کرنے والی چیز ہوتی ہے (مثلاً کپڑے اور بدن کے لئے صابن۔ لوہے کے لئے آگ کی بھٹی وغیرہ (وغیرہ) دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اس حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ اور سبب بتایا ہے اس سے بھی اللہ کے ذکر کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ ہر عبادت اسی وقت عبادت ہو سکتی ہے جب اخلاص سے ہو اور اس کا مدار دلوں کی صفائی پر ہے اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے نہ کہ زبانی ذکر اور ذکر قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ جب یہ حالت ہو جائے تو پھر کوئی عبادت چھوٹ ہی نہیں سکتی کہ سارے

اعضا ظاہرہ و باطنہ دل کے تابع ہیں جس چیز کے ساتھ دل وابستہ ہو جاتا ہے سارے ہی اعضا اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں عشاق کے حالات سے کون بے خبر ہے اور بھی بہت سی احادیث میں ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہوا ہے۔ حضرت سلمانؓ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر۔ کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں۔ حضرت سلمانؓ نے جس آیت شریفہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ اکیسویں پارہ کی پہلی آیت ہے۔ صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے افضل اس لئے فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زبانی اور ایک قلبی جو زبان سے بھی افضل ہے اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث سے جس میں آیا ہے کہ ایک گھڑی کا سوچنا ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مسند احمد میں ہے۔ حضرت سہلؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہے اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ صدقہ اور جہاد وغیرہ جو وقتی چیزیں ہیں وقتی ضرورت کے اعتبار سے ان کی فضیلت بہت زیادہ ہو جاتی ہے لہٰذا ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں جنمیں ان چیزوں کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ تھوڑی دیر کا اللہ کے راستے میں کھڑا ہونا اپنے گھر پر ستر سال کی نماز سے افضل ہے۔ حالانکہ نماز بالاتفاق افضل ترین عبادت ہے لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اس سے بہت زیادہ افضل ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا، بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر بغیر گذر گئی ہو۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ الامام العادل والشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علی ذلک وتفرقا علیہ ورجل دعتہ امرأۃ ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ۔ رواہ البخاری ومسلم وغیرھما کذا فی الترغیب والمشکوٰۃ

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہٗ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائیگا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹک رہا ہو چوتھے وہ دو شخص جنیں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی پر جدائی۔ پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہدے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے۔ چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ جل شانہٗ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں (تفاخر کے

طور پر) فرماتے ہیں۔

حضور اکرم صلعم کی حضرت ابوذرؓ کو نصیحت

حضرت ابوذرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے کہ میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا۔ اور زمین میں نور کا سبب بنے گا۔ اکثر اوقات چپ رہا کر کہ بھلائی بغیر کوئی کلام نہ ہو یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ زیادہ ہنسی سے کبھی بچنا رہ کہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا کہ میری امت کی فقیری یہی ہے مسکینوں سے محبت رکھنا ان کے پاس اکثر بیٹھے رہنا۔ کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا۔ اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑ دیں۔ حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرنا۔ تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا۔ اے ابوذر حسنِ تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کی برابر کوئی شرافت نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ نے جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا کہ اس کو دیکھ کر آؤ انھوں نے عرض کیا یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص بھی اس کی خبر سن لے گا اس میں جائے بغیر نہیں رہیگا۔ یعنی لذتیں اور راحتیں، فرحتیں نعمتیں جس قدر اس میں رکھی گئی ہیں ان کے سننے اور یقین آجانے کے بعد کون ہوگا جو اس

میں جانے کی انتہائی کوشش نہ کریگا اس کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے اس کو مشقتوں سے
ڈھانک دیا کہ نمازیں پڑھنا روزے رکھنا جہاد کرنا حج کرنا وغیرہ وغیرہ اس پر سوار کر
دیے گئے کہ ان کو بجالاؤ تو جنت میں جاؤ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا
کہ اب دیکھو انھوں نے عرض کیا کہ اب تو یا اللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں جا ہی
نہ سکے گا۔ اسی طرح جب جہنم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا
وہاں کے عذاب، وہاں کے مصائب، گندگیاں، اور تکلیفیں دیکھ کر انھوں نے عرض کیا
کہ یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص اس کے حالات سن لیگا کبھی بھی اس کے پاس نہ جائیگا
حق سبحانہٗ تقدس نے دنیا کی لذتوں سے اس کو ڈھانک دیا کہ زنا کرنا، شراب پینا، ظلم
کرنا، احکام پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ کا پردہ اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب دیکھو
انھوں نے عرض کیا یا اللہ اب تو مجھے اندیشہ ہو گیا کہ شاید ہی کوئی بچے اس سے۔ اسی وجہ
سے جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے تو اس ماحول کے اعتبار سے
جس میں وہ ہے قابل قدر ہوتا ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ اظہار مسرت فرماتے ہیں
جن فرشتوں کا اس حدیث پاک میں اور اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں ذکر آیا ہے وہ
فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے۔ جو اسی کام پر متعین ہے کہ جہاں اللہ کے ذکر کی مجالس ہوں
اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو وہاں جمع ہوں اور اس کو سنیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے
کہ فرشتوں کی ایک جماعت متفرق طور پر پھرتی رہتی ہے اور جس جگہ اللہ کا ذکر سنتی ہے اپنے
ساتھیوں کو آواز دیتی ہے کہ آجاؤ اس جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے۔ اور پھر ایک دوسرے
پر جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ آسمان تک ان کا حلقہ پہونچ جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور
ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش
دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ دوسری حدیث میں ہے اسکے

بالمقابل جو اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ پاک کا کوئی ذکر ہو ہی نہیں تو یہ اجتماع قیامت کے دن حسرت و افسوس کا سبب ہوگا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لیجا رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بدکنے لگی۔ کسی نے پوچھا حضور کی اونٹنی کو کیا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے اس کی آواز سے بدکنے لگی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو اکثر یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو کوئی دن قبر پہ ایسا نہیں گذرتا جسمیں وہ یہ اعلان نہ کرتی ہو کہ میں عزبت کا گھر ہوں کیڑوں اور جانوروں کا گھر ہوں جب کوئی مومن (کامل ایمان والا) دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ آ گیا جتنے لوگ میری پشت پر (یعنی زمین پر) چلتے تھے تو ان سب میں مجھے بہت محبوب تھا آج تو میرے سپرد ہوا تو میرا حسنِ سلوک بھی دیکھے گا اس کے بعد وہ اس قدر وسیع ہو جاتی ہے کہ منتہائے نظر تک کھل جاتی ہے اور جنت کا ایک دروازہ اس میں کھل جاتا ہے۔ جس سے وہاں کی ہوائیں، خوشبوئیں وغیرہ پہنچتی رہتی ہیں اور جب کافر یا فاجر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا منحوس اور نامبارک ہے کیا ضرورت تھی تیرے آنے کی جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے سب میں زیادہ بغض مجھے تجھ سے تھا۔ آج تو میرے حوالہ ہوا تو میرا معاملہ بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد اس کو اس قدر زور سے بھینچتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں جس طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے انگلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ اس کے بعد نوّے یا ننانوے اژدھے اس پر مسلّط ہو جاتے ہیں جو اس کو نوچتے رہتے ہیں اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک اژدہا بھی ان میں سے زمین پر پھنکار مار دے تو قیامت تک زمین پر گھاس نہ اُگے۔ اس کے

بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا. ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے. ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں (کہ بدن کو اس سے بچاتا نہ تھا) ہمارے کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجے کو عیب سمجھتے ہیں. اس کا مذاق اڑاتے ہیں. علماء نے پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ بتایا ہے. ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہرے میں نور چمکتا ہوا ہوگا. وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں. دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالاخانے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے ان بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں گے اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں گے. اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں گے..

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آسمان والے ان گھروں کو جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے. ایسا چمکدار دیکھتے ہیں کہ جیسا زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں یہ گھر جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ایسے روشن اور منور ہوتے ہیں کہ اپنے نور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں اور جن کو اللہ جل شانہ نور کے دیکھنے کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں وہ یہاں

بھی ان کی چمک دیکھ لیتے ہیں بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو بزرگوں کا نور اپنے
گھروں کا نور اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں چنانچہ حضرت فضیل بن عیاض جو
بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے
نزدیک ایسا چمکتے ہیں جیسا کہ چراغ۔ شیخ عبدالعزیز دباغ ابھی قریب ہی زمانہ میں
ایک بزرگ گذرے ہیں جو بالکل اُمّی تھے۔ مگر قرآن شریف کی آیت حدیث قدسی
حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتادیتے تھے اور کہتے تھے کہ متکلم
کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو ان الفاظ کے نور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کس کا کلام
ہے کہ اللہ پاک کے کلام کا نور علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا نور دوسرا
ہے اور دوسرے کلاموں میں دونوں نور نہیں ہوتے ؛

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر
گذرو تو خوب چرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ ارشاد فرمایا
کہ ذکر کے حلقے ؛

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت
کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو۔
(یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کرسکتا
ہو اس کو چاہیئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو کہ
کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں
ریاکار کہنے لگیں ؛

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریاکار کہنے یا مجنون
کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیئے بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیئے

کہ یہ لوگ تم کو پاگل بنا کر ہی پیچھا چھوڑ دیں اور مجنون جب ہی کہا جائیگا جب نہایت کثرت سے اور زیادہ ذکر کیا جائے۔ آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی۔ ابن کثیر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا چنانچہ ارشاد ہے۔ اذکروا اللہ ذکراً کثیراً (اللہ جل شانہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو) رات میں) دن میں۔ جنگل میں۔ دریا میں سفر میں۔ حضر میں فقر میں تونگری میں بیماری میں صحت میں آہستہ اور پکار کر اور ہر حال میں۔ حافظ ابن حجر نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآن پاک کے ارشاد وکان تحتہ کنز لہما میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے (۱) مجھے تعجب ہے، اُس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے (۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے (۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے (۴) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ (۵) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے (۶) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ (۷) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔ بعض نسخوں میں یہ بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔ حافظ نے حضرت جابرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے

رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دیگی ان سب روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے لوگوں کے مجنون یا ریاکار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔ صوفیہ نے لکھا ہے کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے کہ اول وہ ذکر سے اس خیال سے روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر شیطان کو روکنے کے لئے یہ ایک مستقل ذریعہ اور حیلہ بلجاتا ہے اس لئے یہ تو ضروری ہے کہ دکھانے کی نیت سے کوئی عمل نہ کرے لیکن اگر کوئی دیکھ لے تو بلا سے دیکھے اس وجہ سے چھوڑنا بھی نہ چاہیئے۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین ایک صحابی ہیں جو لڑکپن میں یتیم ہوگئے تھے۔ چچا کے پاس رہتے تھے وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہوگئے تھے چچا کو خبر ہوگئی تو اس نے غصہ میں بالکل ننگا کرکے نکال دیا ماں بھی بیزار تھی لیکن پھر ماں تھی ایک موٹی سی چادر ننگا دیکھ کر دیدی جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کئے ایک سے ستر ڈھکا دوسرا اوپر ڈال لیا مدینہ طیبہ حاضر ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پڑے رہا کرتے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص ریاکار ہے کہ اس طرح ذکر کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ اوّاہین میں سے ہے۔ غزوہ تبوک میں انتقال ہوا صحابہ نے دیکھا کہ قبروں کے نزدیک چراغ جل رہا ہے قریب جاکر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمارہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑاؤ دونوں حضرات نے نعش کو پکڑا دیا دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہوجا حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ نعش تو میری ہوتی۔ حضرت فضیلؒ جو اکابر صوفیہ میں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے یہ بھی ریا میں داخل ہے اور اس وجہ سے کسی عمل کو کرنا کہ لوگ دیکھیں یہ شرک میں داخل ہے۔ ایک حدیث

میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں کہ جب ان کی صورت دیکھی جائے تو اللہ کا ذکر کیا جائے۔ یعنی ان کی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آئے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے ولی ہیں وہ لوگ جنکو دیکھ کر اللہ تعالےٰ یاد آتے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے دیکھنے سے اللہ تعالےٰ یاد آتے ہوں اور اس کے کلام سے علم میں ترقی ہوتی ہو اور اس کے اعمال سے آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو۔ اور یہ بات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو اور جس کو خود ہی توفیق نہ ہو اس کو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آسکتی ہے۔ بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی سے پیدا ہو گیا ہے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے ایک رسالہ سباحۃ الفکر اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے جس میں تقریباً پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں جن سے جہر (پکار کر) ثابت ہوتا ہے البتہ یہ ضروری امر ہے کہ شرائط کے ساتھ اپنی حدود کے اندر رہے کسی کی اذیت کا سبب نہ ہو۔

عن ابی هریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یذکر عن ربہ تبارک وتعالیٰ اذکرنی بعد العصر وبعد الفجر ساعۃ اکفك فیما بینھما اخرجہ احمد کذا فی الدر۔	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کریں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کرونگا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر اللہ کا ذکر وہ چیز ہے جو اس

کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے، جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنیوالے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلاکر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں اللہ جل جلالہٗ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح اور تکبیر اور تحمید (بڑائی بیان کرنے) اور تعریف کرنے میں مشغول تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اس کی طلب میں لگ جاتے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے ارشاد ہوتا ہے کیا انھوں نے جہنم کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو ہے نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔ عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے اچھا تم گواہ رہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو سب کو بخشدیا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت

ایسی مبارک ہے کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا (لہٰذا اس کو بھی بخشدیا)۔

عبرت آموز حکایات ذاکرین (از فضائل صدقات)

اب آیات کلام پاک اور احادیث رسول پاک کے بعد اسلاف کی حکایات نقل کی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ صحابہ کرام۔ اور تابعین اور ان کے بعد کے حضرات نے ذکر کے لئے کتنی جدوجہد اور محنت و مشقت کی ہے اور زندگی کا بیشتر حصہ ذکر فکر کے اندر ہی گذار دیا ہے خداوند قدوس ہمکو بھی توفیق عطا فرمائے"
آمین

حضرت معاذ رض طاعون میں شہید ہوئے۔ انتقال کے قریب زمانے میں بار بار غشی ہوتی تھی۔ جب افاقہ ہوتا تو فرماتے کہ یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھ کو تجھ سے محبت ہے۔ تیری عزت کی قسم تجھے یہ بات معلوم ہے۔ جب بالکل موت کا وقت قریب آگیا تو فرمایا کہ اے موت تیرا آنا مبارک ہے۔ کیا ہی مبارک مہمان آیا۔ مگر فاقہ کی حالت میں یہ مہمان آیا ہے اس کے بعد فرمایا اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا آج تیرا امیدوار ہوں۔ یا اللہ مجھے زندگی کی محبت تھی مگر نہریں کھودنے اور باغ لگانے کے واسطے نہیں تھی۔ بلکہ گرمیوں کی شدت پیاس برداشت کرنے اور دین کی خاطر مشقتیں جھیلنے کے واسطے اور ذکر کے حلقوں میں علما کے پاس جم کر بیٹھنے کے واسطے تھی۔ (تہذیب اللغات)

یحییٰ بن معاذ رازیؒ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے۔

یا اللہ رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر

تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر تیرے ذکر کے ساتھ اور آخرت بھلی نہیں لگتی مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔

حضرت سری رح فرماتے ہیں کہ میں نے جرجانی کو دیکھا ستو پھانک رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ خشک ہی پھانک رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اس میں آدمی ستر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے۔ اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانی چھوڑ دی ستو پھانک کر گزر کر لیتا ہوں۔

منصور بن معتمر کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی۔ ربیع ابن ہثیم کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری

حضرت جنید رح سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا انھوں نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے وہ کہنے لگا یہ کوئی آدمی ہیں۔ آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں جنھوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا ہے اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جنید رح فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں جب انھوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔

مسوحی سے بھی اس کے قریب ہی نقل کیا گیا ہے۔ انھوں نے شیطان کو ننگا دیکھا انھوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی کہنے لگا خدا کی قسم یہ آدمی نہیں اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں۔ آدمی وہ لوگ ہیں جنھوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا

اور صوفیہ کی جامع کی طرف اشارہ کیا۔ ابو سعید خراز کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا ہے میں لکڑی سے مارنے لگا اس نے ذرا بھی پروا نہ کی غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا۔ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ بازار جا رہا تھا ایک حبشیا باندی میرے ساتھ تھی میں نے بازار میں ایک جگہ اس کو بٹھا دیا کہ میں واپسی میں اس کو لے لوں گا وہ وہاں سے چلی آئی جب میں نے واپسی پر اس کو وہاں نہ دیکھا تو مجھے غصہ آیا میں گھر آیا تو وہ باندی آئی اور کہنے لگی میرے آقا خفگی میں جلدی نہ کریں آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے جو اللہ کے ذکر سے غافل تھے مجھے یہ ڈر ہوا کہ ان پر کوئی عذاب نازل نہ ہو وہ زمین میں دھنس نہ جائیں اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں دھنس نہ جاؤں۔

سید علی بن میمون مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوان حموی جو ایک متبحر عالم اور مفتی اور مدرس تھے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحب کی ان پر خصوصی توجہ ہوئی تو ان کو سارے مشاغل درس و تدریس فتویٰ وغیرہ سے روکدیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا۔ عوام کا کام ہی اعتراض اور گالیاں دینا ہے۔ لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ کچھ دنوں بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ سید صاحب نے اس کو بھی منع کر دیا تو پھر تو پوچھنا ہی کیا۔ سید صاحب پر زندیقی اور بددینی کا الزام لگنے لگا لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا۔ اور دل رنگ گیا تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو کلام پاک جو کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی

کیا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں نے خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

حدیث شریف میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ایک عابد تھا۔ دوسرا گنہگار۔ وہ عابد اس گناہ گار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا وہ کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ۔ ایک دن اس عابد نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ خدا کی قسم تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے عالم ارواح میں دونوں کو جمع فرمایا اور گنہگار کو اس لئے کہ وہ رحمت کا امیدوار تھا۔ معاف فرمایا اور عابد کو اس قسم کھانے کی پاداش میں عذاب کا حکم فرما دیا۔

شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ سنکر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتہً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخشدوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخشدیا میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے کی تھی اس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یحییٰ بن اکثم ایک محدث ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا۔ کیا گذری۔ فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی مجھ سے فرمایا او گنہگار بوڑھے تو نے فلاں کام کیا۔ فلاں کیا میرے گناہ گنوا سے گئے اور کہا گیا تو نے ایسے ایسے کام کئے میں نے کہا یا اللہ مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہونچی فرمایا اور کیا حدیث پہونچی عرض کیا مجھ سے عبد الرزاق نے کہا ان سے معمر نے کہا ان سے زہری نے کہا ان سے عروہ نے کہا ان سے حضرت عائشہ رضی نے کہا ان سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان سے حضرت جبرئیل نے عرض کیا ان سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو اور میں اس کو (اس کے اعمال کی وجہ سے) عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اس کے بڑھاپے سے شرما کر معاف کر دیتا ہوں۔ اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ عبد الرزاق نے سچ کہا اور معمر نے بھی سچ کہا۔ زہری نے بھی سچ کہا عروہ نے بھی سچ نقل کیا عائشہ رضی نے بھی سچ کہا اور نبی نے بھی سچ کہا اور جبرئیل نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچی بات کہدی۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ کا ارشاد فرما دیا۔

ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد متعصب تھا اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا چونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیفیں بہت پہونچی تھیں اس لئے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا اس کو ایک دیگ میں ڈالکر آگ پر رکھدیا اس نے اول بتوں کو پکارنا شروع کر دیا اور مدد چاہی تھی۔

جب کچھ نہ بن پڑا تو وہیں مسلمان ہوا۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد شروع کیا لگاتار پڑھ رہا تھا اور ایسی حالت میں جس میں خلوص اور جوش سے پڑھا جا سکتا ہے ظاہر ہے فوراً اللہ تعالےٰ شانہٗ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی اور دیگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اڑی اور دور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری یہ شخص لگاتار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور عجوبہ دیکھ کر متحیر تھے اس سے حال دریافت کیا اس نے اپنی سرگذشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عثمان رضؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضؓ میرے پاس تشریف لائے مجھے انھوں نے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا انھوں نے حضرت ابوبکر رضؓ سے شکایت کی (کہ عثمان رضؓ بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب بھی نہ دیا) اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکر رضؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر رضؓ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے) میں نے عرض کیا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ایسا ہی ہوا میں نے عرض کیا مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے نہ سلام کا پتہ چلا حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا سچ ہے ایسا ہی ہوا ہو گا، غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہو گے میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا، حضرت ابوبکر رضؓ نے دریافت فرمایا کیا تھا میں نے عرض کیا حضور ﷺ کا وصال ہو گیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں میں اٹھا

اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اس کے دریافت کرنے کے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب پر ان کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انھوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔

ابوالعاص کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے پرند بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید سرخ سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب پر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی دفعہ سب کے سب کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں: جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے میں اس سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں، میں جلدی جلدی کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا، یہ ایک اور مومن کے لئے تحفہ ہے جس کا وقت آگیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا مجھے بٹھا دو لوگوں نے بٹھا دیا پھر فرمایا (یا اللہ) تو نے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا مجھ سے ان میں کوتاہی ہوئی تو نے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی تین مرتبہ یہی کہتے رہے اس کے بعد فرمایا لیکن لا الہ الا اللہ یہ فرما کر ایک جانب غور سے ... دیکھنے لگے کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں کہ نہ وہ آدمی ہیں نہ جن اس کے بعد انتقال فرمایا۔

زبیدہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا کیا گذری اس نے کہا کہ ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہو گئی لا الہ الا اللہ افنی بہا عمری لا الہ الا اللہ ادخل بہا قبری لا الہ الا اللہ اخلو بہا وحدی۔ لا الہ الا اللہ القی بہا ربی

(لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کروں گی۔ اور لا الٰہ الا اللہ ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی لا الٰہ الا اللہ ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گذاروں گی اور لا الٰہ الا اللہ ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی۔

عن ابن مسعود رضؓ قال قال رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم لقیت ابراھیم لیلۃ اسری بی فقال یا محمد اقرئ امتک منی السلام واخبرھم ان الجنۃ طیبۃ التربۃ عذبۃ الماء وانھا قیعان وان غراسھا سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر رواہ الترمذی والطبرانی فی الصغیر والاوسط وزاد ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔ وقال الترمذی حسن غریب من ھذا الوجہ ورواہ الطبرانی ایضا باسناد واہ من حدیث سلمان الفارسی وعن ابن عباس مرفوعا من قال سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر غرس لہ بکل واحدۃ منھن شجرۃ فی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ وسلم سے ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ جنت کی نہایت عمدہ پاکیزہ مٹی ہے اور میٹھا پانی۔ لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے (درخت) سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ہیں (جتنے کسی کا دل چاہے درخت لگالے) ایک حدیث میں اس کے بعد لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ بھی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاوے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رض کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں

الجنۃ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن لاباس بہ فی المتابعات وعن جابر مرفوعاً من قال سبحان اللہ وبحمدہ غرست لہ نخلۃ فی الجنۃ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی الا انہ قال شجرۃ وابن حبان فی صحیحہ

دریافت فرمایا کیا کر رہے ہو انھوں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا میں بتاؤں بہترین پودے جو لگائے جاویں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کلمہ سے ایک درخت جنت میں لگتا ہے۔

افادہ وتشریح

ذکر کے بارے میں کلام پاک میں بہت آیات ہیں اور ذکر کی فضیلت کے اندر ہزارہا احادیث وارد ہوئی ہیں حضرت مولانا الشاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ذکر کے معنی دھیان کے ہیں یعنی انسان لیٹتے اٹھتے بیٹھتے خداوندکریم کو حاضر وناظر تصور کرے اس کو اپنا نگراں سمجھے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ بس یہی ذکر ہے۔

ذکر ہزاروں تسبیحات ہزاروں اعمال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور ان کے پڑھنے کی تعداد بھی اور اجر وثواب اور نیکیوں کی تعداد بھی بیان کر دی۔ اب اگر کسی شخص کا کوئی بزرگ یا مرشد موجود ہو تو اس سے پوچھ کر اپنے اوراد وظائف پورے کئے جائیں اور اگر کسی سے بیعت نہ ہو تو روزانہ اگر ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ خاص طور پر سفر تبلیغ میں نکلنے کے بعد۔ تین تین تسبیحات صبح وشام پابندی کے ساتھ پڑھا کریں۔

ایک تسبیح استغفار۔ ۱۰۰ بار

(۱) استغفر اللہ ربی من کل — میں اپنے رب سے اپنے تمام گناہوں کی

ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ معافی چاہتا ہوں اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

(۲) تیسرا کلمہ ۔ ۱۰۰ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ

(۳) درود شریف ۔ ۱۰۰ بار جو نماز میں پڑھی جاتی ہے یا اور کوئی جو یاد ہو۔

ان تمام باتوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ ان کی وجہ سے فکرِ آخرت دل میں پیدا ہوگا اور دل منور ہوگا اور اخلاص اور گریہ و زاری آئے گی۔

ان تینوں تسبیحات کی بکثرت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ پہلے درود شریف۔ پھر تیسرا کلمہ۔ پھر استغفار اس طرح تسبیحات کو پورا کرنا چاہیے۔

اکرامِ مسلم

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ اور والدین سے اُف بھی نہ کہو اور نہ انکو جھڑکو اور ان سے اچھی بات کہو۔ اور اچھی طرح پیش آؤ۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ۔ اور اللہ جل جلالہٗ کی نظر میں مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ اور جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِّنْ اَجْلِ سِنِّهٖٓ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُّكْرِمُهٗ (ترمذی) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکے بڑھاپے کیوقت ایک ایسے شخص

وعن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط رواہ ابو داؤد فی شعب الایمان۔ عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویعرف شرف کبیرنا حدیث صحیح رواہ ابو داؤد والترمذی فی روایتہ ابی داؤد حق کبیرنا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر

(رواہ البخاری)

حضرت ابو موسیٰ رضا فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی بزرگی کو تسلیم کرنے میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان بوڑھے کی عزت کرے اور حاملِ قرآن یعنی عالم اور حافظ کی عزت کرے۔ جو اس میں غلو نہ کرتا ہو۔ اور نہ اس قرآن سے دور رہتا ہو۔ اور منصف بادشاہ۔

عمرابن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی شرافت کو نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی ہماری جماعت سے نہیں۔ اور ایک حدیث میں ہے جو ہمارے بڑے کے حق کو نہ پہچانے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

حق المسلم

عن علیٍ رضی اللہ عنہ. قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسلم علی المسلم ستٌ بالمعروف۔ یسلم علیہ اذا لقیہ ویجیبہ اذا دعاہٗ ویشمتہ اذا عطس ویعودہٗ اذا مرض ویتبع جنازتہ اذا مات۔ ویحب لہ مایحب لنفسہٖ

(رواہُ الترمذی والدارمی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔

(۱) جب ملاقات کرے تو سلام کرے

(۲) جب دعوت کرے تو اسے قبول کرے

(۳) جب چھینکے تو یرحمک اللہ کہے۔

(۴) بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے

(۵) اور جب مر جائے تو اسکے جنازہ میں شرکت کرے۔

(۶) اور اس کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

آدابِ مجلس

عن براء بن عازبٍ رضی اللہ عنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یتفرقا

(رواہُ الترمذی ابن ماجہ)

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ملیں اور آپس میں مصافحہ کریں تو ان کے جدا ہونے سے قبل ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

عن ابن عمر عن النبیّ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلّم قال۔ لا یقیمُ الرجل الرّجل من مّجلسہٖ ثمّ یجلس فیہ۔ ولٰکن تفسّحوا او توسّعوا

(متفق علیہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی جگہ سے کھڑا کرکے اس کی جگہ نہ بیٹھے لیکن کھل کھل کر بیٹھ جاؤ اور اپنے درمیان وسعت کرلو۔

عن واثلۃ ابن خطابؓ قال دَخل رجلٌ الی رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وھو فی المسجد قاعد فتزحزح لہٗ رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال الرّجل یارسولَ اللّٰہ اِنّ فی المکان سعۃً فقال النّبیّ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلّم اِنّ للمُسلم لحقًّا اذا راٰہ اخوہٗ اَن یتزحزح لہٗ۔

(رواہُ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت واثلہ ابن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آپ اس کے لیے سمٹنے لگے اور جگہ دینے لگے۔ تو اس آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جگہ بہت وسیع ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا مسلمان کے اوپر مسلمان کا حق ہے یعنی جب اپنے مسلمان بھائی کو دیکھے تو اس کے لئے سمٹ جائے اور جگہ دے (تاکہ وہ آرام سے بیٹھ جائے)

عن حذیفۃ رضی اللّٰہ عنہُ قال ملعونٌ علی لسانِ محمد صلّی اللّٰہُ علیہ وسلّم مَنْ قعد وسط الحلقۃ (رواہُ الترمذی وابوداؤد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ملعون ہے جو لوگوں کے حلقے کے بیچ میں بیٹھے۔

عرضِ مسلم

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوقٌ وقتالہ کفرٌ (متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک کا ارشاد ہے کہ مسلم کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتل و قتال کرنا کفر ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرأیت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بھتہ

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ کا ارشاد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو غیبت کس کو کہتے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی ان باتوں کا ذکر کرے تو اسے ناپسند ہوں۔ تو آپ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہوں جو میں کہتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر موجود ہیں تب ہی تو غیبت ہے اور اگر موجود نہیں تب تو تو نے بہتان لگایا۔

عن واثلۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تظہر الشماتۃ لاخیک فیرحمہ اللہ ویبتلیک رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب۔

حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کو مصیبت میں دیکھ کر خوشی کا اظہار نہ کر خدا اس پر رحم کردے گا اور تجھ کو مبتلا کردے گا۔

اکرام والدین

عن عبد اللہ بن عمرو رض قَالَ قَالَ
رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ
رضَی الرّبِّ فِی رِضی الوالدِ وَ
سخط الرّبِّ فی سخط الوالد۔
(رواہُ الترمذی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ رب کی رضا والد کی رضا
میں ہے اور خدا کی ناراضگی والد کی
ناراضگی میں ہے۔

عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن
جدہ قال قلت یا رسُولَ اللّٰہِ
مَن ابرُّ قال اُمّکَ قلت ثم مَن
قال اُمّکَ قلت ثم مَن قال اُمّکَ
قلت ثم مَن قالَ اَباکَ
ثم الاقربُ فالاقربُ

بھز ابن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے
دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں میں نے عرض کیا کہ
اے اللہ کے رسول میں اب کس کے ساتھ
احسان کروں اور کس کی خدمت کروں
تو آپ نے فرمایا والدہ کی پھر میں نے
سوال کیا پھر کس کی فرمایا والدہ کی میں نے
نے کہا پھر کس کی فرمایا والدہ کی تین مرتبہ
چوتھی مرتبہ سوال پر آپ نے ارشاد فرمایا
کہ والد کی۔ پھر
اقرب فالاقرب یعنی جو زیادہ
قریب ہو خدمت کرو۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

اکرام ضعفاء مسلمین

عن ابی هریرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم الساعی
علی الارملة والمسکین
کالساعی فی سبیل الله
واحسبه کالقائم
لا یفتر وکالصائم
لا یفطر (متفق علیه)

عن سهل بن سعد رضی
الله عنه قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم
انا وکافل الیتیم له او
لغیره فی الجنة هکذا
واشار بالسبابة و
الوسطی وفرج بینهما
شیئا - (رواه البخاری)

وعن النعمان بن بشیر رضی
الله عنه قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیوہ اور مسکین
کی خدمت اور ان کے لئے کوشش
کرنے والا ایسا ہے جیسا اللہ کے راستہ
میں جدوجہد کرنے والا اور فرمایا کہ میں
اس کو ایسا سمجھتا ہوں جیسے قائم اللیل
اور صائم النہار۔ جو تھکتے نہ ہوں۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا
کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا۔
یتیم چاہے اس کا ہو یا اس کے غیر کا ہو
جنت کے اندر اتنے قریب ہوں گے۔
اور آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیان
کی انگلی دونوں کے ساتھ اشارہ کیا
اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا رکھا۔

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھے گا

ترى المؤمنين فى تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد:
إذا اشتكى عضوٌ اتداعى له سائر الجسد بالسهر والحمّى (متفق عليه)

تو مومنین کو ان کے آپس کے رحم اور محبت اور مہربانی کے اندر مثل ایک جسم کے
جب ایک عضو کو کوئی تکلیف ہو جائے تو سارا جسم بیداری اور بخار کے اندر اس کی ہم نوائی کرتا ہے۔

نصرتِ مسلم

عن انس رضی قال. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغيث عنده اخوه المسلم وهو يقدر على نصره فنصره نصره الله فى الدنيا والآخرة فان لم ينصره وهو يقدر على نصره ادركه الله به فى الدنيا والآخرة.
(رواه فى شرح السنة)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس اس کا مسلم بھائی مدد کے لئے آیا اور وہ مدد کرنے پر قادر بھی ہو اور اس کی مدد کر دی تو اللہ پاک اس کی دنیا و آخرت میں مدد فرمائیں گے۔ اور اگر اس کی مدد نہ کرے حالانکہ وہ قادر ہے خداوند کریم اس کو دنیا و آخرت میں بدلہ دیں گے اور سزا دیں گے۔

عن معاذ بن انس رضی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حمى مؤمنا من منافق

حضرت معاذ ابن انس رضی فرماتے ہیں کہ حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مومن کو کسی منافق سے بچائے گا۔

بعث اللہ ملکا یحمی لحمہ
یوم القیامۃ من نار جہنم
ومن رمی مسلما بشیٔ یرید
بہ شینہ حبسہ اللہ
علی جسر جہنم حتی
یخرج مما قال۔

(رواہ ابوداؤد)

عن عبد اللہ بن عمرو قال۔
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خیر
الاصحاب عند اللہ
خیرھم لصاحبہ خیر الجیران
عند اللہ خیرھم لجارہ (رواہ الترمذی
والدارمی)
عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من قضی لاحد من امتی
حاجۃ یرید ان یسرہ
بہا فقد سرنی ومن سرنی
فقد سرہ اللہ ادخلہ

تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجیں گے
جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن
جہنم کی آگ سے بچائے گا۔
اور جو شخص کسی مسلمان کو تہمت لگائے
اور اس کی وجہ سے اس کی برائی اور
عیب چاہتا ہو تو خداوند کریم اس کو
جہنم کے پل کے اوپر بند کر دیں گے۔
یہاں تک وہ اس کی پوری سزا نہ
پالے۔
حضرت عبد اللہ ابن عمرو رض فرماتے ہیں
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ کے نزدیک بہترین لوگ وہ
ہیں جو اپنے ساتھیوں کے لئے بہتر ہوں
اور بہتر پڑوسی اللہ کے نزدیک وہ ہیں
جو اپنے پڑوسی کے لئے اچھے ہوں۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی میرے
امتی کی حاجت کو پورا کریگا اور وہ اس
کی وجہ سے اس کو خوش کرنا چاہے تو
اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے

اللّٰہُ الجنَّۃَ
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور
اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

مسلم سے محبت اللہ کے واسطے

عن عمرؓ رضی اللّٰہُ عنہ قال
قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہُ
علیہ وسلّم ان من عباد
اللّٰہ لاُناسًا ماھم بانبیاء
ولا شھداء یغبطھم
الانبیاءُ والشھداءُ یومَ
القیٰمۃ بمکانھم من اللّٰہ قالوا
یا رسول اللّٰہ تخبرنا من
ھم قال ھم قوم تحابوا
بروح اللّٰہ علیٰ غیر ارحام
بینھم ولا اموال یتعاطونھا
فواللّٰہ ان وجوھھم لنورٌ
وانھم علیٰ نورٍ لا
یخافون اذا خاف الناس
ولا یحزنون اذا حزن
الناس وقرأ ھذہ الاٰیۃ
الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ نبی
ہیں اور نہ شہداء مگر نبی اور شہیدان پر رشک
کریں گے۔ ان کے اس درجہ کی وجہ سے
جو خدا کے یہاں ان کو حاصل ہوگا۔ لوگوں
نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ بتلائیے
کہ وہ کون لوگ ہیں۔ تو فرمایا کہ وہ وہ
لوگ ہیں جو صرف اللہ کے لئے محبت
کریں اور ان لوگوں سے جن سے انکی کوئی
قرابت نہ ہو۔ اور نہ مالی لین دین ہو اور نہ ایسے تعلقات
ہوں جن کی وجہ سے وہ آپس میں محبت
کریں قسم خدا کی ان کے چہرے منور
ہوں گے اور وہ لوگ خود نور ہونگے
اور نور کے اوپر بیٹھے ہوں گے اور جب
لوگ خوفزدہ ہوں گے تو وہ لوگ خوفزدہ
نہ ہوں گے۔ اور جب لوگ غمگین ہونگے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

تو وہ غمگین نہ ہوں گے۔ پھر آیت تلاوت فرمائی یعنی آگاہ اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(رواہ ابو داؤد)

عن ابی ھریرۃ رضہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان عبدین تحابا فی اللہ عز وجل واحد فی المشرق واخر فی المغرب لجمع اللہ بینھما یوم القیمۃ یقول ھذا الذی کنت تحبہ فی (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بندے صرف اللہ کے لئے محبت کریں اور ایک مشرق میں ہو اور ایک مغرب میں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان دونوں کو جمع فرمائیں گے اور ارشاد ہوگا کہ یہ ہے وہ جس سے تو دنیا میں صرف میرے لئے محبت کرتا تھا۔

حُسنِ اخلاق

عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اثقل شیٔ یوضع فی میزان المؤمن یوم القیمۃ خلق حسن وان اللہ یبغض الفاحش البذی

(رواہ الترمذی)

حضرت ابو درداء حضور پاکؐ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی میزان میں قیامت کے دن جو سب سے وزنی اور اہم چیز رکھی جاوے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہونگے اور بے شک اللہ تعالیٰ برا سمجھتے ہیں فضول بکواس کرنے والے بد اخلاق کو

وعن عائشۃ رضہ قالت

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنَّ المؤمن لیدرک بحسن خلقہٖ درجۃ قائم اللیل وصائم النہار

(ترجمہ) فرماتے ہیں کہ بے شک مومن بندہ اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قالوا بلٰی قال خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو تمہارے بہتر آدمی کی خبر نہ دیدوں لوگوں نے عرض کیا بے شک ضرور فرمائیے۔ تو فرمایا۔ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کی عمریں لمبی ہوں اور اچھے اخلاق ہوں۔

(رواہ احمد)

اکرام علماء

اور حضرت مولانا شاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

مسلمانوں کو علماء کی خدمت چار نیتوں سے کرنا چاہیئے

(۱) اسلام کی جہت سے۔ چنانچہ محض اسلام کی وجہ سے کوئی مسلمان اگر کسی مسلمان کی زیارت کو جائے۔ یعنی محض خَشْیَۃً لِلّٰہِ ملاقات کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پاؤں تلے اپنے پر اور بازو بچھا دیتے ہیں۔ تو جب، مطلقاً ہر مسلمان کی زیارت میں یہ فضیلت ہے تو علماء کی زیارت میں بھی یہ فضیلت ضرور ملے گی۔

(۲) یہ کہ ان کے قلوب واجسام حامل علوم نبوت ہیں اس جہت سے بھی وہ قابل تعظیم اور لائق خدمت ہیں۔

(۳) یہ گروہ ہمارے دینی کاموں کی نگرانی کرنے والے ہیں۔

(۴) ان کی ضروریات کے تفقد کیلئے کیونکہ اگر دوسرے مسلمان ان کی دنیوی ضرورتوں کا تفقد کر کے ان ضرورتوں کو پورا کر دیں جن کو اہل اموال پورا کر سکتے ہیں تو علماء اپنی ان ضرورتوں میں وقت صرف کرنے سے بچ جائیں گے اور وہ وقت بھی خدمت علم دین میں خرچ کریں گے تو اہل اموال کو ان کے اعمال کا ثواب ملے گا۔

مگر عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ معتمد علماء کی تربیت اور نگرانی میں علماء کی خدمت کا فرض ادا کریں کیوں کہ ان کو خود اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ کون زیادہ مستحق امداد ہے کون کم۔ اور اگر کسی کو خود اپنے تفقد سے اس کا علم ہو سکے تو وہ خود تفقد کریں۔

جماعتوں کی حاضری علماء کی خدمت میں

اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

فرمایا جو وفود سہارنپور دیوبند وغیرہ تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں ان کے ہمراہ تجار دہلی کے خطوط کر دیئے جائیں۔ جن میں نیاز مندانہ لہجہ میں حضرات علماء سے عرض کیا جائے کہ یہ وفود عوام میں تبلیغ کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ آپ حضرات کے اوقات بہت قیمتی ہیں۔ اگر ان میں سے کچھ وقت اس قافلہ کی سرپرستی میں دے سکیں جس میں آپ کا اور طلبہ کا حرج نہ ہو تو اس کی سرپرستی فرمائیں اور طلبہ کو اس کام میں اپنی نگرانی میں ساتھ لیں طلبہ کو از خود بدون اساتذہ کی نگرانی کے اس کام میں حصہ نہ لینا چاہیئے اور قافلہ والوں کو یعنی وفود تبلیغ کو نصیحت کی جائے کہ اگر حضرات علماء توجہ میں کمی کریں تو ان کے دلوں میں علماء پر اعتراض نہ آنے پائے۔

بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں وہ راتوں کو بھی خدمت علم میں مشغول رہتے ہیں جبکہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں۔ اور ان کی سرد توجہ

کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں۔ کہ ہم نے ان کے پاس آمد و رفت کم کی ہے اس لئے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں جو سالہا سال کے لئے ان کے پاس آپڑے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک عامی مسلمان کی طرف سے بلا وجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے۔

پھر فرمایا۔ ہمارا طریقۂ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز ہے۔ ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنا چاہیئے۔ اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا اے وہ لوگو جن کی زبان پر اسلام ہے اور ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا۔ تم مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور ان کے عیوب کے درپے نہ ہو۔ جو شخص مسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کی پردہ دری فرماتے ہیں۔ اور جس کے عیب کو خداوند کریم کھولنا چاہیں اس کو گھر کے اندر کیئے ہوئے کام پر بھی رسوا کر دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کو دیکھا اور دیکھ کر فرمایا کہ تو کتنا بابرکت اور باعظمت گھر ہے لیکن اللہ کے نزدیک مسلمان کا احترام تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا جانتے بھی ہو مفلس کون ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ نقدی ہو نہ سامان۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز روزے زکوٰۃ اور عبادات لے کر آئے۔ لیکن کسی کو گالیاں دی تھیں۔ کسی کو بہتان لگایا تھا۔ کسی کا مال ناحق کھایا تھا کسی کا خون کیا تھا۔ کسی کو مارا تھا

اس لئے کچھ نیکیاں اس نے لے لیں کچھ اس نے لے لیں اور جب نیکیاں ختم ہو گئیں اور مطالبے باقی رہ گئے تو ان مطالبوں کے بقدر صاحب حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائینگے اصل میں مفلس یہی شخص ہے کہ نیکیوں کا کتنا بڑا انبار اور متاع لے کر پہنچا تھا۔ لیکن ملا یہ کہ دوسروں کے بھی گناہ اپنے اوپر پڑ گئے۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان کی آبرو میں ناحق دست درازی بد ترین سود ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سود کے بہتر درجے ہیں جن میں سب سے کم درجہ ایسا ہے جیسا اپنی ماں سے صحبت کرنا۔ اور سب سے بڑھا ہوا سود مسلمان کی آبرو ریزی کا ہے۔

ف :- اور بہت سی احادیث میں اکرام مسلم کے متعلق بہت تاکید سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ خداوند کریم ہم کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اخلاص نیت

قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ط

فرمایا۔ حالانکہ ان لوگوں کو کتب سابقہ میں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ پاک کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت اسی کے لئے خاص رکھیں۔ ادیان باطلہ شرکیہ سے یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین مذکورہ کا بتلایا ہوا۔

وقال تعالیٰ۔ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ۔

فرمایا۔ آپ بتا دیجئے کہ اگر تم پوشیدہ رکھو گے اپنا مافی الضمیر یا اس کو ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنّما الاعمال بالنیات (الحدیث رواہُ البخاری ومسلم)

حضرت عمر ابن الخطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

عن انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ مَنْ فارق الدنیا علی الاخلاص للہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ فارقہا و اللہ عنہ راض (رواہُ ابن ماجہ والحاکم فقال صحیح علی شرط الشیخین)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا کو اس حالت میں چھوڑیگا کہ اللہ کے ساتھ اس کا اخلاص ہو اور نماز پڑھی ہو اور زکوٰۃ دی ہو تو وہ دنیا کو ایسی حالت میں چھوڑیگا کہ خدا اس سے راضی ہوں گے۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طوبٰی للمخلصین اولٰئک مصابیح الھدٰی تنجلی عنھم کل فتنۃ ظلماء (رواہُ البیھقی)

حضرت ثوبان سے روایت کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں خوشخبری ہو اخلاص والوں کے لئے وہ ہدایت کے چراغ ہیں ان کی وجہ سے ہر تاریک فتنہ کافور ہو جاتا ہے۔

عن الضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن اللہ

حضرت ضحاک ابن قیسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں بہترین

تبارک وتعالیٰ یقول انا خیر شریک فمن اشرک معی شریکا فھو لشریکی یاایھا الناس اخلصوا اعمالکم فان اللہ تبارک وتعالیٰ لا یقبل من اعمالکم الا ما خلص لہ ولا تقولوا ھذہ للہ وللرحم فانھا للرحم ولیس للہ منھا شیء ولا تقولوا ھذہ لوجوھکم فانھا لوجوھکم ولیس منھا شیء رواہ البزار باسناد ولا باس بہ

شریک ہوں پس جو میرے ساتھ کسی کو شریک کریگا تو وہ میرے شریک کے لئے ہوگا۔ اے لوگوں اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صرف انہی اعمال کو قبول کرتے ہیں جو صرف اللہ کے لئے ہوں اور یہ نہ کہو کہ یہ اللہ کے لئے اور رحم کے لئے اس لئے کہ وہ رحم کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس میں کچھ نہیں اور یہ بھی نہ کہو کہ یہ تمہارے چہروں کے لئے ہے اس لئے کہ وہ تمہارے ہی چہروں کے لئے ہوگا۔ اور خدا کا اس میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اخلص للہ اربعین یوما ظھرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ ذکرہ رزین العبدری فی کتابہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس روز صرف اللہ کے لئے کسی عمل کو کرے گا تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر ظاہر ہونے لگیں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور اس سے ثواب کی امید باندھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھے تو اس کا سیراب ہونا اور اس کا کھانا اور لید اور پیشاب قیامت کے دن اس

کی میزان میں ہوں گے۔

انسان کو چاہیئے کہ جب وہ عمل کرتا ہے تو اس کو صرف خدا کے لئے کرنا چاہیئے اس لیئے کہ اگر وہ عمل کرے اور اس میں اخلاص نہ ہو تو اس کا کرنا بے کار ہے۔ چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ پاک صرف انہی اعمال کو قبول فرماتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ کیئے گئے ہوں۔

تو انسان نیک عمل کرے اور پھر اس پر اس کو اجر و ثواب نہ ملے یہ بہت خسارہ کی بات ہے۔ اس وجہ سے صرف اللہ جل شانہ کی رضا کے لئے انسان کا ہر عمل ہونا چاہیئے

ارشادِ مبارک حضرت مرحوم

دین کی عمومی تعلیم و تربیت کا جو طریقہ ہم اپنی اس تحریک کے ذریعہ رائج کرنا چاہتے ہیں صرف وہی طریقہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا اور اسی طرز سے وہاں عام طور پر دین سیکھا اور سکھایا جاتا تھا بعد میں جو اور طریقے اس سلسلے میں ایجاد ہوئے مثلاً تصنیف و تالیف اور کتابی تعلیم وغیرہ سو ان کو ضرورت حادثہ نے پیدا کیا لوگوں نے صرف اسی کو اصل سمجھ لیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے طریقہ کو بالکل بھلا دیا ہے۔ حالانکہ اصل طریقہ وہی ہے اور عمومی پیمانہ پر تعلیم و تربیت صرف اسی طریقہ سے دی جا سکتی ہے

تفریغ وقت

جس فساد ماحول میں انسان کی تربیت ہوتی ہے یا جن مشاغل اور جن چیزوں میں جان و مال صرف ہوتا ہے۔ اس کی عظمت و محبت دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے پھر انسان یہی یقین کرتا ہے کہ اس چیز کے بغیر میں کیسے زندہ رہوں گا یہاں تک کہ وہ

مداومت کرتے کرتے وہ سب کچھ اشیاء مادی میں یقین کر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ یہ یقین اس کے بالکل خلاف ہے جو کہ کلمہ میں اللہ پاک سے سب کچھ ہونے کا اعتراف و اقرار کیا ہے اور تمام غیر اللہ کی نفی دل سے کی ہے۔ اللہ پاک کی راہ میں نکل کر مخلوق سے نہ ہونے کا یقین اور اللہ پاک سے ہونے کا یقین پیدا کرنے کی مشق کرنی ہے اور اپنی زندگی میں اس طریقۂ حیات کی مشق کرنی ہے جس طریقۂ حیات کو لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور امت مرحومہ کو اس پر چلایا اور قیامت تک چلنے کی دعوت دی جس طریقۂ زندگی پر تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہزاروں قسم کی تکالیف برداشت کیں اور اپنے عمل سے صاف اور واضح طور پر بتا گئے کہ دنیا و مافیہا جی لگانے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اصل آخرت ہے اور خدائے پاک کی مرضی ہے۔ جس کا نتیجہ جنت میں ابدی نعمتیں اور دیدار الٰہی ہے اور اس عمل کے ذریعہ محنت کی اس شکل کو دنیا میں قائم کرنا ہے جس سے دین اپنی صحیح شکل میں جیسے کہ رسول پاک علیہ السلام اور صحابہ کرام رضہ کے زمانہ میں وجود میں آیا۔ زندہ ہو جائے اور اپنے کو جان و مال و وقت کے اعتبار سے قربانی دیتے ہوئے اس سطح پر لے آیا جاوے کہ وقت کے تقاضے پر جس قسم کی قربانی درکار ہو بلا جھجھک جھونک دیا جاوے اور عمر کے آخری سانس تک اپنے کو اس پر جمائے رکھے۔

ابتدا کے طور پر اپنے مقام میں روزانہ کی تعلیم عمومی و خصوصی کی حد درجہ پابندی کرے جیسے وظیفہ کی پابندی ہوتی ہے۔ عمومی تعلیم فضائل کی کتابوں سے ہو۔ کیونکہ فضائل ذریعہ ہوتے ہیں شوق و رغبت کا جب کثرت سے اجر و ثواب عمل کے معلوم ہوں گے تو طبیعت عمل کی طرف از خود راغب ہوگی۔ فضائل میں حضرت مولانا الحاج شیخ الحدیث صاحب سہارنپوری دام مجدہٗ کی کتابیں ہی زیادہ بہتر ثابت ہوئی ہیں۔ خصوصی تعلیم میں ضروری مسائل جن پر عمل کی صحت و قبولیت موقوف ہے۔ روزانہ سیکھنا ضروری ہے

ہفتہ میں دو گشت عمومی و خصوصی ہونے چاہئیں عمومی گشت کے ذریعہ کوشش کرنی ہے کہ تمام محلہ اور بستی میں کوئی شخص بے نمازی نہ رہے اور جو نمازی ہے وہ مسجد میں آکر نماز باجماعت پڑھنے والا ہو۔ روزانہ تعلیم کے عمومی حلقہ میں شریک ہو کر اپنی خصوصی تعلیم کی طرف متوجہ ہو جائے اور خصوصی گشت کے ذریعہ ان لوگوں سے ملاقات کی جاوے جو کسی بھی اعتبار سے دین کے کام کے معاون ہو سکتے ہیں۔ بستی کے علماء و مشائخ کی خدمت میں بغرض توجہ و دعا حاضری دینی ضروری ہے اور اگر موقعہ ہو تو ہفتہ واری کارگذاری عرض کر دی جائے۔ انشاء اللہ زیادتی توجہ کا ذریعہ بنے گی۔ ہر ماہ تین دن اطراف کے دیہات یا قصبات میں گزارنا ان ہدایات کے ساتھ جیسے کہ آگے آنے والی ہیں جب اس طرح سے دین کے لئے رغبت و شوق اور مشاغل کو اللہ پاک کی نسبت سے ترک کر کے اللہ پاک کی راہ میں نکلنے کی مشق و عادت ہو جائے تو اس کو دین کے وقتی تقاضوں پر دور اور دیر کے لئے زیادہ سے زیادہ جان و مال لگانے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ تب سال میں ایک چلہ ہر حال میں لگا تار ہے۔ جب اس طرح پر قربانی دینے کی مشق ہو گئی تو یکدم مسلسل تین چلہ یعنی چار ماہ اللہ پاک کی راہ میں لگا دے یہاں تک کہ فیصلہ کرلے کہ پوری زندگی ہر حال میں خدائے پاک کے دین کی جدوجہد میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے کو صحیح ایمان و عمل کے معیار پر باقی رکھتے ہوئے گذار دینی ہے اور اللہ پاک سے جا ملنا ہے۔

"حضرت مولانا الشاہ محمد الیاس نور اللہ مرقدہ کا ارشاد مبارک"

فرمایا۔ دوستو ابھی کام کا وقت باقی ہے عنقریب دین کے لئے دو زبردست خطرے آئیں گے۔ ایک تحریک شدھی کی طرح کفر کی تبلیغی کوشش جو جاہل عوام میں ہو گی۔ دوسرا خطرہ ہے الحاد و دہریت کا جو مغربی حکومت و سیاست کے ساتھ ساتھ آرہا ہے۔ یہ دونوں گمراہیاں سیلاب کی طرح آئیں گی جو کچھ کرنا ہے ان کے آنے سے

پہلے پہلے کر لو۔

فضائل جہاد فی سبیل اللہ

قال تعالیٰ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

فرمایا نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم یقین رکھتے ہو۔

قال تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

(قرآن کریم)

فرمایا برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے جان اور مالوں سے جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بنسبت گھر بیٹھے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے۔ یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے۔ اور مغفرت اور رحمت۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

قَالَ تَعَالٰی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

(قرآن شریف)

فرمایا۔ اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے۔ وہ یہ ہے کہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو جب ایسا کروگے تو اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور تم کو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں داخل کریگا جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں بنے ہوں گے یہ بڑی کامیابی ہے اور اس ثمرۂ اخرویہ کے علاوہ ایک اور ثمرہ دنیویہ ہے کہ تم اس کو بھی خاص طور پر پسند کرتے ہو۔ یعنی اللہ پاک کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی۔ اور اے پیغمبر آپ مومنین کو بشارت دیدیجئے۔

احادیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰی رَجُلٌ

حضرت ابوسعید الخدری رض فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ مُؤْمِنٌ یُجَاھِدُ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ الحدیث رواہ البخاری والترمذی وفی روایۃ اَیُّ المؤمنین اَکْمَلُ اِیْمَانًا قَالَ الَّذِیْ یجاھد بنفسہٖ ومالہٖ۔ الحدیث رواہ البخاری والترمذی وابن ماجہ

عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من جاھد فی سبیل اللّٰہ کان ضامنًا علی اللّٰہ الی اٰخر الحدیث (رواہ ابن حبان)

عن فضالۃ بن عبید رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال کل میت یختم علی عملہٖ الا المرابط فی سبیل اللّٰہ فانہ ینمی لہٗ عملہٗ الی یوم القیٰمۃ ویؤمن من فتنۃ القبر۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وزاد الترمذی فی بعض النسخ۔ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا لوگوں میں کون افضل ہے۔ فرمایا کہ جو اپنے جان و مال کے ساتھ خدا کے راستہ میں جہاد کرے۔

اور ایک حدیث میں ہے ایمان کے اعتبار سے کون کامل ہے۔ فرمایا کہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا تو اللہ جل جلالہٗ اس کو جنت میں داخل کرنے کے ضامن ہیں۔

حضرت فضالہ ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر انسان اپنے اعمال کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتا ہے (یعنی اس کے عمل بھی ختم ہو جاتے ہیں) مگر اللہ کے راستے میں گھوڑے باندھنے والا یعنی جہاد کے لئے تیار رہنے والا۔

اس لئے کہ اسکے اعمال قیامت تک اسکے لئے بڑھا دیئے جاتے ہیں اور قبر کے فتنہ سے

علیہ وسلم المجاھد من جاھد نفسہ للہ عزوجل۔

محفوظ رہے گا۔

حضرت فضالہ ابن عبید فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مجاہد وہ شخص ہے جو صرف اللہ کیلئے اپنی ذات کو محنت میں ڈالدے جہاد کرے

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المجاھد فی سبیل اللہ کمثل الصائم نہارہ القائم لیلہ حتی یرجع (رواہ احمد والبزار والطبرانی)

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں مجاہد کی مثال ایسی ہے جو دن میں روزہ رکھتا ہو اور شب بیداری کرتا ہو جب تک وہ لوٹے جب بھی لوٹے۔

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حرس لیلۃ فی سبیل اللہ افضل من الف لیلۃ یقام لیلھا ویصام نہارھا (رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔

(ترغیب الترہیب)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ ایک آزاد مرد کی چوکیداری ایک رات اللہ کے راستہ میں افضل ہے ان ہزار راتوں سے جن کی شب بیداری کی گئی ہو اور جن کے دنوں میں روزہ رکھا گیا ہو۔

الجہاد ثلثۃ اضرب مجاھدۃ العدو ظاھر ومجاھدۃ الشیطان ومجاھدۃ النفس وثلاثتھا

جہاد کی تین قسمیں ہیں (۱) دشمن سے مقابلہ کرنا (۲) شیطان سے مقابلہ کرنا (۳) نفس سے مقابلہ کرنا۔ اور یہ تینوں

فی قولہ تعالیٰ وَجَاهِدُوا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَجَاهِدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

قسمیں کلام پاک میں موجود ہیں۔

دشمن سے مقابلہ کرنا

شیطان سے مقابلہ کرنا

نفس سے مقابلہ کرنا

عن قال قال رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الجہاد ماضٍ الیٰ یومِ القیٰمۃ (الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی دین کے لیے قیامت تک جہاد کیا جا سکتا ہے۔

صاحب تعلیق الترغیب والترہیب نے ایک باب انواع الجہاد فی سبیل اللہ کے نام سے باندھا ہے اور آٹھ قسمیں تحریر فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ثالثاً۔

دعوۃ النّاس الی الحقّ وحثّهم علی العمل بکتاب اللّٰہ وسنّۃ حبیبہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

یعنی لوگوں کو حق کی طرف دعوت دینا۔ اور لوگوں کو اس باب میں ترغیب دینی ہے اور ابھارنا ہے کتاب اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف عمل کرنے پر۔

الصوم فی سبیل اللّٰہ

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من عبد یصوم

حضرت ابو سعید الخدری رض فرماتے ہیں کہ حضور پاک نے ارشاد فرمایا جو بندہ بھی اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ

یوماً فی سبیل اللہ الا باعد اللہ بذلک وجہہ عن النار سبعین خریفاً۔ رواہ البخاری ومسلم والترمذی

رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس روزہ کے بدلہ میں اس شخص کو ستر سال کی مسافت جہنم سے دور فرمائیں گے۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ جعل اللہ بینہ وبین النار خندقاً کما بین السماء والارض رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد حسن۔

اور حضرت ابو درداء رضی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے راستہ میں ایک روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق حائل فرمادیں گے جس کی مسافت آسمان اور زمین کے فاصلہ کے برابر ہوگی۔

ذکر نماز۔ روزہ کی فضیلت اللہ کے راستے میں

عن سھل بن معاذ عن ابیہ رضی اللہ عنہما قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصلوٰۃ والصیام والذکر یضاعف علی النفقۃ فی سبیل اللہ بسبعمائۃ رواہ ابوداؤد

حضرت سہل ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز روزہ اور ذکر کا ثواب دو چند کر دیا جاتا ہے۔ سات سو گنا زیادہ تک۔ خرچ کرنے پر اللہ کے راستے میں۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو اللہ کے راستے میں کثرت سے زیادہ ذکر

قَالَ طُوبٰى لِمَنْ اَكْثَرَ فِى الْجِهَادِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ لَهٗ بِكُلِّ كَلِمَةٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ كُلُّ حَسَنَةٍ عَشَرَةُ اَضْعَافٍ مَعَ الَّذِىْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْمَزِيْدِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ

کرے۔ اس لئے کہ اس کو ہر کلمہ کے بدلے میں ستر ہزار نیکیاں ملیں گی اور ہر نیکی ان نیکیوں میں سے دس گنا زیادہ اور بڑھا دی جائے گی۔ اور اس شخص کے لئے خدا وند کریم کے پاس اور بھی زیادہ ثواب ہے۔

تلاوت کلام پاک کی فضیلت اللہ کے راستے میں

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَءَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ

حضرت سہل ابن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں نکلکر ایک ہزار آیت تلاوت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کو انبیاء صدیقین شہداء صالحین میں سے لکھ دے گا۔

فضیلت صبح وشام فی سبیل اللہ

عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِىُّ

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں ایک صبح یا ایک شام بہتر ہے اس تمام ملک سے جس پر دن طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے۔

فضیلت الغبار فی سبیل اللہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ

حضرت عبد الرحمٰن ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ

عنہُ قال قال رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم ما اغبرّت قدما عبدٍ فی سبیل اللہ فتمسّہ النّارُ رواہُ البخاری والنسائی والترمذی فی حدیثٍ مَن اغبرّت قدماہ فی سبیل اللہ فہو حرام علی النّارِ۔

عنہ سے روایت ہے کہ جو قدم اللہ کے راستے کے غبار سے آلودہ ہوں گے، اور جہنم کی آگ ہرگز نہیں جمع ہو سکتے اور وہ قدم جو خدا کے راستے میں گردآلود ہوئے وہ آگ پر حرام ہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال۔ قال رسولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلم لا یلجُ النّارَ رجلٌ بکیٰ مِن خشیۃِ اللہِ حتّٰی یعُودَ اللبن فی الضّرعِ وَ لا یجتمعُ غبارٌ فی سبیلِ اللہ ودُخانُ جہنّم (رواہُ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پا ہو یہاں تک کہ دودھ واپس تھنوں تک نہ چلا جائے اور کسی جسم پر غبار اللہ کے رستے کا اور جہنم کی آگ دونوں جمع نہیں ہونگے یعنی ایسا نہ ہوگا کہ اس کے جسم پر خدا کے راستے کی مٹی بھی ہو اور وہ جہنم میں بھی چلا جائے۔

عن ابی الدّرداء رضی اللہ عنہُ قال قال رسولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلم لا یجمعُ اللہُ عزّ وجلّ فی جوفِ عبدٍ غبارًا فی سبیل اللہ ودُخانُ جہنّم ومن اغبرّت قدماہ فی سبیلِ

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ کسی بندے کے اندر اللہ کے راستہ کا غبار اور جہنم کی آگ جمع نہیں فرمائیں گے۔ اور جس شخص کے قدم خدا کے راستے میں گردآلود ہوں تو خداوند

اللہ باعد اللہ منہ النار یوم القیمۃ مسیرۃ الف عام للراکب المستعجل۔ الحدیث (رواہ احمد)

کریم قیامت کے دن اس کو جہنم سے اتنی دور کر دیں گے جتنی دور ایک تیز رو گھوڑا ایک ہزار سال میں پہنچے۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرم اللہ سائر جسدہ علی النار (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کے قدم خدا کے راستہ میں گرد آلود ہوئے تو خداوند کریم اس کے تمام جسم پر آگ کو حرام کر دینگے۔

(وعید علی ترک الجہاد)

قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین۔

فرمایا۔ آپ کہہ دیجئے۔ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونیکا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں۔

اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصد تک نہیں پہنچاتا۔

قال تعالیٰ۔ قالت الاعراب آمنا الی قولہ تعالیٰ انما المؤمنون الذین

فرمایا۔ پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا

آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝

اور اپنے مال اور جان سے خدا کے راستے میں محنت اٹھائی یہ لوگ ہیں سچے ۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبایعتم بالعینۃ واخذتم اذناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجہاد سلط اللہ علیکم ذلا لا ینزعہ حتی ترجعوا الی دینکم

(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دھوکے کے ساتھ لین دین خرید و فروخت کرو اور بیلوں کی دموں کو پکڑ لو۔ اور کھیتی کرنے پر راضی ہو جاؤ اور خدا کے راستے میں جہاد کرنا چھوڑ دو تو اللہ جل شانہ تمہارے اوپر ذلت کو مسلط فرما دیں گے اور اس کو دور نہیں فرمائیں گے جب تک تم اپنے دین کی محنت کی طرف لوٹ کر نہ آؤ گے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من النفاق

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر اس دنیا سے گیا۔

عن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترک قوم الجہاد الا عمہم اللہ بالعذاب

(رواہ الطبرانی)

حضرت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم نے جہاد کو نہیں چھوڑا مگر اللہ تعالیٰ نے عمومیت سے ان کو عذاب میں مبتلا کیا

حضرت مولانا الشاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا امر بالمعروف اور دینی محنت پر ایک اہم خطاب

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۔

یہ ایک آیت ہے جس میں حضورؐ کے صفات جمع کئے گئے ہیں ان کی تفصیل بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ مقصد رسالت ختم نہیں ہو گیا۔ وہ ابھی تک اسی طرح باقی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا حضورؐ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی جن کا اتباع انبیاء علیہم السلام پر ہوا ہے اگر وہ بھی آ جاویں تو ان کو میری اتباع کے سوا چارہ نہیں کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی شرح حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بقائے اسلام امر بالمعروف ہی سے ہو سکتا ہے جبکہ اس امت کی خصوصیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور امر بالمعروف جو چھٹا ہے وہ کچھ اصول چاہتا ہے ان کے موافق کام کرنے سے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں شامل ہیں۔ اس علم کی وجہ سے چالیس حدیثیں پہنچانے کی وجہ سے وہ اس اجر کے مستحق ہوں گے۔ اس کا ترک ہو جانا اور اس کا ختم ہو جانا قیامت کا لانے والا ہے۔ اسے آپ صاحبان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپ اس کے اہل ہیں اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ امر بالمعروف چھوٹ جائے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ مسلمان ہوں گے فرمایا ہاں، اس کے کہنے والوں کو برا کہا جاوے گا۔ نفس کو اگر کام میں نہیں لاؤ گے تو شیطان اس کو اپنی طرف لائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (الحدیث) جب تک جہاد ہمارے لئے فرض ہو تو کیا اس کے نیچے کی چیزیں فرض نہ ہوں گی۔ کاش ہم اپنی ذمہ داری کو

محسوس کریں میں جماعت کو اس وجہ سے کہتا ہوں کہ امر بالمعروف کا اس درجہ استخفاف ہو چکا کہ یہ آوازیں کس قدر زور سے اُٹھ رہی ہیں۔ کہ جب تک علماء کا گروہ ختم نہیں ہو جائے گا ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آواز جو بلند ہو رہی ہے کیا اس کی واقعیت کے منتظر ہو۔ میں ایک چیز کو عمل میں آجانے کے بعد پیش کر رہا ہوں کہ اگر اب بھی اس سے اعراض کیا گیا تو بڑی ہی کوتاہی اور محرومی کی بات ہے۔

امر بالمعروف کا بیان

قال تعالیٰ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

فرمایا اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کو کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

وقال تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (الآیۃ)

فرمایا تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

وَقَالَ تعالیٰ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

فرمایا۔ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

وقال تعالیٰ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ

فرمایا۔ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی۔ داؤد اور عیسیٰ ابن مریم

دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَالِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔

کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو برا کام انھوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے وہ واقعی ان کا فعل بیشک برا تھا۔

عَنْ ابی سعید الخدری رَضِی اللہ عنہُ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ ذَالِکَ اضعف الایمانِ۔

(رواہ مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو تم میں سے کوئی کسی برائی کو دیکھے تو چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دفع کر دے اور اگر اس کی استطاعت نہ رکھے تو زبان سے دفع کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو دل سے دفع کرے۔ یعنی دل سے برا جانے۔ یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

عن اُسامۃ بن زید رضی اللہ عنہُ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہُ علیہ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ القیٰمۃِ فیلقی فی النارِ فتندلق اقتابہ فِی النَّارِ فیطحن فیہا کطحن الحمارِ برحاہ فیجتمع اہل النّار علیہ فیقولونَ ای فلانِ

حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص قیامت کے دن لایا جائے گا پھر اسکو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جس کی وجہ سے اس کی تمام انتڑیاں پیٹ سے نکل پڑیں گی یہ شخص اپنی انتڑیوں کے ارد گرد اس طرح پھرے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد چکر لگاتا ہے دوزخی لوگ اس کے پاس جمع ہوکر اس کو کہیں گے

ما شانك الیس کنت تامرنا بالمعروف وتنهانا عن المنكر قال کنت آمرکم بالمعروف ولا آتیه وانهاکم عن المنكر وآتیه (متفق علیه)

آپ یہاں کیسے آپ تو ہم کو نیکی کا حکم فرمایا کرتے تھے اور برائی سے روکتے تھے۔ یہ جواب دے گا کہ میں تم کو نیکی کا حکم کرتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا اور خود اس برائی کو کرتا تھا۔

عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم اللہ منه بعقاب قبل ان یموتوا (رواہ ابوداؤد وابن ماجة)

حضرت جریر ابن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جو آدمی بھی کسی قوم میں رہتا ہو اور معاصی میں مبتلا رہتا ہو اور وہ لوگ اس کو روک سکتے ہوں اور پھر وہ نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان کے مرنے سے قبل ان کو عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔

خطاب عالم بے عمل

عن انس رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال رأیت لیلة اسری بی رجالا تقرض شفاههم بمقاریض من نار قلت من هؤلاء یا جبرئیل قال هؤلاء خطباء من امتك یامرون الناس بالبر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبرئیل نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے واعظ لوگ ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے

وينسون انفسهم - وفي رواية
قال خطباء من امتك الذين
يقولون ما لا يفعلون ويقرءون
كتاب الله ولا يعملون ه رواه في
شرح السنة والبيهقي في شعب الايمان۔

تھے اور اپنے آپ کو بھلا دیتے تھے۔
دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیل
نے فرمایا کہ یہ آپ کی امت کے علماء ہیں جو
کہتے تھے کرتے نہ تھے اور کلام پاک پڑھتے
تھے اور عمل نہیں کرتے تھے۔

عن عمار بن ياسر رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم انزلت المائدة من السماء
خبزا ولحما وامروا ان لا يخونوا
ولا يدخروا لغد فخانوا وا
ادخروا ورفعوا لغد فمسخوا
قردة وخنازير
(رواه الترمذي)

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے دستر خوان اتارا گیا
گوشت اور روٹیاں، اور ان کو حکم دیا گیا کہ نہ
خیانت کریں اور نہ کل کے لئے جمع کریں انھوں نے
خیانت کی اور کل کے لیے اٹھا بھی رکھا تو
وہ لوگ بندر اور سور کی شکلوں میں
تبدیل کر دیئے گئے

عالم کی ذمہ داری

عن علقمة بن سعيد بن عبد
الرحمن بن ابزى عن ابيه
عن جده قال خطب رسول
الله صلى الله عليه وسلم ذات
يوم فاثنى على طوائف من
المسلمين خيرا ثم قال ما بال

حضرت علقمہ بن سعد اپنے پردادا سے
روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک روز تقریر فرمائی اور مسلمانوں
کے چند قبائل کی تعریف فرمائی اور ذکر خیر کیا
پھر فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ اپنے پڑوسیوں
کو نہ سمجھاتے ہیں اور نہ ان کو تعلیم دیتے ہیں اور

اقوامٍ لا یفقہون جیرانہم ولا
یعلمونہم ولا یعظونہم ولا یأمرونہم
ولا ینہونہم وما بال اقوامٍ لا
یتعلمون من جیرانہم ولا یتفقہون
ولا یتعظون واللہ لیعلمن قوم
جیرانہم ویفقہونہم ویعظونہم
ویأمرونہم وینہونہم۔ و
لیتعلمن قوم من جیرانہم
ویتفقہون ویتعظون۔ او
لأعاجلنہم العقوبۃ ثم
نزل۔ فقال قوم من ترونہ
عنی بہؤلاء قال الاشعریین
ہم قوم فقہاء ولہم جیران
جفاۃ من اہل المیاہ والاعراب
فبلغ ذلک الاشعریین فاتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔ فقالوا یا رسول اللہ
ذکرت قوما بخیر وذکرتنا بشر
فما بالنا۔ فقال لیعلمن قوم جیرا
نہم ولیعظنہم ولیأمرنہم و
لینہونہم ولیتعلمن قوم من

نہ ان کو نصیحت کرتے ہیں اور نہ ان کو اچھی
باتوں کا حکم کرتے ہیں اور نہ بری باتوں سے
روکتے ہیں۔ پھر فرمایا خدا پاک کی قسم ضرور
بالضرور سکھائیں لوگ اپنے پڑوسیوں کو
اور ان کو سمجھائیں اور نصیحت کریں اور
اچھی باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں سے
روکیں اور لوگوں کو چاہئے کہ ضرور بالضرور
سیکھیں اپنے پڑوسیوں سے اور سمجھیں اور
نصیحت حاصل کریں ورنہ ضرور بالضرور
جلدی کروں گا ان کے لئے عذاب کی پھر
آپ نیچے تشریف لائے۔ تو کچھ لوگوں نے
کہا کہ تم لوگوں کا کیا خیال ہے آپ نے شاید
ان لوگوں کو مراد لیا ہے۔ یعنی قبیلہ اشعریین
مراد ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اشعریین وہ
دین کے جاننے والے سمجھدار لوگ ہیں اور ان کے
پڑوسی دیہات کے تندخو لوگ چشموں والے ہیں
(یعنی پانی کے چشموں کے نگران) تو یہ بات قبیلہ
اشعر کے لوگوں کو پہنچ گئی تو وہ آپ کے پاس
آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے
ایک قوم کا تو خیر کے ساتھ ذکر کیا اور ہمارا برائی
کے ساتھ ذکر کیا تو ہمارا کیا حال ہوگا۔

جیرانہم ویتعظون ویتفقہون اولاعا
جلنہم العقوبۃ فی الدنیا فقالوا یا
رسول اللہ انفطن غیرنا۔ فاعاد قولہ
علیہم فاعادوا قولہم۔ انفطن غیرنا
فقال ذالک ایضا فقالوا امہلنا سنۃ
فامہلہم سنۃ لیفقہوہم ویعلموہم
ہم ویعظوہم ثم قرء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الایۃ لعن
الذین کفروا من بنی اسرآءیل علی لسان
داؤد وعیسی ابن مریم الایۃ (رواہ الطبرانی)

تو آپ نے ارشاد فرمایا۔
ضرور بالضرور سکھائیں لوگ اپنے پڑوسیوں کو
اور ضرور بالضرور ان کو نصیحت کریں اور ضرور
بالضرور اچھی باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں
سے روکیں اور ضرور بالضرور لوگ اپنے
پڑوسیوں سے سیکھیں اور نصیحت حاصل
کریں اور دین کی سمجھ پیدا کریں ورنہ البتہ
جلدی دے گا ان کو عذاب دنیا میں تو ان
لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا ہم
اپنے غیروں کو سمجھاویں تو آپ نے پھر اپنی
بات دوہرائی اور فرمایا کہ تم پر ضروری ہے۔ پھر انھوں نے دوبارہ کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیا ہم اپنے غیروں کو سمجھادیں تو پھر آپ نے وہی کلمات ارشاد فرمائے۔ تو ان لوگوں
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو ایک سال کی مہلت دیں تو آپ نے
ایک سال کی مہلت عنایت فرمادی تاکہ وہ ان کو سمجھاویں اور سکھائیں اور نصیحت کریں
پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ترجمہ آیت
حضرت داؤد اور عیسی ابن مریم کی زبان پر بنی اسرائیل کے کفار لعنت کیے گئے۔

فائدہ: ملاحظہ فرمائیے کہ اس حدیث میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی شدید
پڑوسیوں کو تبلیغ نہ کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی دی ہے۔ ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ
پڑوسی کی دینی حالت چاہے کتنی ہی خراب ہو مگر ہم توجہ نہیں کرتے ہم کو خدا کے خوف
سے ڈرنا چاہئے۔ اور اپنے پڑوسیوں کی دینی حالت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور ان کو
دین سکھانا چاہئے۔

ملفوظ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

دین کی باتوں کو دنیا میں پھیلانے کو جزو زندگی بنالینا امت کے ہر فرد کا فرض ہے
میری زبان پر ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں کہ مدارس بیکار ہیں اس کا مطلب بھی میں ہی بیان کر سکتا
ہوں اس مبارک ماہ رمضان میں حق تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کو بہت کچھ دیا کرتے ہیں۔ آپ
دُعا فرمادیں کہ ہم کو بھی عنایت فرماویں ہمارے اصول ہی سے ہم کو پکڑ و ہم چند باتوں
کے علاوہ کسی اور چیز سے نہیں روکتے خواہ معروف ہوں یا منکر۔ جب یہ مسلم ہے کہ دنیا کا
کوئی کام بغیر سیکھے نہیں آتا تو بھائی دین بغیر سیکھے کیسے آجائے گا۔ میری رائے یہ ہے
کہ لوگ اسے ضرور سمجھیں اور ضرور حاصل کریں۔ جلوت اتنی ہی ہونی چاہیے جس قدر
محنت کرتا ہو اتنا ہی آرام بھی ضروری ہے۔ جلوت سے کدورت پیدا ہوتی ہے اور
خلوت اس کا بدل ہو گی اور اس کدورت کی جلا کرے گی۔

خیر خواہی مسلم

قال تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقویٰ
وقال تعالیٰ والعصر ان الانسان
لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا
الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا
بالصبر ۵

فرمایا۔ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے
کی اعانت کرتے رہو۔ فرمایا قسم ہے زمانہ کی
جس میں نفع ونقصان واقع ہوتا ہے کہ انسان
بوجہ تضیع عمر کے بڑے خسارے میں ہے کہ مگر
جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے
کام کئے کہ یہ کمال ہے اور ایک دوسرے کو
اعتقاد حق پر قائم رہنے کی فہمائش کرتے رہے اور
ایک دوسرے کو اعمال کی پابندی کی فہمائش کرتے رہے

ع حضرت مولانا محمد الیاسؒ

قال الامام الشافعی رحمۃ اللہ کلاما معناہ ان الناس او اکثرھم فی غفلۃ عن تدبر ھذہ السورۃ عن ابی مسعود عقبۃ بن عمرو الانصاری البدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ (رواہ مسلم)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگ اس سورۃ کے معنی کے سمجھنے سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی خیر کی طرف کسی کو رہبری کرے گا تو اس کو بھی کرنے والے کے برابر ثواب ہو گا۔

عن ابی رقیۃ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم (رواہ مسلم)

حضرت ابو رقیہ تمیم ابن اوس داری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین نصیحت اور غمخواری کا نام ہے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کس کے لئے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے اس کی کتاب اور اس کے رسول کے لئے اور مسلم حکام کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے یعنی ہر ایک کو دعوت اور نصیحت کرنا ضروری ہے۔

عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والنصح لکل مسلم متفق علیہ

حضرت جریر ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے نماز پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤمن
احدکم حتی یحب لاخیہ
ما یحب لنفسہ
(متفق علیہ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے
کوئی سچا اور کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک
اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے
جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

یوں تو ہر زمانہ میں دینی کام کرنے والوں کو ہر قسم کی تکالیف و رکاوٹوں کا سامنا
کرنا پڑا لیکن جتنا قرب قیامت آتا جا رہا ہے اسی قدر فتنے نئے انداز میں رونما ہو رہے
ہیں چنانچہ اس دور میں مسلمانوں کی کچھ حالت نہایت عجیب انداز میں ظاہر ہو رہی ہے کہ
باوجود ایک کلمہ گو ہونے کے دین کے تحفظ اور بقا کے لیے پورے اتحاد و اتفاق کے
ساتھ اور ذاتی اور شخصی اور فروعی مسائل کو نظر انداز کر کے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے
بالخصوص اس نازک دور میں مشترکہ طور پر جدوجہد میں مصروف ہو جاتے لیکن دیکھا یہ جا رہا
ہے کہ الٹی رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں پھر عملی جدوجہد میں تخلف کی بنا پر اپنے اندر سے
اتباع سنت بالکل کرنی نہیں کی باتیں دین میں دین سمجھ کر پیدا کر لی جاتی ہیں اور پھر نفس و
شیطان کی پرزور حمایت کر کے طرح طرح کی بدعات خرافات میں انہماک ہوتا جا رہا ہے
جس کے نتیجہ میں نہ اپنی زندگی ہی مطابق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ رہتی ہے اور
نہ ہی ان لوگوں کی جو ان کو مقتدا بنا کر بغیر سوچے سمجھے ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں دین
اور ایمان دونوں ہی خراب کر کے اپنی آخرت برباد کر دیتے ہیں اور آخرۃ میں خدا کے
غضب کے مستحق اور جنت کی ابدی نعمتوں سے محرومی ہو جاتی ہے اللہ پاک تمام مسلمانوں کو کتاب اللہ
و سنت رسول اللہ کی اتباع کی پوری پوری توفیق عطا فرمائے اور شرک و کفر و بدعات
سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے آمین یا رب العالمین

اتباع سنّت

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل من ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جو منکر ہو گئے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ منکر کون ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے اطاعت نہ کی وہ منکر ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری امت کے اندر فساد ہونے کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

عن بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا سنتہ من سنتی قد امیتت

حضرت بلال ابن الحارث مزنی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری ایسی ایک سنت کو زندہ کرے کہ جو میرے بعد ختم کر دی گئی ہو تو اس کو بھی

بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیأ ومن ابتدع بدعة ضلالة لا یرضها الله ورسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ینقص من اوزارهم شیئاً (رواہ الترمذی)

اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس کے اوپر عمل کرنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا اور جو کوئی بری اور گمراہ کن بدعت پر چلے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو تو اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس کے اوپر عمل کرنے والوں کو اور ان لوگوں کے گناہ میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

عن عمر بن عوف رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین لیارز الی الحجاز کما تأرز الحیة الی جحرها ولیعقلن الدین من الحجاز معقل الاروية من رأس الجبل ان الدین بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی للغرباء وهم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی (رواہ الترمذی)

حضرت عمرو ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین حجاز کی طرف ایسا سمٹ جائیگا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ جاتا ہے۔

اور ضرور دین حجاز میں ایسا بندھ جائیگا جیسا کہ پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی سے یعنی قریب قیامت دین حجاز کی طرف چلا جائے گا اور باقی لوگوں سے دنیا میں ختم ہو جائے گی۔

بے شک دین ایک شے نادر ہی پیدا ہوا ہے اور آخر میں ایسا ہی نادر ہو جائے گا جیسا کہ پہلے تھا۔ پس خوش خبری ہے ان نادر کام کرنے والے لوگوں کے لئے اور وہ وہی لوگ ہیں جو میری ان سنتوں کی اصلاح کرتے ہیں جو میرے بعد لوگوں نے خراب کر دی ہیں

ترکِ سنت پر وعید

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ (رواہ البخاری و مسلم)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعتہ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن و رواہ ابن ماجة وابن ابی عاصم فی کتاب السنة من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ولفظہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعتہ رواہ ابن ماجة ایضا من حدیث حذیفة رضی اللہ عنہ ولفظہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صوما ولا صلوٰة ولا حجا ولا عمرة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمارے دین میں کوئی بات پیدا کرے گا جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو روک لیا ہے یعنی توبہ قبول نہیں بدعتی کی جب تک وہ اپنی بدعت کو نہ چھوڑ دے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی بدعتی کے اعمال حسنہ کے قبول فرمانے سے انکار کرتے ہیں جب تک وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے

ابن ماجہ میں حضرت حذیفہؓ والی روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز، حج، عمرہ، جہاد، فرائض، نوافل کسی چیز کو بھی قبول نہیں فرماتے وہ اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جس طرح کہ گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکال دیا جاتا ہے۔

ولا حج ولا عمرة ولا صرفا ولا عدلا یخرج
من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین۔

روی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ
عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان ابلیس قال اَھلکتُھُم بالذنوب
فاھلکونی بالاستغفار فلما رأیت
ذالک اھلکتھم بالاھواء فھم
یحسبون انھم مھتدون فلا یستغفرون
(رواہ ابن ابی عاصم وغیرہ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
ابلیس شیطان یہ کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو
گناہوں سے ہلاک کیا اور لوگوں نے مجھے
استغفار سے ہلاک کیا جب میں نے اس کو
دیکھا جیسا ہوا۔ تو میں نے ان کو خواہشات نفسانی
(بدعت وغیرہ میں) ڈال کر ہلاک کیا وہ سمجھتے
ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں چنانچہ نہیں ڈرتے اور
توبہ نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں ہم ہدایت پر ہیں۔

عن معاویة رضی اللہ عنہ قال قام فینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان
من کان قبلکم من اھل الکتاب افترقوا
علی ثنتین وسبعین ملة وان ھذہ
الامة ستفترق علی ثلاث وسبعین
ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی
الجنة وھی الجماعة رواہ احمد ابوداؤد
وزاد فی روایة سیخرج فی
امتی اقوام تتجاری بھم
الاھواء کما یتجاری الکلب

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے بنی
اسرائیل اہل کتاب تقسیم ہو گئے تھے ۷۲
فرقوں میں اور یہ امت عنقریب ۷۳ فرقوں
میں تقسیم ہو جائے گی جن میں سے ۷۲، تو جہنم
میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا
اور وہ فرقہ اہل سنت والجماعت کا ہوگا۔
اور فرمایا کہ میری امت میں کچھ قومیں ایسی
بھی پیدا ہوں گی جو خواہشات نفسانی
کے پیچھے ایسی لگی ہوں گی جیسے پاگل

بصاحبه لا يبقى منه عرق ولا مفصل الا دخله

عن العرباض بن سارية قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال رجل يا رسول الله كان هذه موعظة مودع فاوصنا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة ضلالة رواه احمد و ابوداؤد

کتے کے کاٹے ہوئے کی بیماری بیمار کے ہر رگ و جوڑ میں سرایت کر جاتی ہے۔

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اپنے چہرۂ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوئے پس نصیحت فرمائی کامل جس سے آنکھیں بہ پڑیں اور دل ڈر گئے ایک شخص بولا اے اللہ کے رسول گویا یہ نصیحت رخصت کرنیوالے کی پس نصیحت فرما دیں آپ نے فرمایا میں نصیحت کرتا ہوں اللہ کے تقوی کی اور سننے اور حکم بجا لانے کی یعنی سردار مسلمانوں کا اگرچہ غلام حبشی ہو اور جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا بہت سے اختلاف دیکھے گا پس لازم پکڑو میرے طریقہ اور طریقہ خلفاء راشدین کو اور اس کو تھام لو اور مضبوط پکڑے رہو اس کو اپنے دانتوں سے اور بچو نئی نئی باتوں سے بیشک ہر نئی بات بدعت ہے اور جو بدعت ہے گمراہی ہے۔

فرائض امیر و مامور

قال تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان کی جن کو تمہارے اوپر امیر مقرر کیا گیا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی۔

(متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ بخاری، مسلم

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ

(رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو چاہے تمہارے اوپر کسی حبشی غلام ہی کو کیوں نہ امیر بنایا جائے جس کا سر کشمش کی طرح چپکا ہوا ہو۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما احب وکرہ الا ان یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ مرد مسلم پر سننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے ان تمام چیزوں میں جن کو وہ پسند کرتا ہو اور جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ جب تک اس کو کسی معصیت کا حکم نہ کیا جائے اور اگر امیر معصیت

کا حکم کرے تو پھر نہ سننا ہے اور نہ اطاعت کرنا متفق علیہ۔

منصب امارت

امارت کا فریضہ بہت اہم ہے۔ واقعی یہ امارت اس حیثیت سے بہت ہی اہم ہے چونکہ کتنے مسلمانوں کی جان و مال و وقت کی امانت سپرد کی جاتی ہے اور امیر کے فیصلہ پر تمام ساتھیوں کو چلنا پڑتا ہے اطاعت کرنی ہوتی ہے۔ جب تک کہ امیر خدا کے حکم کے خلاف کوئی حکم نہ کرے امیر کیسی ہی شکل و صورت کا ہو تب بھی اس کی اطاعت مامورین پر لازم ہے۔ امیر کی اطاعت میں خدا و رسول کی اطاعت ثابت کی گئی ہے اور امیر کے خلاف میں خدا و رسول کا خلاف بتایا گیا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ کس قدر اطاعت امیر کی تاکید ہے کیوں نہ ہو جبکہ جماعت کی تنظیم و اوقات گذاری ان کی دینی تعلیم و تربیت۔ اعلاء کلمۃ اللہ۔ شب و روز کو صحیح دینی حدود میں گزروانا۔ ساتھیوں کی مزاج شناسی اور مزاج کے موافق ہر ایک سے کام لینا۔ صحابہ کرام رض نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضبوطی کے ساتھ معاہدہ کیا کہ جیسا احادیث سے ظاہر ہے۔

بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الیسر والعسر والمکرہ والمنشط۔ (مشکوٰۃ)

کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آسانی اور سختی پر اور ناگواری اور خوشی کے حالت پر۔

اور صحابہ کرام نے اطاعت امیر کر کے دکھلائی اور آنے والوں کے لئے نمونہ چھوڑ گئے۔ جب تک اس صفت پر امت میں عمل رہا تو امت چمکتی رہی اور ان حضرات کی روشنی میں دوسرے جہالت و ضلالت کی اندھیری میں پڑے ہوئے انسانوں نے روشنی لے کر سعادت دارین حاصل کی۔

امیر کے اوصاف

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ امیر کے اوصاف کیا ہیں
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

(۱) امیر سخاوت کرتا ہو۔ بغیر اسراف کے۔

(۲) نرمی کرتا ہو۔ بغیر ضعف کے

(۳) جمع کرتا ہو۔ بلا بخل کے

ساتھیوں کے مزاج کو پہچان کر ان کے راحت و آرام کا خیال کرے اور ہر ایک کام مشورہ سے کرے ان کے وقت کی قدر کرتے ہوئے ان کے وقت کو عبادات اور ذکر و نوافل میں گنے ذائے ان کی ضروریات کے لئے وقت دے سختی نہ کرے ایک مرشد کامل کی طرح ان کے وقت کی قدر کر کے انکی اصلاح میں کوشش کرے اور اپنے ساتھیوں سے حتی الوسع خدمت نہ لے بلکہ ان کی خدمت کرے۔ اور امارت میں چونکہ ایک خاص قسم کی بڑائی ہے پہلے آپ نے اسی کی تردید فرمائی۔ ارشاد فرمایا سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ یعنی آپ نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا بڑا ان کا خادم ہوتا ہے اب اس ارشاد عالی سے امیر کی حیثیت اپنے لئے خادم کی سی ہے نہ کہ مامورین کے لئے مامورین پر تو وہی باتیں لازم تھیں جو پہلے اطاعت امیر میں بیان ہو چکی اور اوصاف مامورین میں آرہی ہیں۔

مامورین کے اوصاف

امیر کا احترام اور عزت کریں۔ اس کی اطاعت کریں اور وقت کی قدر کریں اور امیر کی خدمت کریں اور آپس میں سب ساتھی ایک دوسرے کی خدمت کریں۔ بہر حال امیر کو اپنا مرشد اور شیخ سمجھ کر اطاعت میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ جنگ احد میں اطاعت امیر نہ کرنے سے بہت شدید نقصان ہوا۔

مشورہ

امیر جو کام بھی کرے بغیر مشورہ نہ کرے کیونکہ خدا و رسول کا فرمان یہی ہے اور مشورہ میں بڑی خیر ہے۔ (آیات)

قال تعالیٰ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ وقال تعالیٰ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔

اور اپنے ساتھیوں سے کام میں مشورہ کر لو اور صحابہ کرام کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔

حدیث

عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان أمراؤكم خياركم وأغنياؤكم سمحاءكم وامورکم شورىٰ بينكم فظهر الارض خير لكم من بطنها واذا كان امراؤكم شراركم واغنياءكم بخلاءكم وامورکم الىٰ نسائكم فبطن الارض خير لكم من ظهرها۔ (او كما قال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے امیر تمہارے بہتر لوگ ہوں اور تمہارے مالدار تمہارے سخی لوگ ہوں اور تمہارے کام آپس کے مشورے سے طے ہوں تو زمین کا ظاہری حصہ تمہارے لئے بہتر ہے اس کے باطنی حصے سے (یعنی زندگی بہتر ہے موت سے) اور جب تمہارے امیر تم میں کے برے لوگ ہوں اور تمہارے مالدار تمہارے بخیل لوگ ہوں اور تمہارے کام تمہاری عورتوں کے اوپر ہوں۔ یعنی ان سے تم مشورہ کر کے چلو تو زمین کا باطنی حصہ تمہارے لئے بہتر ہے ظاہری حصہ سے (یعنی موت بہتر ہے زندگی سے)

ان احکامات کے تحت امیر پر ضروری ہے کہ تمام ساتھیوں کو اکٹھا کرے اور کسی بھی امر میں مشورہ مطلوب ہو تو تمام جماعت والوں کی رائے جانے لیکر اس وقت کے حال کے مناسب جو ہو اللھم الھمنا مراشد امورنا واعذنا من شرور انفسنا - دعا پڑھ کر جو فیصلہ دل میں آوے من جانب اللہ جماعت کو سنا دے۔ تمام ساتھی اس پر عمل کریں چاہے رائے موافق ہو یا خلاف ہو۔ جب ساتھیوں سے رائے لی جاوے تو ہر ایک کو دعا مذکور پڑھ کر غور کر کے اخلاص سے رائے دیدینی چاہیئے اور یہ دل میں طے کرے کہ رائے تو میری یہ ہے باقی جو امیر فیصلہ کر دے عمل اس پر کروں گا۔

تجربہ

جماعتوں کے ساتھ سفر کرنے کی اللہ پاک نے سعادت نصیب فرمائی ہے تو بسا اوقات دیکھا ہے کہ جب مشورہ ہوتا ہے اور ہر ایک سے رائے لی جاتی ہے تو بعض ساتھی ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو کہ اصول مشورہ کے بالکل خلاف ہوتی ہیں اور کام کو مفید نہیں ہوتی۔ مثلاً بھائی جو سب کی رائے ہے ہم کیا امیر کے خلاف ہیں۔ جیسے سب کریں گے میں بھی کرونگا اس میں مشورہ کی کیا بات ہے۔ جب کام کرنا ہی ہے تو اس کا مشورہ ہی کیا ہے۔ ہم کس لائق ہیں مشورہ تو بڑے لوگوں سے لو۔ جب ہماری مانتے ہی نہیں تو ایسے مشورہ سے کیا فائدہ ہم تو نئے نئے ہیں پرانوں سے مشورہ لو۔ ہم تو مولوی نہیں ہیں مشورہ مولویوں سے لو الغرض اس قسم کے جملے زبان سے نکلتے ہیں جن سے کچھ فائدہ نہ اپنے کو ہوتا ہے نہ دوسروں کو۔ اگر واقعی میں سادگی سے کہہ دیا ہے۔ تب تو کسی درجہ قابل تحمل ہے اور اگر دوسری نوعیت سے کہا ہے تو ایک قسم کی دلی تفریق کا اظہار کیا ہے۔ جس کی صفائی بہت جلدی اور بہت ضروری ہے۔ مشورہ دینے والوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ دوسرے ساتھی کی رائے کی تردید یا تغلیط کر کے اپنی رائے نہ دیں۔ اگر خود مستقل

رائے سمجھ میں نہ آسکے تو دوسرے ساتھی کی رائے کی تائید کر سکتے ہیں۔ کوئی مضائقہ کی بات نہیں مشورے سے اجتماع پیدا ہوتا ہے اور اجتماعی عمل کے لئے اجتماع ہی کی زیادہ ضرورت ہے۔ رسول پاک ؐ نے ایسے مواقع پر اجتماع کا خاص خیال فرمایا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور یہ نصیحتیں فرمائیں۔

یسرا۔ ولا تعسرا۔ بشرا ولا تنفرا۔ اجتمعا ولا تختلفا (مشکوٰۃ)

آسانی کرنا سختی نہ کرنا خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا۔ اور مجتمع ہو کر رہنا مختلف نہ ہونا۔

نیز مشورہ میں ساتھیوں کا لحاظ ضروری ہے اور مشیرہ کا بھی ایک امیر متعین ہونا چاہیئے اگر مشورہ میں امیر نے کسی ساتھی کی رائے پر عمل نہ کیا تو اس کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس میں خیر سمجھنا چاہیئے اور اگر بعد میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو یہ نہ کہے کہ ہم تو پہلے ہی یہ کہہ رہے تھے اگر ہماری بات مانی جاتی تو یہ نہ ہوتا۔

اپنی بات کا تو اظہار بھی نہ کرے۔ مشورے کے بعد اور ہر مجلس کے ختم پر اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا موقع نہ ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ؕ

جماعت کی روانگی

جب جماعت بن کر اللہ پاک کی راہ میں اپنے دین سیکھنے اور دوسروں کو بھی دین سیکھنے پر متوجہ کرنے اور دنیا میں ایمان کی فضا قائم کرنے اور دین کے وقتی تقاضوں پر اپنی جان و مال جھونک دینے کے ارادے سے نکل پڑیں تو تمام ساتھی مل کر مشورے سے ایک اپنا امیر طے کر لیں۔ کیونکہ ارشاد گرامی ہے جب تم سفر کرو تو ایک کو امیر بنا لو۔

اور اس کی تاکید ہے۔

جب مشورے سے کسی ایک کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تو چاہے وہ عمر میں کم ہو رشتہ میں چھوٹا ہو علم میں کم ہو اب وہ جس اعتبار سے بھی چھوٹا ہو۔ مشورے سے امیر بنانے کے بعد اب وہ قابل اطاعت ہے۔ بڑا ہے اس کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ جب تک خدا کے حکم کے خلاف کوئی حکم نہ کرے۔ اس کی اطاعت میں خدا اور رسول کی اطاعت ہے

اب سفر شروع کرنے سے پہلے اجتماعی سفر کی دعا پڑھ لو۔ (سفر کی دعا)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ

اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے آپ راضی ہوں اے اللہ ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما دے اور اس کا راستہ جلدی طے کرا دے۔ اے اللہ تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے۔ اور ہمارے پیچھے گھر بار کا کارساز ہے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت سے اور بری حالت دیکھنے سے اور واپس ہو کر مال میں یا اولاد میں برائی دیکھنے سے اور بننے کے بعد بگڑنے سے اور مظلوم کی بد دعا سے۔

اللہ کے راستے میں نکل کر مندرجہ ذیل چار کاموں میں وقت گذارنا چاہیئے

۱- دعوت، ۲- تعلیم، ۳- ذکر، ۴- نماز،

مندرجہ ذیل چار کاموں میں وقت کم لگانا چاہیئے۔

۱- کھانے پینے میں۔ ۲ سونے میں۔ ۳- باتیں کرنے میں۔ ۴- پیشاب پاخانہ کرنے میں۔

مندرجہ ذیل چار کاموں کی مشق کرنی ہے۔

۱- اپنی خدمت، ۲ ساتھیوں کی خدمت، ۳- امیر کی خدمت، ۴ مخلوق خدا کی خدمت

مندرجہ ذیل چار کاموں سے بالکل بچنا ہے۔

۱- اشراف، ۲- سوال، ۳- اسراف، ۴- بے اجازت استعمال۔

(۱) اشراف:- یعنی دل میں کبھی یہ بات پیدا نہ ہو کہ کوئی بھی آدمی ہمارا کسی قسم کا اعزاز و اکرام کرے۔

(۲) سوال:- یعنی اپنی ضروریات کے لئے کسی سے سوال نہ کرے اور ضرورت کو دبائے اور اس پر قابو پانے کی کوشش کرے۔

(۳) اسراف:- یعنی فضول خرچی حد سے زیادہ تجاوز نہ کرے۔

(۴) یعنی اپنے ساتھیوں کی بستی والوں کی کوئی چیز بلا اجازت استعمال کرنے سے پرہیز کرے

اب مل کر چلو اگر پیدل سفر ہے تو دو دو کی جوڑی بنالو اور چلتے ہوئے کلمہ طیبہ کی تصحیح - ترجمہ- مفہوم و مطلب پر غور و فکر- اس تقسیم میں سب سے مقدم نماز، اور نماز میں مقدم قرآن اور قرآن میں سورۂ فاتحہ۔ اس کے بعد سورت دعا وغیرہ نماز کی ضروری چیزیں ہیں۔ چھ نمبروں کی یاد دہانی۔ ساتویں شرط ترک مالایعنیہ کا پرہیز کے طور پر پورے سفر میں دھیان رکھا جاوے۔ کیونکہ آدمی کے اسلام کی حسن و خوبی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ

بے مقصد باتوں کو ترک کر دے۔ حدیث میں ایک جگہ میدان جہاد میں شہید ہوتے مجاہد کے لئے ساتھیوں نے جنت کی خوشخبری سنائی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا پتہ کوئی لایعنی بات کی ہو۔ اس لئے بطور مشق اس عالی راستے میں خاص طور پر اور عام طور پر پوری زندگی میں اس کا دھیان رکھنا چاہیئے کہ کوئی بات بے مقصد زبان سے نہ نکل جاوے۔ اگر سفر گاڑی یا موٹر میں کرنا ہو تو پہلے ہی احتیاط سے روپے نکال کر کرایہ تمام ساتھیوں کا ایک جگہ جمع کر لیں۔ اور پہلے معلوم کر لیں کہ جہاں اترنا ہے وہاں کا ٹکٹ کیا ہے پھر پوری طرح گن کر روپے دیں اور وہیں ٹکٹ دینے والے کے سامنے گن کر ٹکٹ لیں بہت سی مرتبہ دھوکہ ہو نا رہتا ہے۔ اجنبی آدمی کے ذریعہ ہرگز ٹکٹ نہ خرید وائیں۔ رقم ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب ٹکٹ حاصل ہو جا دیں تو ہر ایک کو تقسیم کر کے ایک جگہ بیٹھنے کی سہولت سے کوشش کریں۔ جھگڑے فساد سے ہر طرح بچنے کی ہر اعتبار سے پوری کوشش کریں جب اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاویں تو ہر ایک ساتھی اپنا اپنا سامان بھی دیکھ لے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں جلدی میں رہ گیا ہو، جب گاڑی چل پڑے تو سواری کی دعا پڑھ لیں۔ دعا یہ ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

ہم خدا کی تعریف بیان کرتے ہیں جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کیا اور ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں۔

اس کے بعد تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر کہے اور پھر یہ پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

آواز سے پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ جس سے دوسری سواریاں بھی چونک جائیں یاد کرنے کے لئے تعلیمی حلقہ مناسب ہے اسی حلقہ میں تمام دعائیں یاد کرائی جاتی ہیں جس

کو انفرادی تعلیم کہتے ہیں

اب اترنے سے پہلے جتنا وقت ملے اس کو بھی اسی طرح کام میں لیں۔ جیسے پیدل سفر میں عرض کیا گیا۔ یا فضائل ذکر، فضائل نماز۔ فضائل قرآن میں سے کوئی ایک کتاب کی تعلیم کر لیں۔ حکایات صحابہ کا اہتمام نہ کریں۔ درمیان میں اگر کوئی غیر مسلم بیٹھا ہے اور آپ کی تعلیم کو غور سے سن رہا ہے اور کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے تو نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دینا چاہیئے۔ بحث و مناظرہ کی شکل اختیار نہ کرے اگر سمجھانے کی قوت نہ ہو تو کسی معتبر عالم کا پتہ دیدینا چاہیئے کہ جناب تفصیلی باتیں ان سے معلوم کر لیں۔ اگر محض اعتراض مقصود ہو تو سکوت و اعراض بہتر ہے۔ کیونکہ شریعت میں یہی تعلیم ہے۔ اعرض عن الجاهلين
یعنی جاہلوں سے اعراض کرو

گاڑی میں نماز کی ترتیب

گاڑی میں نماز کا وقت بھی آجاتا ہے۔ وقت ہوتے ہی وضو کر لینی چاہیئے اسٹیشن پر سے پانی حاصل کر لیں۔ یا گاڑی میں جو غسل خانے ہیں ان کا پانی پاک ہے اس سے وضو کر لیں۔ اگر خوب معلوم ہے کہ فلاں اسٹیشن پر گاڑی دس منٹ ٹھیرے گی تو پہلے سے تیاری کر کے نیچے اتر کے ایک اذان کہدے اور تکبیر کہہ کر قبلہ کا رُخ معلوم کر کے جماعت کر لیں اگر شرعی سفر کی مسافت ہے تو قصر پڑھیں ورنہ پوری پڑھیں۔ اذان اور جماعت کو زیادہ لمبا نہ کریں امام ایسے کو بنائیں جو سفر کے مسائل کو جانتا ہو۔ ورنہ بسا اوقات بہت نقصان ہو جاتا ہے۔ امام آنکھ بند کر کے مزے لے لے کر قرارت پڑھ رہا ہے گویا اپنے شہر کی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے۔ ریل گاڑی چھوٹ جاتی ہے۔ سامان ضائع ہو جاتا ہے۔ بعض ساتھی نماز توڑ توڑ کر گاڑی میں جلدی سے سوار ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جلدی میں ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوئے ان آنکھوں نے دیکھا ہے۔ غیر مسلم بھائی ہنستے رہتے ہیں کہ یہ کیسی نماز ہے۔ گاڑی کے

زیادہ نہ ٹھہرنے کا اندیشہ ہو تو گاڑی میں ہی ایک طرف جگہ بنا کر چاہے دو دو تین تین ہی جماعت کر لیں قبلہ رخ کرنا ضروری ہے۔ فرض اور واجب نمازیں ریل میں کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ پاک کپڑا بچھا کر نماز ادا کریں۔ نوافل اپنی اپنی جگہ پر ادا کریں چاہے بیٹھ کر ہی ہوں۔ گاڑی میں اگر پانی ختم ہو جائے۔ اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو گاڑی کی دیواروں پر جو گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔ وہ پاک ہے اس پر تیمم کر لیں اور نماز ادا کریں کسی حال میں قضا نہ کریں۔ اگر غسل کی حاجت ہو جائے تو زیادہ پانی غسل خانہ کا خراب نہ کریں اندر اسی میں غسل کر لیں ریل گاڑی میں سنت اور نفلوں کا اہتمام نہ کیا جائے اس سے سواریوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ بعض لوگ چلتی گاڑی میں کھڑکی کھول کر وضو فرماتے ہیں انتہائی خطرے کی بات ہے۔ جان تک ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ چلتی گاڑی میں پان کھانے والے حضرات کھڑکی سے منہ نکال کر تھوکتے ہیں جس سے سواریوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

البتہ موٹر میں بس اسٹینڈ پر ڈرائیور سے کہہ کر فوراً نماز ادا کرنے کی کوشش کریں اگر پہلے سے باوضو بیٹھے ہوں تو بہت آسانی ہوتی ہے ورنہ غفلت میں نمازیں قضا ہو جانے کا خطرہ ضرور رہتا ہے۔ امیر جماعت اور تمام ساتھی ان باتوں کا خاص دھیان رکھیں۔ بس میں اول تو بس اسٹینڈ پر اتر کر پڑھیں اور اگر قابو نہ پا سکیں تو قبلہ رخ بیٹھ کر نماز پڑھ لیں اگر قبلہ بدل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اب گاڑی سے اتر کر اپنا اپنا سامان دیکھ کر اور اطمینان کر کے پھر بستی میں داخل ہوں اکثر میں اکثر سامان ضائع ہو جاتا ہے۔ بستی میں داخل ہونے سے پہلے داخلہ کی دعا پڑھ لیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ	اے اللہ ہم سوال کرتے ہیں اس بستی کی بھلائی کا اور جو بھلائی اس بستی میں ہے اور پناہ چاہتے ہیں اس کی برائی سے اور جو برائی اس گاؤں میں ہے اور اے اللہ ہم کو بستی

آهْلِهَا إِلَيْنَا۔
والوں کے لئے محبوب بنادے اور بستی کے
اچھے لوگوں کو ہماری طرف محبوب فرمادے

خوب دعا کریں کہ اے اللہ پاک ہم جیسے ضعیف اور گنہگار اور یہ تیرا اتنا اونچا راستہ اور عالی عمل۔ بس ہمارے نفس کے شرور وفتن سے ہماری بھی حفاظت فرما اور ان بستی والوں کی بھی حفاظت فرما اور اس بستی میں جو شرور وفتن ہیں ان سے ہماری بھی حفاظت فرما اور اہل بستی کی حفاظت فرما۔ اور جو خیر تیرے علم میں تیرے فضل سے ہمارے اندر ہے اور وہ تمام بھلائیاں جو اس عالی عمل میں ہیں اس سے بھی ہم کو فیضیاب فرما اور اس بستی کے نیک لوگوں سے ہم کو محبت عطا فرما اور ہماری محبت بھی ان کے دلوں میں پیدا فرما۔ دعا کا جیسا موقع ہو ویسی کرے بلا وجہ تماشا بھی نہ بنانا چاہیے اور نہ ہی لاپرواہی ظاہر ہو بلکہ اگر اختصار کا موقع ہو تو دل متوجہ کرکے مختصر دعا کرے اگر کچھ طویل ہی کا موقع ہو تو بھی استحضار ضروری ہے اور طویل کرنے میں مضائقہ نہیں۔ بسا اوقات بلا وجہ جذبات سے بعض ساتھی بے قابو ہو کر کھو جاتے ہیں نتیجہ میں کبھی گاڑی یا بس نکل جاتی ہے۔ یا کبھی نماز خطرہ میں پڑ جاتی ہے کبھی قلی وغیرہ سامان لے کر کہیں سے کہیں نکل جاتے ہیں۔ جو کہ سبھی ساتھیوں کے لیے تشویش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ بہر حال اللہ کے راستے میں نہایت احتیاط اور حسن تدبیر سے کام لیں۔

پیدل جماعت

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔
مجاہدہ کی برکت سے ہدایت کے باب کھلیں گے اللہ کی طرف سے

خصوصاً پیدل کا سفر بڑے مجاہدہ والا ہوتا ہے۔ برکتیں بھی اس کی بہت زیادہ ہیں۔ چونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری مشابہت اور اتباع ہے

اس لئے جب اس کا موقع آجائے ہمت نہ ہارے انشاء اللہ اس سے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے) دین کی خاطر مشقتیں جھیلنے کا کمال پیدا ہوگا۔ کیا عجب ہے کہ مولائے کریم اس نقل کو محض اپنے لطف و کرم سے اصل بنا کر قبول و بار آور فرما دے اور یہی ذریعہ نجات بن جائے۔

ہمارے کہاں ایسے نصیب کہ اس راہ میں پیدل چلیں اور فاقے برداشت کریں یہ تو نبیوں کی وراثت ہے۔

اللہ کے رسول کو بھی دین زندہ کرنے کے لئے مشقتیں جھیلنی پڑیں تو اور کون ہے جو بلا مجاہدہ دین زندہ کر دے؟

"ان چند امور کا اہتمام کیا جائے"

(۱) جس وقت مناسب یا ضروری سمجھے ساتھیوں کو ضروریات کی اجازت دیتا رہے

(۲) پیدل کے سفر میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھا جائے کہ ساتھیوں کو دو دو کر کے تقسیم کر دیا جائے تاکہ جاننے والا نہ جاننے والے کو سکھاتا ہوا راستہ طے کرے مثلاً جو سورۂ فاتحہ جانتا ہو وہ نہ جاننے والے کو سکھاتا جائے۔

(۳) اسی ترتیب سے امیر اپنے ساتھیوں کی ترتیب دیدے۔ جوان اور طاقتور ساتھیوں کو پیچھے اور کمزور ساتھیوں کو آگے کر دیا جائے تاکہ ایک دوسرے کی رعایت اور خدمت ہو سکے اور ایک فضا بنی رہے۔

(۴) بستی میں داخل ہونے سے پہلے اپنے ساتھیوں کو فکر مند کر دیا جائے اور دعا کر کے داخل ہوں۔ اور راستے میں ملنے والوں سے اپنا کوئی ایک ساتھی سلام کرلے کافی ہے۔ اور مسجد کا راستہ معلوم کرلے۔

بستی میں داخلہ

الغرض دعا کرے نظر نیچی کئے ہوئے بستی میں داخل ہوں۔ راستہ میں جو ملے سلام سے ابتدا کریں۔ مصافحہ کریں جب مسجد میں داخل ہوں تو دایاں پیر پہلے داخل کریں اور داخلہ کی دعا کریں اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ۔ نفل اعتکاف کی دل میں نیت کر لیں زبان سے کہہ لیں نویت سنۃ الاعتکاف اعتکاف چونکہ عبادت ہے تو جب تک مسجد میں قیام رہے گا اعتکاف کی عبادت کا ثواب ملتا رہیگا اگر وضو نہ ہو تو وضو کر لیں وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھ لیں۔ کیونکہ حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نفل ادا نہ کر لے۔ اور اگر موقعہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضو بھی پڑھ لے۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں آسمانوں پر جب تشریف لے گئے اور جنت کی سیر کی تو دیکھا کہ آپ کے آگے آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتیوں کی کھٹا کھٹ کی آواز آرہی ہے۔ واپسی میں صبح کو آپ نے حضرت بلال رضؓ سے فرمایا کہ بلال تو کیا عمل کرتا ہے کیونکہ میں نے تمہیں جنت میں آگے آگے دیکھا ہے عرض کیا یا رسول اللہ جب بھی وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نفل نماز ادا کر لیتا ہوں۔ فرمایا ہاں اسی کی برکت سے یہ درجہ ملا ہے"۔ جب مسجد سے نکلنے کا موقعہ آئے تو بایاں پیر پہلے نکالنے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ

اس عمل سے فراغت کے بعد مل کر بیٹھ جاؤ اور کام کے بارے میں مشورہ کر لو کیا کرنا ہے: ہو سکتا ہے کہ ساتھی تھکے ہوئے ہوں۔ سونے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ یا بھوک کا غلبہ ہو۔ یا کسی دوسری حاجت کا تقاضا ہو۔ بہر حال طے ہو جائے کہ کیا کرنا ہے تاکہ ساتھی اسی کے مطابق عمل کریں خصوصی یا عمومی گشت کرنے سے پہلے اپنے کھانے کی

ترتیب انتظام کر لو۔ اس کا ہرگز ہرگز انتظار نہ کیا جائے کہ ہم کسی کے مہمان بنیں لوگ ہماری ضیافت کریں۔ اور اپنے ساتھ کم از کم دو تین وقت کے لئے آٹا دال نمک مرچ اور کچھ ضروری برتن ضرور ہونے چاہئیں تاکہ وقت پر پریشانی نہ ہو۔

جب آپ اللہ پاک کی راہ میں نکلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ اپنا روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو یہاں انتظار کے کیا معنی؟ اس قسم کی شکل و ہیئت کبھی نہ ہونی چاہیے جس سے سوال یا اشراف ظاہر ہو جائے بلکہ چار باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرے۔ سوال سے۔ اشراف سے۔ اسراف سے۔ بغیر اجازت کسی کی چیز کے استعمال سے۔ زبان سے مانگنے کو سوال کہتے ہیں۔ دل سے مانگنے کا خیال پیدا ہونے کو اشراف کہتے ہیں بلا ضرورت فضول خرچی کو اسراف کہتے ہیں۔ آپ چونکہ دین سیکھنے کی خاطر گھر چھوڑے ہوئے ہیں اس لئے جو کچھ بھی صرفہ ہو رہا ہو وہ سب اللہ کی راہ کا ہے۔ علم کے نمبر میں اس کے فضائل دیکھنے چاہیے۔ اور بالخصوص تبلیغ میں جو کہ فی زمانہ جہاد ہے۔ اس کے بڑے بڑے فضائل ہیں اس کے فضائل تفریغ اوقات اور نفر فی سبیل اللہ کے نمبر میں پڑھنے سے معلوم ہو جائیں گے۔ اپنے اوپر خرچ کرنا اور اپنے ضرورتمند ساتھیوں پر خرچ کرنا۔ لاکھوں گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ ہاں اگر کوئی صاحب اپنے شوق اور دینی محبت کے تقاضے پر کھانے کی دعوت دے تو اصولی بات یہ ہے کہ اگر اس کے یہاں کھانا دینی مصالح سے مفید ہے۔ اور اس عالی عمل میں کسی قدر حصہ لیتا ہو یا صرف تحسین کرنے کے درجہ میں بھی ہو تو اس کو عرض کر دیا جائے۔ گو مسلمان کا کھانا کھانا تو سنت ہے مگر ہم خود بھی کچھ انتظام کر رہے ہیں۔ ہم آپ کو تکلیف دینے نہیں آئے پھر بھی اصرار ہو تو مناسب یہ ہے کہ اگر آپ بھی اپنا کھانا لے آئیں اور سب شریک ہو کر یہیں کھا لیں تو بہت بہتر ہے۔ اور آخری درجہ میں گھر جا کر بھی کھانا کھایا جا سکتا ہے۔ بہر حال کھلانے والے کو دیکھنا ہے اگر اس کو دینی کام کرنے والوں سے بے

رغبت ہے اور اس کا کھانا اس کو دین والوں سے دوری کا ذریعہ ہے صرف یہ سمجھ کر کہ چند مسافر مسجد میں بھوکے پڑے ہیں اگر رات بھر بھوکے پڑے رہے تو خدا نخواستہ ہم پر کوئی وبال آجائے کیونکہ ہم مسجد کے پڑوسی ہیں یا اس قسم کا کوئی انداز ہو جائے کسی حکمت سے ٹال دینا اور تدبیر و اصرار سے اپنا انتظام کرنا ہی ضروری ہے۔ ہاں بلاوجہ انکار کرنا۔ کہ ہمارے اصول میں کسی کا کھانا قبول کرنا نہیں ہے یہ صحیح نہیں ہے جیسے بتلا دیا گیا ہے۔ اگر موقع ہو تو قبول کرنا چاہیے کھانے میں اسراف یعنی زیادتی تکلف یا اہتمام نہ کرنا چاہیے۔ جتنا کم خرچہ ہوگا اتنا ہی وقت میں اضافہ ہو سکے گا۔ حساب بھی آخرت میں کم ہوگا۔

دوسرے کے یہاں کھانے میں احتیاط کی جاوے کسی حال میں سنت سے نہ ہٹا جاوے کھانے سے پہلے امیر جماعت کھانے کے آداب بتلا دیوے۔ مثلاً کھانے کے اوّل و آخر دونوں ہاتھ دھونا۔ بسم اللہ پڑھنا۔ درمیان میں کبھی کبھی الحمد للہ کہنا اپنے سامنے سے کھانا۔ لقمہ چھوٹا لینا۔ اتنا چھوٹا بھی نہ ہو کہ تکلف بن جائے۔ چبا چبا کر کھانا۔ پیٹ کے تین حصے کرنا۔ ایک حصہ کھانے کو۔ ایک پانی کو۔ ایک سانس کو۔ بیٹھنے میں دونوں گھٹنے کھڑے رکھنا۔ یا ایک کھڑا کرنا۔ یا قعدہ کی حالت میں بیٹھنا بہر حال مسنون طریقہ کا خیال رکھا جاوے۔ آخر میں الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین اور دوسری دعائیں پڑھے۔ کھانے پر تقریر نہ ہونی چاہیے۔ میزبان اور اس کے گھر والے اس سے پریشان ہو جائیں گے۔ دعا آہستہ مانگیں کھانا خدا کی نعمت ہے اگر کسی وجہ سے طبیعت کھانے کو نہ چاہے تو کھانے کی برائی نہ کرے اور جو قوت کھانے سے پیدا ہوگی۔ اس قوت سے خدا کے کام کرنے کی نیت رکھے

جب کھانے کا خود ہی انتظام کرنا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمام ساتھی کھانا پکانے میں ہی مصروف ہو جائیں، اور اپنے اصل مقصد سے غافل ہو جائیں بلکہ مشورے

سے ایک دو ساتھی اس کام کو کر لیں باقی ساتھی اپنے مقصد میں مصروف رہیں باں ساتھی روزانہ بدلتے رہیں تاکہ ہر ایک ساتھی خدمت ——————— میں بھی شریک رہے اور دعوت و گشت و تعلیم سے بھی جو اصل مقصد ہے محرومی نہ رہے۔ مدینہ منورہ میں مہاجر و انصار مشترک کام کھیتی باڑی کا تجارت کا جو کام بھی کرتے تھے مل جل کر کرتے تھے باری باری خدمت اور اس میں حاضری دیگر اپنے دین کی ضروری تعلیمات کو حاصل کرتے تھے اسی طرح اپنی اپنی ترتیب سے سفر میں کام تقسیم کر لیتے تھے تاکہ اجتماعی نظم بھی باقی رہے اور خدمت کے ثواب میں بھی برابر شرکت رہے۔ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سفر میں بعض ضروری کام اپنے ذمہ لے لئے تھے۔ تو امیر کو بھی چاہیئے کہ ضرور کچھ خدمت اپنے ذمہ بھی لیوے خالی نہ رہے اور اسی قسم کی خدمت کو کم درجہ کی سمجھ کر ادائیگی حقوق و خدمت کے ثواب سے محروم نہ رہے اگرچہ اس کا فکر بہت عالی مقصد میں لگا رہتا ہے چونکہ جن حضرات کی زندگی نمونہ ہے ان حضرات نے تمام باتوں پر عمل کر کے بتایا ہے ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چل کر نفس کی اصلاح کرنی ہے اور اپنی آخرت کو سدھارنا ہے۔

اوقات کی تقسیم

اپنے فارغ شدہ اوقات کو چند کاموں میں گزارنا ہے۔ تعلیم۔ گشت۔ بیان نماز، ذکر، خدمت گذاری۔ تعلیم کی [۲] دو قسمیں ہیں عمومی اور خصوصی۔ تعلیم کے عمومی حلقہ میں فضائل کی تعلیم ہوتی ہے۔ کیونکہ فضائل سے عمل کی عظمت معلوم ہوتی ہے تو عمل کرنے کی خودبخود شوق و رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ فضائل میں چونکہ علماء کا زیادہ اختلاف نہیں ہوتا اور مسائل میں چونکہ اختلاف زیادہ ہے۔ اس لئے تعلیم کے عمومی حلقے میں مسائل کو ہرگز نہ چھیڑا جاوے کیونکہ مختلف مسلک

کے حضرات اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں اور اپنے اندر اعلاء کلمۃ اللہ کی مشق کرنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اور اپنی ذاتی بھی اصلاح کرتے ہیں تو عمومی حلقہ میں مختلف فیہ مسائل کا بیان انتشار کا ذریعہ ہو تا ہے حالانکہ اس عالی عمل کے ذریعہ تمام امت مسلمہ کو اختلافات سے نکال کر ایک مضبوط اجتماع پیدا کرنا ہے۔ تاکہ دین اپنے اس نہج اور شکل پر آجاوے جس شکل میں جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے حوالہ کیا تھا۔ بصورت امانت چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے تھے اور اللہ پاک سے جا ملے

علما کا حلقہ تعلیم

حلقہ تعلیم دو طرح پر ہوتے ہیں۔ اگر اہل علم عربی داں حضرات کئی ایک ہوں تو عربی کی کتاب مثلاً حیاۃ الصحابہ۔ ریاض الصالحین۔ مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان۔ کتاب العلم کتاب الجہاد۔ کتاب الفتن باب امر بالمعروف نہی عن المنکر سے تعلیم ہونی چاہیئے۔ اور یہ بصورت مذاکرہ ہے۔ بصورت درس نہ ہو۔ طالب علمانہ سوال و جواب انداز نہ ہو۔ بلکہ جس کو جو تحقیق ہو اساتذہ کرام سے۔ جو شرح سنی ہو اور خوب یاد ہو۔ ضرور بتلا دیوے اور ترجمہ کر دے۔ ایک دوسرے پر رد نہ کرے۔ دوسرا حلقہ اردو داں حضرات کا ہو تو اس کی ترتیب یہ ہے ایک امیر حلقہ تعلیم بنالیں۔ اگر مختلف لوگ شریک ہو گئے ہوں اور ایک ہی جماعت ہے تو سابق امیر ہی کافی ہے۔ دوسرا بنانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد آداب اور موضوع بیان کیا جاوے۔

(آداب حلقہ اور موضوع تعلیم)

آداب میں سے یہ ہے کہ نہایت ادب و وقار کے ساتھ جیسے قعدہ میں بیٹھتے ہیں بیٹھا جاوے اور اللہ و رسول کی عظمت کا دھیان رکھتے ہوئے ان کے کلام کو

سنا اور سنایا جاوے یعنی صاحب کلام کی نسبت سے کلام کو سننا۔ سنانے والے کو محض ذریعہ سمجھنا اور صفت استحسان پیدا کرنا۔ یعنی صحیح ایمان و عمل پر جو وعدے کئے گئے ہیں اور ان کے ترک یا خرابی پر جو وعیدیں ہیں ان کا یقین دل میں جمایا جاوے۔

(اور موضوع یہ ہے)

تعلیم کا وہ طرز اختیار کرنا کہ جس کے ذریعہ سے ہر خاص و عام اپنی ضروریات کے مطابق دین کی اہم اور ضروری باتوں کو حاصل کر سکیں جیسے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں صحابہ کرام صفہ پر بیٹھ کر یا مسجد نبوی میں یا اسفار میں حاصل کر لیا کرتے تھے اور فضائل کے ذریعہ شوق و رغبت پیدا کر کے مسائل تک پہونچ کر علم و عمل میں جوڑ پیدا کرنا اور دوسروں تک پہنچانے کی محنت و کوشش میں اپنے کو شریک کرنا۔

(عمومی حلقہ)

عمومی حلقہ تعلیم میں اول سورۂ فاتحہ سے شروع کرائی جاوے پھر ایک دو سورتیں دعائے قنوت التحیات وغیرہ کی کچھ دیر مشق و اصلاح کر کے دو دو تین تین کے چھوٹے حلقے بنا کر امیر اپنی بصیرت سے جس ساتھی کے جو چیز یاد نہیں ہے اور جس کے یاد ہے آپس میں جوڑ لگا کر یاد کرانے میں محبت و شفقت کے ساتھ کچھ وقت لگا دیں۔ پھر اجتماعی حلقہ بنا کر فضائل کی تعلیم کسی کتاب سے کرائی جاوے اس کام کے پرانے کام کرنے والوں کو دونوں طرح سے دیکھا ہے یعنی کبھی فضائل پہلے سنا دے اور انفرادی قرآن پاک و دعاؤں کی مشق و اصلاح پیچھے کرائی گئی اور کبھی مشق و اصلاح پہلے اور فضائل پیچھے۔

اگر کوئی ساتھی غلط پڑھتا ہے یا بالکل یاد ہی نہیں ہے تو ہر ساتھی کو اصلاح اور پر زور تنبیہ نہ کرنی چاہیئے بلکہ امیر کا حق ہے کہ وہ نہایت سنجیدگی و اکرام و محبت

کے ساتھ سمجھا دے، بتا دے اور یاد کرا دے اور استادانہ تنبیہ کا رنگ یا توہین کا ڈھنگ ہرگز اختیار نہ کرے کیونکہ ایسا طرز جوڑ کا ذریعہ نہیں بنتا اگر اس کی طبیعت کا رخ غلط پڑ گیا تو وہ اپنی کم فہمی کے باعث ٹوٹ جاتا ہے، اور جماعت سے دور ہو جاتا ہے اسلئے کہ زمین سے غفلت میں اور دنیا کی رغبت و محبت میں ایک زمانہ گذر گیا۔ قاعدہ ہے کہ جسکے ساتھ رات دن سابقہ پڑتا ہے اور جس کو بھی دیکھتا ہے اپنے اسی رنگ کا پاتا ہے پھر خود بھی اسی رنگ میں پختہ ہو جاتا ہے۔ اول تو اس آدمی کا ایسے حلقہ میں بیٹھنا خود ہی دشوار ہے کھانسنے منھ کارنے کے بہانہ سے جوتہ ہاتھ میں لئے ہوئے پہلے ہی کھسکنے کی کوشش کرتا ہے اگر کہیں حلقہ میں بیٹھ گیا تو ایسا نہ ہو کہ کہیں شرمندگی اٹھانی پڑ جائے حالانکہ اصل شرمندگی تو آخرت کی ہے جہاں پر شرمندگی کچھ فائدہ نہیں دے گی یومئذ یندم الانسان ولا ینفعہ الندم حالانکہ موقعہ غنیمت جان کر فوراً اعلان ہوتے ہی سارے کام پیچھے ڈال کر بیٹھ جانا چاہئے تھا المؤمن مراۃ المؤمن مومن تو دوسرے مومن کے لئے مانند آئینہ کے ہے دوسرے کو دیکھ کر فوراً اپنی اصلاح ہو جانی چاہئے بار بار ایسے مواقع ہاتھ نہیں آتے خوش نصیبی ہے۔ نعمت غیر مترقبہ ہے کہ بغیر ہماری طلب کے اللہ پاک نے ہماری اصلاح کے لئے ایک ایسی آسان صورت منفعت پیدا فرما دی فضائل سے چونکہ فوری جذبہ پیدا ہوتا ہے تو بسا اوقات دیکھا ہے کہ لوگ مسائل پوچھنے شروع کر دیتے ہیں۔ مسئلہ اگر مختلف فیہ نہیں ہے تو حلقہ سے فراغت کے بعد جو جماعت میں عالم ہے وہ اگر اس کو خوب یاد ہے تو بتا دے ورنہ اس کے یہاں کے معتبر عالم صاحب تحقیق کی رہبری کر دیں کہ وہاں جاکر تحقیق مسئلہ کر لیں ہر ایک کو مفتی بننے کی حاجت نہیں ایسے ہی بعض علاقوں میں دیکھا ہے کہ بعضے کام کرنے والے محض اپنے ذاتی جذبہ سے اپنے مسلک کی نماز کی ترتیب و ارکان و شرائط کے ساتھ عملی نماز ادا کرنے کا طریقہ

عام حلقہ میں بتانا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ تمام مذاہب اہل سنت والجماعت کے حق میں مطابق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے ہیں جو جس طرح عمل کر رہا ہے مقبول ہے۔ صرف اپنے طرز عمل کی دعوت دینا یعنی تعلیم دینا ذریعہ انتشار ہے اس لئے اس انداز سے عملی نمونہ پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دعوت دینا اجتماعی کام ہے۔ مل جل کر اتفاق سے دین کے احیاء کی اور اعلاء کلمۃ اللہ کی محنت اور جدوجہد اتفاقیہ مسائل ہی کے ذریعہ اتحاد عمل تک پہنچ سکتے ہیں۔

خصوصی تعلیم کا مطلب

خصوصی تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ اپنے معتبر علماء حق سے حلال و حرام اور دین کے ضروری مسائل جو اپنی زراعت تجارت ملازمت مزدوری آمد و خرچ سے تعلق رکھتے ہوں اور کلمہ نماز روزہ زکوٰۃ و صدقات حج و اخلاق و معاملات سے متعلق ہوں ان حضرات علماء کرام کی مجلس میں حاضری دیکر یا کسی معتبر مستند عالم کی کتاب سے معلوم کرتے رہنا ضروری ہے اور روزانہ سیکھنے میں برابر کوشاں رہے تاکہ عمل میں صحت پیدا ہو کر مقبول عند اللہ ہونے کی صفت پیدا ہو جاوے۔ اور آخرت میں سرخ روئی کا اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن جاوے۔

(بدلہ میں تبلیغ میں بھیجنا)

بعض مرتبہ انسان خود خدا کے راستے میں نہیں جا سکتا تو اگر سخت مجبوری ہے تو ایسے آدمی کو جس کے اندر اس عالی کام کا شوق ہو بھیجنے میں کچھ حرج نہیں ورنہ اصل یہ ہے کہ انسان اپنے جان اور مال کے ساتھ اللہ کے راستہ میں نکلے بدلہ میں تبلیغ بہت سی نزاکتیں لئے ہوئے ہے۔ البتہ ہمیشہ مطلوب مگر ایسے موقعہ

پر فرض کا درجہ اختیار کر لیتی ہے جتنے پیسے اُسے سفر خرچ کے لئے دیئے گئے ہیں انہیں احتیاط کے ساتھ اسی کام میں خرچ کر ڈالے اور کوئی گھر کا سامان یا تعیش کے اسباب کی طرف نہ جھکے ورنہ پیسہ بھی ضائع ہوگا اور وقت بھی۔

(چندہ برائے تبلیغ)

یہ اصل ہے کہ خدا کے راستہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلنا چاہئے تو پھر چندہ یا زر اندوزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر بعض لوگ غلط قسم کے ہوتے ہیں جو تبلیغ کو بدنام کرتے ہیں اور چندہ یا سوال کرتے ہیں تو اس بات کو بخوبی دھیان رکھنا چاہئے کہ کسی ایسے سائل کو ہرگز درست نہ سمجھیں وہ از حد غلطی کر رہا ہے اور اس کو سمجھانا چاہیئے۔

تعلیمی گشت

جس وقت تعلیم کا حلقہ شروع کیا جاوے تو اس وقت دو تین ساتھیوں کو امیر مشورے سے جماعت بنا کر مسجد کے ماحول میں روانہ کر دیں اور یہ جماعت لوگوں کو متوجہ

کرنے کی پوری کوشش کرے کہ مسجد میں تعلیم ہو رہی ہے

عن ابی هریرةؓ انه مر بسوق المدینة
فوقف علیها فقال یا اهل السوق
ما اعجزکم قالوا وما ذاك یا ابا هریرة
فقال ذاك میراث رسول الله صلی
الله علیه وسلم یقسم وانتم
ههنا الا تذهبون فتأخذون
نصیبکم منه قالوا واین هو قال هو
فی المسجد فخرجوا سراعا ووقف
ابو هریرة لهم حتی رجعوا فقال
لهم ما لکم فقالوا یا ابا هریرة قد اتینا
المسجد فدخلنا فیه فلم نر فیه شیئا
یقسم فقال لهم ابو هریرة وما رأیتم
فی المسجد احدا قالوا بلی رأینا
قوما یصلون وقوما یقرؤن القرآن
وقوما یتذاکرون الحلال والحرام
فقال لهم ابو هریرة ویحکم
فذلك میراث محمد صلی الله علیه
وسلم رواه الطبرانی فی الاوسط

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ان کا گذر بازار سے ہوا کھڑے ہو کر آپ نے
فرمایا کہ اے بازار والو تم کو کس چیز نے عاجز کر دیا
لوگوں نے کہا عاجزی کیا ہے جواب دیا حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی
ہے اور تم لوگ اس جگہ موجود ہو کیوں نہیں
جاتے تاکہ تم بھی اپنا حصہ پالیتے لوگوں نے
کہا کون سی جگہ میراث بٹ رہی ہے۔
فرمایا مسجد میں پس لوگ جلدی سے نکلے
اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انکی واپسی تک
وہیں کھڑے رہے۔ لوگوں نے کہا اے
ابوہریرہ ہم لوگ مسجد پہنچے اور مسجد میں
داخل ہوئے۔ کوئی چیز ہم نے بٹتی ہوئی نہیں
دیکھی۔ ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ تم لوگوں نے مسجد
میں کسی کو نہ دیکھا جواب دیا ضرور دیکھا کہ کچھ
لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور کچھ قرآن شریف
پڑھنے میں مشغول ہیں اور کچھ لوگ حرام حلال کا
مذاکرہ کر رہے ہیں۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا یہی تو میراث ہے
میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم ہو رہا ہے جو ہمارے مال و متاع

اور تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے اور فائدہ مند ہے تعلیم میں زیادہ سے زیادہ وقت لگانا چاہیئے دو تین گھنٹہ اگر لگ جائیں تو کیا ہی اچھی بات ہے۔ اس طرح بیٹھنے کی اس زمانہ میں عموماً عادت نہیں رہی ہے دشواری معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے حلقہ میں بیٹھ کر بعض لوگوں کو سونے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اگر جماعت کے ہی ساتھی ہوں تو ان کو تعلیم کے حلقہ سے پہلے ہی سونے کا موقعہ دیدیا جائے۔ تعلیم کے وقت کا سونا ایک قسم کی محرومی ہے۔ اس لئے کہ علم اللہ کا فضل اور نور ہے۔ ناقدروں کو نہیں دیا جاتا تعلیم کے وقت تسبیح بھی ہاتھ میں سے جیب میں رکھ لی جاوے اور بجائے ذکر لسانی کے ذکر قلبی ہو تو یہی بہتر ہے اور اس وقت کا ذکر بھی یہی ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو دھیان سے سنا جاوے تاکہ توجہ تامہ اور قلب کو یکسوئی تعلیم کے لیئے پر حاصل ہو جائے تعلیم سے فراغت کے بعد مقامی حضرات کو شریک کر کے یا کسی نماز کے بعد لوگوں کو ٹھیرا کر مشورہ کر لینا چاہیئے کہ گشت کس وقت مناسب ہے زیادہ سے زیادہ لوگ کس وقت شریک ہو سکتے ہیں ان کی رائے اور اپنی بصیرت اور تجربہ سے عمل کریں اور تعلیم ختم ہونے پر بستی والوں کی اگر ممکن ہو ہلکی سی تشکیل بھی ہو جائے۔

دعوتی گشت

دعوتی گشت کسی نماز سے پہلے ہونا چاہیئے فجر سے پہلے کہیں بھی مناسب نہیں ہے اگرچہ اہل بستی کتنا ہی شوق یا ترغیب دیں اور بعض مقامات پر ظہر سے پہلے مفید نہیں ہوتا۔ حالات دیکھ لینے چاہئیں۔ ہاں عصر۔ مغرب۔ عشاء سے قبل ہر جگہ مفید ثابت ہوئے ہیں اگرچہ مغرب کے بعد بیان کو وقت کم ملتا ہے الغرض جس وقت گشت طے ہو جاوے تو فوراً جماعت روانہ کر دی جاوے۔

گشت کے آداب و اصول

جس وقت گشت کو جماعت روانہ ہو تو اس سے پہلے چند ساتھی مسجد میں ضرور چھوڑ دیئے جاویں جو ذکر و دعا میں مشغول رہیں اور جن لوگوں کو ساتھی گشت میں سے لاتے رہیں گے ان کی وضو اور نماز کی ترتیب کی رہبری کریں گشت پورا ہونے تک آنے والے صاحبان کو مصروف رکھیں گشت میں چلنے سے پہلے امیر اجتماعی دعا کرادے ایک کو متکلم بنا دے اور ایک دو مقامی رہبر سمجھ دار ضرور ساتھ لے لیں۔ تمام ساتھی ذکر میں چوتھا کلمہ بھینی بھینی آواز سے پڑھیں

(کلمہ چہارم کی فضیلت)

عن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل السوق فقال لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ ومحی عنہ الف الف سیئۃ ورفع لہ الف الف درجۃ وبنیٰ لہ بیتا فی الجنۃ (مشکوٰۃ)

یعنی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہوا اور چوتھا کلمہ پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھتے ہیں اور دس لاکھ برائی مٹا دیتے ہیں۔ اور دس لاکھ درجہ بلند کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔

خود حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں مشرکین وکفار کے مکانوں پر گلی در گلی کوچہ بکوچہ۔ مکہ مکرمہ کے بازاروں میں یا طائف میں ان کے میلوں میں جو سالانہ بازار کے طور پر لگتے تھے جس میں دور دور کے شہر اور دیہات کے لوگ آتے تھے سب کو آپ خدا کی طرف بلانے کی محنت کرتے تھے چنانچہ البدایۃ والنہایۃ نے اس کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ مضمون

زیل ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

اے رسول پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تیرے اوپر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے پھر خدا کی رسالت کو نہیں پہنچایا اور آپ کی حفاظت خداوند کریم فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے اپنی محنت اور کوشش اپنی آخری حد تک ہر حال میں پہنچا دی چنانچہ لکھا ہے۔

وَالمقصود اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِستمرّ یَدعوا الی اللہ تعالیٰ لَیلاً وّ نَہاراً وَّ سِرّاً وَّ جَہراً لایصرفہ عن ذٰلک صارفٌ ولا یردّہ عن ذٰلک رادٌّ ولا یصدّہ عن ذٰلک صادٌّ یتبع الناسَ فی اندیتہم ومجامعہم ومحافلہم وفی المواسم ومواقف الحجّ یدعو من لقیہ من حرٍّ وعبدٍ وضعیفٍ وقویٍّ وغنیٍّ وفقیرٍ جمیع الخلق فی ذٰلک عندہٗ سواءٌ وتسلط علیہ وعلی

اور مقصود یہ ہے آپ ہمیشہ شب وروز ظاہری وباطنی طریقہ پر اللہ جل شانہٗ کی طرف دعوت دیتے تھے اور اس عمل سے آپکو کوئی پھیرنے والا نہ پھیر سکتا تھا اور نہ روکنے والا روک سکتا تھا۔ آپ لوگوں کی مجلسوں۔ مجموں۔ محفلوں اور موسم حج اور حج میں منیٰ وغیرہ ٹھہرنے کی جگہوں میں دعوت دیتے تھے۔ اور آپ ہر اس آدمی کو دعوت دیتے تھے جو آپ سے ملتا تھا چاہے آزاد ہو یا غلام ضعیف ہو یا قوی مالدار ہو یا تنگدست۔ تمام مخلوق اس حلہ میں آپ کے نزدیک یکساں تھی اور آپ پر اور آپ کے متبعین پر اور آپ کے کمزور ساتھیوں

من تبعه من احاد الناس من ضعفاء لهم الا شداء الا قوياء من مشرکی القریش بالاذیة القولیة والفعلیة وکان من اشد الناس علیہ عمہٗ ابو لهب وامرأتہٗ ام جمیل۔

پر مشرکین قریش میں سے قوی اور سخت لوگ مسلط کئے جاتے تھے جو آپ کو قولی اور فعلی تکالیف پہنچاتے تھے اور سب میں زیادہ تکلیف پہنچانے والا آپ کا چچا ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل تھی

اس گشت کے ذریعہ ہمیں رسول پاک کی محنت والی شکل تک پہنچا ہے۔ اور اسی کی مشابہت ہے دنیا کی زیب و زینت اور شان پر نظر پڑے تو حسرت اور للچائی نگاہ نہ پڑے بلکہ یہ دھیان کرے کہ یہ تمام شان و شوکت ختم ہونے والی ہے۔ یہ دنیا اصلی و حقیقی عیش کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ اصلی و حقیقی و دائمی ابدی عیش آخرت کے ہیں آپ کا ارشاد گرامی ہے اللھم لا عیش الا عیش الاٰخرۃ۔ صحیح معنی میں آخرت کے علاوہ کہیں اور عیش کی جگہ ہی نہیں۔ جس سے ملاقات ہو سلام کریں۔ مصافحہ کریں کیونکہ اسلام کا شعار ہے پھر ان سے مختصر سا تعارف اور اپنی آمد کا مقصد اور دنیا وی انہماک سے دین کا نقصان اور اس وقت دین کے احیاء کے لئے جدوجہد کی ضرورت حسب حال پیش کر کے مسجد میں ساتھ چلنے کی دعوت دیں کیوں کہ تفصیل سے بات وہاں کرنی ہے۔ ہاں اگر کسی نے وقتی نماز ابھی تک ادا نہیں کی ہے تو فوراً مسجد میں لے جانے کی کوشش کریں اور ایک ساتھی ساتھ کر دیں بڑی محبت سے باتیں کرتے کرتے مسجد میں ساتھیوں سے ملا دے بعضے غسل کا بہانہ کرتے ہیں یا بعضے کپڑوں کا عذر و بہانہ کرتے ہیں ان کو تو نہایت ہی محبت اور اٹکل کے ساتھ شیطان کے پنجے سے چھڑا کر مسجد میں لانا چاہئے۔ غسل کرانے کی کپڑوں کے بدلنے کی ترتیب دیدیا جاوے۔ بعضے تو اس بلا میں گرفتار ہی رہتے ہیں اور بعض محض بہانہ تراش کے ٹال دینا چاہتے ہیں۔ ہر طرح کا ساتھیوں کو اندازہ کر لینا چاہئے بعض جگہ بلکہ ہر بستی

میں کچھ ایسے بندے اللہ کے رہتے ہیں جن کو سوائے غلط حجت اور ضد کے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا وہاں سے اعراض کرکے آگے بڑھ جانا چاہئے۔

اگر کہیں موقع دیکھیں تو کلمہ طیبہ بھی سن لیا جاوے۔ ہر ایک سے کلمہ سننا ضروری نہیں ہے مسجد میں آنے کے بعد ہر چیز کی تصحیح ہو سکتی ہے اور آپ کے ذمہ تو صرف طلب پیدا کرنا ہے۔ ہاں اگر گشت میں زیادہ مجمع ہو جائے تو لوگوں کو ساتھیوں کی رہبری میں مسجد بھیجتے رہیں۔ گشت میں دس بارہ آدمی کافی ہیں۔ حالات وقتیہ کے تحت جتنے بھی کم ہوں ہو سکتے ہیں۔

(خاص ہدایت)

گشت میں کیسا ہی آدمی مل جاوے جس کی وضع قطع وصورت سے کسی طرح بظاہر اندازہ نہ ہو سکے کہ مسلمان ہے، لیکن وہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے تو ایسے شخص کو بہت زیادہ شفقت و محبت سے قریب کرنے کی کوشش کی جاوے کیونکہ ایسے شخص کے بارے میں حضرت مولانا الشاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس زمانے میں اس عالی عمل کے محرک ہیں جن پر اللہ پاک نے اپنے اسرار غیبی اس راہ کے بہت زیادہ منکشف و منشرح فرمائے ہیں (فرماتے ہیں) کہ یہ شخص ابھی تمہارا ہے اس شخص پر فسق و کفر کا فتویٰ لگا دینا کمال کی بات نہیں ہے وہ تمہارے کسی کے فتوے سے کافر و فاسق نہیں بنا۔ اگر ہے تو اپنے عمل سے خود ہے جو کچھ بھی ہے۔ ہمیں تو اس کے مومن بنانے میں کوشش کرنی ہے کیونکہ جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں کفر کے فتوے لگانے کے واسطے تشریف نہیں لائے بلکہ اہل کفر و شرک کو مومن بنانے کی محنت لے کر تشریف لائے۔ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے اور فرمایا کہ ایسی مثال سمجھو کہ ایک بچہ ماں باپ کی غفلت سے بستر پر پڑا ہوا ہے وہیں پیشاب کر رہا ہے وہیں پاخانہ کر رہا ہے اور تمام بدن اور کپڑے بستر وغیرہ سب ہی خراب

کر دیا ہے۔ جب ماں باپ دیکھتے ہیں تو کیا عمل کرتے ہیں کیا گھر سے نکال کر پھینک دیتے ہیں یا بڑی اچھی طرح بہت جلدی نہلاتے ہیں کپڑے بدلتے ہیں بستر صاف کرتے ہیں اور پھر محبت سے گلے لگاتے ہیں پیار کرتے ہیں چمکارتے ہیں کیونکہ اپنا ہے۔ بس یہی عمل ایسے موقع پر ہمارا رہنا چاہئے کیونکہ وہ جب تک اقراری ہے اپنا ہے اگر خدانخواستہ اتنے سے بھی انکار کر دیا تو آپ کیا کر سکتے ہیں اس لئے نرمی کو اختیار کیا جاوے۔ شدت و سختی کے لہجے سے احتراز کیا جاوے۔

(ضروری دھیان)

گشت کرتے کرتے اس کا بہت ضروری دھیان رکھا جاوے کہیں ایسا نہ ہو کہ اذان ہو چکی ہو اور جماعت کھڑی ہو جاوے۔ اور آپ گشت میں مصروف ہوں اذان سے قبل مسجد سے گشت کو نکلنا چاہئے اور جماعت سے اتنی پہلے لوٹ آنا چاہیئے کہ بآسانی وضو کر کے سنت پڑھ کر تکبیر اولیٰ کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائیں۔ جب ان باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تو اپنے لئے بھی جماعت کے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے جو نہ کام کے لئے مفید ہے اور نہ اپنے لئے بہتر ہے۔ لیکن اس جذبے میں بھول جاتے ہیں کہ بہت لوگ بے نمازی مل رہے ہیں اور گشت ابھی پورا نہیں ہوا جماعت دوسری کرینگے ایسی بھول ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ گشت کو ادھورا چھوڑ کر نماز با جماعت کے لئے آیا جا سکتا ہے۔ اور بعض بے نمازیوں کے لئے ہی گشت نہیں ہے بلکہ گشت کا موضوع یہ ہے۔

(گشت کا موضوع)

اللہ پاک کی راہ میں نکل کر دین کے احیاء کے لئے دعوت دینے کی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نفس پر مصیبت جھیلنے کی مشق ہو جائے۔ دین کی خاطر دوسروں کی تلخ اور ناز یبا باتیں برداشت کرنے کی عادت ہو جائے۔ غفلت دبے دنیا و بدترین

جگہوں میں پہنچ کر خدا کے ذکر کی اور دعوت الی الحق کی فضا بنائی جاوے۔ اور تمام جگہوں میں بازار تو ایسی ہی جگہ ہے بلکہ اب تو گھر بھی ریڈیو کی بدولت ایسے ہی بنتے جارہے ہیں اور شہر و دیہات تمام ایک ہی حال پر ہیں۔ زیادہ فرق نہیں ہے۔

(خصوصی گشت)

اس عمومی گشت سے پہلے ایک خصوصی گشت بھی بڑا مفید اور ضروری ہے دو تین ساتھی مل کر دعا کر کے امیر و متکلم طے کر کے روانہ ہوں۔ شہر اور بستی میں جو دین کے اعتبار سے بڑے ہیں۔ یا کسی خانقاہ یا مدرسہ یا مسجد سے متعلق ہوں۔ چونکہ یہ حضرات امت کی اصلاح و تعلیم میں بڑے خاص طریق سے مصروف ہیں۔ جس کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے اور آج کل تو بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔ پہلے سے کہیں زیادہ ان حضرات کی خدمت میں زیارت و ملاقات اور دعا کرانے کی غرض سے حاضری دی جاوے اگر یہ حضرات اپنی کرم فرمائی سے نوازیں اور موقع ہی دیدیا جاوے تو اپنی جماعت کا تعارف بھی کرا دیں اور کچھ احوال سفر بھی عرض خدمت کر دیں اور جو ہدایات فرما دیں زہے نصیب خوب دھیان و توجہ سے سنیں اور خدام سے یا ان کے ذاتی توجہات سے فائدہ اٹھانے کی کوئی اجتماعی صورت بن سکے تو عرض بھی کر دیں کہ آج فلاں مسجد میں فلاں وقت ایک اجتماع ہے آپ کے ارشاد گرامی اور زیارت و توجہ سے بہت ہی نفع کی شکل ہے اگر خوب خوشدلی اور بشاشت قلبی کے ساتھ آمادگی کا اظہار فرما دیں تو بہت اکرام و تعظیم سے لائیں ورنہ دعا لے کر رخصت ہو جاویں۔ ہاں خدام میں سے جو مل سکے ضرور ساتھ لاویں کیونکہ یہ حضرات بھی ذریعہ ہوتے ہیں ان کو بھی دین کی وقتی ضرورتیں ایمان و عمل کی کمزوریاں اور ہر شخص کو اپنی موت کے بعد زندگی کی تیاری کی ضرورت ہے۔ دنیا کے انہماک و اشتغال سے دین کا اس درجہ نقصان۔ جو ظاہر ہے۔ اور اس میں آپ حضرات کی کتنی کوشش و

محنت کی ضرورت ہے۔ کم از کم اتنی کہ جتنی مال و دولت کے کاموں کی ترقی کے لئے صرف ہو رہی ہے اہل شہر و بستی کے لوگ آپ صاحبان کے پیچھے ہیں کہا مانتے ہیں اگر آپ حضرات تھوڑی سی توجہ و ہمت فرمالیں تو یہ لوگ بھی دین پر آپ صاحبان کے پیچھے چل سکتے ہیں بہر حال جہاں تک ہو سکے انہیں اپنے اجتماع میں شریک کرنے کی پوری کوشش کریں اور ساتھی تمام ذکر و دعا میں مصروف رہیں کسی بھی گشت میں مصروف آدمی سے حالت اشتغال میں بات نہ کریں۔ مشغلے سے چند منٹ کے لئے فارغ کر کے بات کریں اگر وہ کسی وجہ سے فارغ نہ ہو سکے تو اس سے اس حال میں دعوت دینا مناسب نہیں اگر کوئی شخص کسی بھی گشت میں بحث کی طرف چل پڑے تو اس سے پہلے کہ انکار کرنے چھوڑ کر آگے بڑھ جانا چاہیئے۔ ان کے لئے دعا خیر کرنا چاہیئے۔ جب دونوں گشتوں سے فراغت پا کر لوگ مسجد میں جمع ہو جاویں۔ نماز کی تیاری کریں صف بنا کر بیٹھ جاویں۔ اول صف کا بہت ثواب ہے۔ اس لئے اس کی بھی کوشش کریں۔ ورنہ جہاں جگہ مل جاوے بیٹھ جاویں۔

اعلان و بیان

نماز سے پہلے مشورہ سے طے کر لیں کہ اعلان کون کرے گا اور بیان کون کریگا۔ اعلان میں صرف اتنا کافی ہے کہ محترم بزرگو اور دوستو! ایک جماعت فلاں فلاں جگہ سے آپ کے یہاں آئی ہے اور بعد فراغت نماز دین کی ضروری باتیں ہونگی آپ صاحبان کچھ وقت کی قربانی دیں اور برائے مہربانی تشریف رکھیں کسی چندے پیسے کا کوئی سوال نہیں ہو گا۔ اور نہ چندہ کرنا ہمارے اصول میں ہے۔

اب جماعت والوں کو نوافل چاہیے مؤخر کرنے پڑیں اور یا باری باری ترتیب سے پڑھنے پڑیں لوگوں کو ہر ممکن طریقے سے نرمی و محبت سے روکنے کی پوری کوشش کریں بیان کرنے والا بھی جلدی سے درمیان میں کھڑا ہو جاوے اور بیان شروع کر دے۔ جو

لوگ نماز سے فارغ ہوتے رہیں ان کو قریب قریب کرکے ملاکر بٹھلاتے رہیں کسی کے سامنے سے نہ گزریں اور نہ کسی کی نماز میں خلل واقع کریں۔ بیان کرنے والا ساتھی۔ بشروا ولا تنفروا کے تحت خوب جنت کی بشارت صحیح ایمان وعمل پر خدا کی راہ میں نکل کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جان و مال لگانے کی مشق پر جو اجور و انعامات ہیں خوب بیان کرے ترغیب کے ساتھ ترہیب بھی بیان کرے عمومی خطاب میں کچھ سختی ہو اور خصوصی خطاب میں نرمی کا پہلو غالب ہو۔ بیان کرنے والا اپنے کو بھی اول مخاطب سمجھے انفرادی قسم سے خطاب نہ ہو بلکہ ایک ایسا عام رُخ ہو جیسے احادیث مبارکہ میں ارشاد ہے۔

مابال اقوام کیا حال ہوا لوگوں کا۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ یا طوبیٰ لمن یعنی بشارت ہے خوشی ہے ان لوگوں کو جو ایسا ایسا اچھا عمل کرتے ہیں معروفات کا اس قدر تذکرہ ہو کہ منکرات سے خود طبیعت ہٹ جائے یا کبھی کبھی کسی منکر کو سمجھانے کے لئے یا چوکنا کرنے کے لئے بیان کردے تو کچھ مضائقہ نہیں اس درمیان میں باقی ساتھی ذکر قلبی و توجہ تام کے ساتھ سنتے رہیں بلکہ دل ہی دل میں دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ ہمارے ساتھی کی زبان سے حق بات کہلوا۔ اور تاثیر بھی عطا فرما۔ ہم کو اور تمام مجمع کو عمل کی توفیق عطا فرما درمیان سے لوگ اگر کھڑے ہونے لگیں تو ان کو بٹھانے کی سعی کرنی چاہیے اور بیان میں اتنا طول بھی نہ ہو کہ لوگ اکتا کر چلنا شروع کر دیں۔ درمیانی حسب حال ہو۔ خیر الامور اوسطہا وخیر الکلام ما قلّ ودلّ۔

درمیانی مختصر مدلل بات کرنا ہی بہتر ہے۔ بیان کرنے کے لئے کچھ مختصر نوٹ کتاب کے آخر میں درج ہیں انہیں دیکھ لیا جائے۔

(تشکیل کی ترتیب)

آخر میں تشکیل کی تمام ساتھی مل کر کوشش کریں۔ ایک ایک سے بات کریں۔ چلہ و تین چلہ کے لئے وقت فارغ کرنے کی اہمیت پیدا کریں اور کسی بھی صورت میں

جتنا ہوسکے وقت لے کر ایک جماعت تو نقد باہر کے لئے بنادیں اور نام لیتے وقت ہر ایک کا پتہ بھی معلوم کرلیں اور جس پرچہ پر نام لکھے ہیں مطمئن ہو کر خوش نہ ہو جائیں بلکہ رات کی تنہائی میں اللہ پاک سے خوب رو رو کر اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی استقامت کی دعا کریں۔ ان حضرات کی اس وقت ذکر و مسجد کی فضا میں قلب کی اور کیفیت تھی اب گھریلو مشاغل میں اختلاط کے بعد دوسری ہے، شیطان زندہ ہے وہ کب چاہتا ہے کہ کسی کو دین پر استقامت حاصل ہو جائے صبح کو بھی بعد فجر ضرور تمام نمازیوں کو روک کر کچھ دینی مذاکرہ چھ نمبروں کا بیان وغیرہ ہونا چاہیے اور بعد فراغت اشراق کے فوراً اس نقد جماعت کو نکالنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں ان کے اہل و عیال یا جو بھی اہل خانہ اللہ پاک کی راہ میں نکلنے سے رکاوٹ بنیں ان کو سمجھانے کی اور اعذار کو دور کرنے کی اور کاٹنے کی اپنی سی کوشش کریں۔ جتنے بھی نقد نکل سکیں سابقہ ہدایات کے مطابق امیر بنا کر شہر یا بستی سے باہر روانہ کردیں۔ بہتر اور ضروری یہ ہے کہ اس عمل کے اعتبار سے جو علاقے پرانے ہیں اول وہاں بھیجیں۔ مثلاً دہلی۔ نظام الدین، میوات میرٹھ۔ مظفر نگر۔ سہارنپور دوآبہ کا علاقہ۔ لکھنؤ بھوپال وغیرہ اور ایک جماعت مقامی کام کرنے والوں کی مع امیر کے تعین کے بنادی جاوے جو کہ اپنے مقام پر کام کرتی رہے مثلاً روزانہ کی تعلیم۔ ہفتہ میں دو گشت ایک اپنے محلے میں ایک دوسرے محلے میں۔ ہفتہ واری اجتماع کسی ایک مسجد میں اور وہیں شب گذاری۔ اگر ہو سکے تو کھانا بھی ساتھ لائیں اور ساتھ ملکر کھائیں تاکہ نئے حضرات کو فضا میں رہ کر کام سے انس و تعلق پیدا ہو جاوے اس اجتماع میں ہفتہ بھر کی کارگذاری سنادی جائے اور آئندہ کے لئے مشورہ کرلیں اور اعلان کردیں تاکہ آئندہ شرکت کرنے والوں کو سہولت ہو جائے اور اسی ہفتہ کی کارگذاری میں تین دن کی جماعت کئی ایک بنانے کی فکر رکھیں اور تین دن والی جماعت کئی ایک بھی مہینے میں روانہ کرنے کی ترتیب ہو سکتی ہے جب

تین دن کی جماعت باہر روانہ ہو جائے تو وہاں پر چلہ اور تین چلہ فارغ کرانے پر محنت کریں۔ اکثر ایسا دیکھا ہے کہ تین دن والے چلہ اور تین چلہ کو چلے جاتے ہیں اور واپسی پر ان کا بہت احسان مانتے ہیں۔ اللہ پاک نے ہر ایک میں مختلف صلاحیتیں رکھی ہیں اللہ پاک کی راہ میں نکل کر ہی اس کا تجربہ ہوتا ہے۔

گھروں میں کام

ہر مقامی کام کرنے والے اس کا بھی اہتمام کریں۔ کہ گھروں میں بھی تعلیم کا اس طرح انتظام ہو۔ سمجھ دار عورتیں اپنے پڑوس یا محلہ یا بستی کی عورتوں کو کسی پردہ کی جگہ میں جمع کر کے صحیح ایمان و عمل کی طرف متوجہ کریں۔ کلمہ نماز کی تصحیح کرائیں اچھے اخلاق پیدا کریں۔ موجودہ فیشن یا بد دینی کی فضا سے اپنے کو بچائیں۔ دین کے کاموں میں اپنے گھر کے مردوں کی مددگار بنیں۔ خدا کی راہ میں نکلنے سے رکاوٹ نہ بنیں، اپنی اولاد کو دین کی تعلیم و تربیت پر زور دیں۔ دعا کریں۔ اور پردہ کا بہت خیال رکھیں۔

مسجد کی تعلیم کے بعد اس بات کا بھی اہتمام کیا جائے۔ اپنی گھر کی عورتیں مثلاً والدہ بیوی بہن لڑکی جن عورتوں سے پردہ نہ ہو۔ ان کو بھی اسی طرح سے تعلیم کی شکل اختیار کرائی جائے۔ اس میں اپنے گھر کے بچوں کو بھی شریک کر لیا جائے تاکہ گھر کا ماحول اور فضا ایمان و نیک عمل کی طرف متوجہ ہو۔

ابتدائی بنیادی عقیدوں کی بھی مشق کرائی جائے۔ مثلاً آمنت باللہ یا کلمہ توحید وغیرہ اور الحمد شریف اور سورتوں کی بھی مشق کرائی جائے۔

مراسلات کارگذاری

کبھی کبھی اپنے قریب کے علاقہ میں کام کرنے والوں کو اپنی کارگذاری کے خطوط

لکھتے رہیں اور وہاں سے ان کی کارگزاری منگاتے رہیں۔ اور کبھی کبھی دہلی نظام الدین مسجد بنگلہ والی جہاں پر اس کام کے پرانے تجربہ کار (اللہ پاک نے ان کو بڑی صلاحیتوں سے نوازہ ہے اور اس دور میں خصوصاً دین کے لئے خوبصورت وقابہ ہیں اندہیں سے اس عالی عمل کا باغ پھلا پھولا ہے۔ اللہ پاک تاقیامت سرسبز وشاداب رکھے اور دین کو صحیح زندگی نصیب فرمائے۔ اور اس کے طفیل میں ہم گنہگاروں اور تمام ہی کام کرنے والوں کو دنیا وآخرت کی سرخروئی نصیب فرمائے) حضرات تشریف فرما ہیں ان حضرات کی خدمت میں خطوط کا سلسلہ لگا رہے اور یہاں کی ہدایات کے مطابق کام میں ترقی کرتے رہیں اور جب بھی موقعہ لگ جائے جتنا بھی وقت مل سکے۔ حضرت مرشدنا ومولانا الحاج الحافظ محمد یوسف صاحب دامت برکاتہ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس زمانہ میں انسانیت کے لئے واحد داعی ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ قیام کے زمانہ میں پوری توجہ فراغت تامہ کے ساتھ بات سنی جاوے انشاء اللہ دین کی بڑی راہیں کھلیں گی اور عمل کے لئے قوت اور کام کرنا آسان ہو جاوے گا۔ ایمان و یقین میں خاص تبدیلی اور عمل کے لئے قوت اور کام آسان ہو جائے گا۔ ایمان و یقین میں خاص تبدیلی اور لذت وکیفیت محسوس ہو گی جو شاید اس سے پہلے حاصل نہ ہوئی ہو۔ یک زمانہ صحبت با اولیا۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا کا یقینی مصداق ہیں اور بھی یہاں کے حضرات سے اصولی گفتگو۔ کچھ پرانے ابتدائی کام کے حالات معلوم کریں۔ جو انشاء اللہ اپنے علاقہ میں کام کو نہایت مفید ثابت ہونگے اور بھی مختلف ملکوں اور صوبوں کی علاقہ وار کارگذاری کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ کچھ ان کو پڑھ کر حوصلہ کام کرنے کا پیدا ہوگا۔

طریق کار

اس کام کی ساخت بہت زیادہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہت

رکھتی ہے جیسے اول اول۔ غریب لوگوں نے دین کو اپنایا پھر بڑے لوگ متوجہ ہوئے اس زمانہ میں بھی اس عمل کی یہی تاثیر ہے اس لئے کام کا میدان پہلے شہر کے پسماندہ طبقے کو بنایا جائے ان میں گشت و تعلیم کی جاوے انشاءاللہ بہت جلدی قبول کریں گے عوام غرباء کے دل میں نرمی ہوتی ہے۔ بار بار اس کا تجربہ ہوا ہے۔ ۵۸ء میں بندہ اور محترم مولوی محمد صدیق آماڑی اور بھی ساتھی تھے جدہ میں گشت میں ساحل پر گئے ایک جگہ کافی تعداد میں غریب مزدور طبقہ کام سے فارغ ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے اس سے باتیں کیں حدیث کا مذاکرہ ہوا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور کہا ہم کو تو یہاں کے امراء کلاب یعنی کتے کہتے ہیں قریب بھی نہیں بیٹھنے دیتے اور ایسی باتیں ہم کو کوئی نہیں بتاتا۔ پھر الحمدللہ تمام کے تمام نے وضو کیا اور وہیں مغرب کی نماز ادا کی بڑے طبقے کو قریب کرتے رہیں۔ اگرچہ دیر کریں گے۔ تدریجی طور پر تمام طبقات میں کام پھیلانے کی ترتیب دی جائے قلوب بدلنا اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔

اجتماعات اور مجالس

دعوت و تبلیغ میں اجتماعات اور خطبات اور تقریریں مقصد نہیں لیکن ان کی وجہ سے چونکہ دینی احول بنتا ہے اس وجہ سے اجتماعات کی طرف قدرے توجہ کرنی چاہیئے اور اجتماع میں چاہے کیسی ہی اچھی طرح تقریریں اور بیانات ہوں مگر جب تک اللہ کے راستہ کے اندر نکلنے والے لوگ نہ ہوں تو وہ اجتماع کامیاب نہیں اور اگر بغیر اجتماع کے لوگ نکل جائیں اور اللہ کے راستے میں قربانی کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو اجتماع کی ضرورت نہیں کیونکہ اجتماعات سے بھی یہی مقصد ہے۔ اور اگر اجتماع کیا جائے تو پہلے وہاں کے ذمہ دار نکلنے والے ہوں تو بہتر ہے ورنہ زیادہ سے زیادہ لوگ اللہ کے راستے میں نکلیں۔ تاکہ وہاں عوام پر اثر پڑے اور ماحول بنے۔ اس کے بعد وہاں کے کام کرنے والے

لوگ بجائے اس کے کہ انتظام بہتر ہو اور اپنی سعی ادھر لگائیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو خروج فی سبیل اللہ کی ترغیب دیں اور اس کے لئے جد و جہد اور محنت کریں۔ اور اجتماعات کے ایام کو ذکر و شغل تلاوت و تہجد کے اندر گذارنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اور لوگوں کے اوقات کو بھی اسی طرح مشغول رکھنے کا پروگرام اور نظام بنادیں۔

حدیث کے اندر آتا ہے کہ دنیا میں ذکر و تعلیم کی مجلس آسمان والوں کے لئے ایسی چمکتی ہے جیسا کہ دنیا والوں کے لئے آسمان کے ستارے۔ اس وجہ سے اجتماع کی جگہ بیڑی کوئی پی رہا ہے کوئی بات بھی کرلیتا ہے ایسا نہ ہونا چاہئیے۔ نیز اجتماع گاہ کے قریب دوکانیں نہ ہونی چاہئیں چونکہ لوگوں کا ہر وقت وہاں ہجوم ہوگا۔ اجتماع گاہ میں نماز باجماعت کا انتظام بھی ہونا چاہئیے اور مل مل کر بیٹھیں اور خوب بیان سنیں۔ پھر انشاء اللہ اجتماع کے فوائد اور اثرات بہت اچھے ہوں گے اور اجتماع مفید ترین ثابت ہوگا۔

نوافل واذکار

تبلیغی سفر میں اپنے رفقاء کی تقسیم اس طرح کرے کہ کوئی وقت بیکاری میں نہ گذرے۔ مثلاً دعوت دگشت۔ تعلیم، نماز۔ ان چاروں کے متعلق ان کی جگہ میں بہت کچھ بیان کیا جاچکا ہے پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ چار نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرے اشراق۔ چاشت۔ اوابین۔ تہجد۔ ان کی بڑی بڑی فضیلتیں احادیث میں وارد ہیں

(اشراق کی فضیلت)

عن ابی ھریرۃؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال	اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم تو دن کے پہلے حصہ میں میرے

يا ابن آدم صلّ لي اربع ركعاتٍ من اول النهار اكفك آخره

اے ابن آدم میرے لئے چار رکعت پڑھنے میں دن کے آخر تک تیری کفایت کروں گا۔

من قام اذا استقبلت الشمس فتوضأ فاحسن الوضوء ثم قام فصلّى ركعتين غفرت له خطاياه وكان كما ولدته امه (رواه)

جو شخص سورج نکلنے کے وقت وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

انّ في الجنة بابًا يقال له الضحى فاذا كان يوم القيمة نادى منادٍ اين الذين كانوا يداومون صلوة الضحى هذا بابكم فادخلوه برحمة الله (رواه)

اور جنت کے اندر ایک دروازہ ہے جس کا نام ہے (ضحیٰ) تو قیامت کے دن ایک منادی آواز لگائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں کہ جو (ضحیٰ) نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ یہ تمہارا دروازہ ہے اس میں اللہ کی رحمت سے داخل ہو جاؤ۔

اور بعض روایات میں یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اشراق کی دو رکعت پڑھی اور اسی دن موت آگئی تو جنت میں داخل ہو گا اور جو فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اور کوئی دنیا کی بات نہیں کی۔ اور وضو نہیں ٹوٹا تو نفلی حج و عمرہ کا پورا پورا ثواب ملے گا اور بدن کے ہر جوڑ کا صدقہ بھی اسی کو فرمایا ہے۔

(چاشت کی فضیلت)

حدیث شریف میں آیا ہے جو چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے ایک محل سونے کا جنت میں تیار فرمائے گا۔ جامع صغیر۔

دوسری روایت میں وارد ہے جس نے چار رکعت چاشت اور چار رکعت (سوائے سنت موکدہ) کے ظہر سے پہلے پڑھ لیں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنا دیا جائے گا۔ رواہ الطبرانی

(اوابین کی فضیلت)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد المغرب ستّ رکعات لم یتکلم فیما بینھن بسوءٍ عدلن لہ بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ (رواہ ابن ماجہ وابن خزیمہ فی صحیحہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھی اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی تو یہ چھ رکعت بارہ سال کی عبادت کے برابر ہیں

وروی عن عائشۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب کے بعد بیس رکعت پڑھیں تو خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

وفی روایۃ من صلی بعد المغرب ست رکعات غفرت لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر (رواہ الطبرانی)

اور ایک روایت ہے کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

(تہجد کی فضیلت)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جنکا

اِنَّ فِی الجنۃِ غرفاً یُرٰی ظاھرھا من باطنھا وباطنھا من ظاھرھا اعدَّھا اللہ۔ لِمَن اَطعم الطعام وَافشی السّلام۔ وصلّی باللیلِ والناس نیامٌ۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہٖ

باہر سے اندر کا حصہ دکھلائی دیتا ہے اور اندر سے باہر کا حصہ دکھلائی دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلئے تیار کیا ہے۔ جس نے کھانا کھلایا اور سلام کا اظہار اور کثرت کی اور رات میں نماز پڑھی جس وقت لوگ سوتے ہوئے ہوں

عن علیٍ رضی اللہُ عنہ قال سمعت رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ وسلّم یقول اِنَّ فی الجنۃ لشجرۃ یخرج من اعلاھا حُلَلٌ ومِن اسفلھا خیلٌ مِنْ ذھبٍ مُسرجۃ ملجمۃ مِن درٍ ویاقوتٍ۔ لا تروث و لا تبول۔ لھا اَجنحۃ خطوھا مدّ البصر فیرکبھا اَھلُ الجنۃ فتطیر بھم حیثُ شاؤا فیقولُ الذّین اسفل منھم درجۃً یارب بابلغ عبادک ھذہِ الکرامۃ کلّھا۔ قال۔ فیقال لھم۔ کانوا یصلون باللیل وکنتم تنامون وکانوا یصومون وکنتم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر سے لباس نکلتے ہیں اور نیچے سے گھوڑے سونے کے زین اور لگام لگے ہوئے موتیوں کے اور یاقوت کے نہ وہ لید کریں گے اور نہ پیشاب کریں گے ان کے بازو ہونگے۔ ان کا ایک قدم تاحد نظر ہوگا۔ ان کے اوپر جنتی سوار ہوں گے تو جو لوگ درجوں میں ان سے نیچے ہوں گے وہ کہیں گے کہ اے اللہ کس چیز کی وجہ سے تیرے یہ بندے اس پوری کرامت کو پہونچ گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو جواب دیا جائے گا کہ وہ رات میں نمازیں پڑھا کرتے تھے اور تم سوتے تھے اور

تأكلون - وكانوا ينفقون وكنتم تبخلون وكانوا يقاتلون وكنتم تجبنون۔

(رواه ابن ابی الدنیا)

وہ روزے رکھتے تھے اور تم کھاتے تھے اور وہ خرچ کرتے تھے اور تم بخل کرتے تھے اور وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے تھے اور تم بزدلی کرتے تھے۔

وروی عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تحشر الناس فی صعید واحد یوم القیمة فینادی مناد فیقول این الذین کانوا تتجافی جنوبھم عن المضاجع فیقومون وھم قلیل فیدخلون الجنة بغیر حساب ثم یؤمر بسائر الناس الی الحساب۔

(رواہ البیہقی)

اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے قیامت کے دن تو ایک منادی آواز لگائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں کہ جن کے پہلو بستروں سے دور رہتے تھے پس وہ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ بغیر حساب کے پھر تمام لوگوں کو حساب و کتاب کے لئے حکم دے دیا جائے گا۔

ان کے علاوہ ان نوافل کے احادیث پاک میں بکثرت ثواب وارد ہوئے ہیں یہاں پر تھوڑا سا بطور ترغیب کے لکھ دیا گیا ہے۔ فرض نماز کے بعد تہجد کا ہی مرتبہ ہے اور اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ اس کی پابندی کرنے والا مرنے سے پہلے ولی بنا دیا جاتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ اتنی فضیلت اس کے بارے میں موجود ہے ان چار نفل نمازوں کا اہتمام کرتے رہنا جب تک ان چاروں پر قابو نہ پایا جاوے تو شروع میں جن پر عمل آسان ہو بہر حال کوشش کرتے رہنے کی ضرورت ہے

کیونکہ قیامت میں جب حساب شروع ہوگا اور فرائض اعمال میں کوتاہی نکلے گی تو نوافل کے ذریعہ سے پوری کی جائیگی ان کے علاوہ اور بھی سنن و نوافل ہیں جو ہر وقتیہ نماز کے ساتھ ہیں ان کے بھی بڑے فضائل و درجات ہیں جن کا شمار کرنا یہاں مقصود نہیں اور دو رکعت نفل تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد۔ صلوٰۃ حاجت صلوٰۃ توبہ صلوٰۃ التسبیح۔ صلوٰۃ کسوف و صلوٰۃ خسوف صلوٰۃ استخارہ وغیرہ ان کو بھی حسب موقعہ پڑھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ رسول پاک ؐ نے ان کی تعلیم فرمائی ہے اور خود ادا بھی کیا ہے۔

ذکر و تسبیحات

نوافل کے علاوہ ان چار تسبیحات کو بھی پابندی سے پڑھیئے۔ تاکہ ذکر سے مناسبت پیدا ہو جائے۔ ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ۔ سو سو مرتبہ کلمہ سوئم صبح و شام۔ دو تسبیح درود شریف۔ دو تسبیح استغفار۔ ان تسبیحات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ذکر صرف ان ہی پر منحصر ہے نہیں بلکہ ہر وقت ہر گھڑی ہر موقعہ کا ذکر مسنون ہے جس کو تلاش کرنا چاہیئے اگر کسی کو اس کے شیخ صاحب شریعت و متبع سنت نے ذکر یا ورد بتایا ہوا ہے۔ تو ان تسبیحات کے ساتھ اس کی پابندی اسی درجہ ضروری ہے جیسے شیخ کی ہدایت ہے تاکہ مزید ترقی کا ذریعہ بنے۔

فضائل تسبیح فاطمہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَیہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ۔ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ۔ وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ رواہ مسلم

نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ اور الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ یہ ننانوے ہوگئے اور سو مرتبہ پورا کرنے کے لئے لاالٰہ الااللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شئی قدیر۔ پڑھے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں چاہے سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں رواہ مسلم

ایک روایت میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فقراء مہاجرین نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجات اور جنت کی بڑی بڑی نعمتیں مال کے خرچ کے ذریعہ سے حاصل کر گئے اور ہم صرف نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں چونکہ مال نہیں ہے اس لئے نہ صدقہ کر سکتے ہیں اور نہ غلام آزاد کر سکتے ہیں وہ یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز بتادوں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو تمام اپنے پہلوں سے اور اپنے زمانے کے پچھلوں سے ثواب میں آگے بڑھ جاؤ اور وہ سب کچھ حاصل کر لو جو مال والوں نے خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے حاصل کیا ہے۔ عرض کیا ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد یہ تسبیح پڑھ لیا کرو اور یہی تسبیح آپ نے اپنی پیاری بیٹی جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک خاص موقع پر سکھائی ہے اور فرمایا کہ بیٹی فاطمہ یہ تیرے لئے تمام دنیا سے اور غلاموں سے زیادہ بہتر ہے۔ آپ نے اسی دن سے عمل شروع کر دیا اسی لئے اس کا نام تسبیح فاطمہ ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت فضائل ہیں۔

فضائلِ کلمہ سوئم

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم لَاَنْ اقول سبحان
اللّٰہِ وَالحمد للّٰہ ولا الٰہ الا
اللّٰہ واللّٰہ اکبر احبّ الیّ مما طلعت
علیہ الشمس ﴿رواہ مسلم﴾

حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ
واللّٰہ اکبر مجھے کہنا ان چیزوں سے زیادہ
پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے
یعنی (دنیا)۔ رواہ (مسلم)

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم لقیت ابراھیم
علیہ السلام لیلۃ اُسریَ بی
فقال یا محمد اقرأ امتک منی
السلام واخبرھم انّ الجنۃ
طیبۃ التربۃ عذبۃ الماءِ وانھا
قیعان۔ وانّ غراسھا سبحان اللّٰہ و
الحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔۔۔ (رواہ الترمذی)

نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام
سے ملا تو آپ نے کہا کہ اے محمدؐ میری
طرف سے اپنی امت کو سلام کہہ دیجیے
اور ان سے کہیے کہ جنت کی مٹی اچھی اور
پانی میٹھا ہے اور وہ ایک
کھیت ہے اور اس کے پودے سبحان اللّٰہ
والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ہے
رواہ (ترمذی)

عن انس رضی اللّٰہ عنہ انّ
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
مرّ علی الشجر یابس الورق فضربھا
بعصاہ فتناثر الورق۔ فقال انّ

حضرت انس رضؓ بیان کرتے ہیں کہ
رسول (صلعم) ایک درخت کے پاس سے
گذرے جس کے پتے خشک ہو گئے
تھے۔ آپ نے درخت پر لاٹھی کو مارا جس
سے پتے جھڑنے لگے اس موقع پر آپ نے

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ تُسَاقِطُ ذُنُوْبَ الْعَبْدِ کَمَا یَتَسَاقَطُ وَرَقُ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

فرمایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا الہ الا اللہ سے بندے کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ترمذی)

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ قال۔ قال رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سبح اللّٰہ مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی کان کمن حج مائۃ حجۃ ومن حمد اللّٰہ مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی کان کمن حمل علی مائۃ فرس فی سبیل اللّٰہ ومن ھلل اللّٰہ مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی کان کمن اعتق مائۃ رقبۃ من ولد اسمٰعیل ومن کبر اللّٰہ مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی لم یأت فی ذلک الیوم احد باکثر مما اُتی بہٖ الا من قال مثل ذٰلک او زاد علی ما قال۔ (رواہُ الترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سبحان اللہ سو بار صبح کو اور سو بار شام کو پڑھے گا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے سو حج کئے اور جو شخص الحمد للہ صبح کو سو بار اور شام کو سو بار کہے گا وہ اس شخص کے مثل ہوگا جو جہاد میں سو گھوڑوں کو غازیوں کے لئے دے اور جو شخص لا الہ الا اللہ سو بار صبح کو اور سو بار شام کو کہے گا وہ اس کی طرح ہوگا جس نے اولاد اسمٰعیلؑ میں سے سو غلام آزاد کئے ہوں اور جو شخص اللہ اکبر صبح کو سو بار اور شام کو سو بار کہے گا اس سے اس دن کوئی زائد نیکی نہیں کر سکیگا ہاں جو اس کے برابر یا اس سے زائد کہے گا وہ برابر ہوگا۔ (ترمذی)

(فضیلت استغفار)

قال اللّٰہ تعالٰی اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے رب سے

ثُمَّ تُوبُوا اِلَیہ۔
(قرآن حکیم)

مغفرت چاہو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

وقال تعالیٰ: استغفروا ربکم انہٗ کان غفارًا یُرسِلِ السَّمَآءَ عَلَیکُم مِّدرَارًا۔ وَّیُمدِدکُم بِاَموَالٍ وَّبَنِینَ وَیَجعَل لَّکُم جَنّٰتٍ وَّیَجعَل لَّکُم اَنھَارًا۔
(قرآن حکیم)

اور فرمایا اپنے رب سے مغفرت چاہو وہ بہت بخشش کرنے والا ہے۔ اور وہ موسلا دھار بارش تم پر نازل کرتا ہے اور تمہاری مدد مال اور لڑکی لڑکوں سے کرتا ہے اور تمہارے باغات کو بناتا ہے اور اس میں نہریں جاری کرتا ہے۔

(احادیث)

عن اغر المزنی رضی اللہ عنہ قال. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایّھا النّاس توبوا الی اللہ فانّی اتوب الیہ مائۃ مرّۃ
(رواہ مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ میں اس کی درگاہ میں سو بار توبہ کرتا ہوں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم ولجاء بقوم یُذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لھم
(رواہ مسلم)

آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو تم کو اس دنیا سے اٹھا کر ایسی قوم کو پیدا کرتے جو گناہ کر کے استغفار کرتے پھر ان کو اللہ معاف کر دیتا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے گناہ کیا پھر اس نے کہا اے رب میں نے گناہ کیا اس کو بخش

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ عبدًا اَذنبَ ذنبًا فقال ربّ
اَذنبتُ فاغفِرہُ۔ فقال ربّہ اَعَلِمَ
عبدی اَنَّ لہ ربًّا یغفر الذنب
ویاخذ بہ غفرتُ لعبدی ثُمّ
مکث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبًا
قال ربّ اذنبت ذنبًا فاغفرہُ
فقال اَعلِمَ عبدی اَنّ لہ ربًّا
یغفر الذنب ویاخذ بہٖ غفرت
لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ
ثُمّ اذنب ذنبًا قال ربّ اَذنبت
ذنبًا اٰخر فاغفرہُ لی فقال
اَعَلِمَ عبدی اَنّ لہ ربًّا
یغفر الذنب ویاخذ بہ
غفرتُ لعبدی فلیفعل
ما شاء

(متفق علیہ)

دے۔ اس پر خدا نے فرمایا کیا میرے بندے
نے یہ جان لیا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے
جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ
کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف
کیا۔ پھر وہ شخص کچھ دن رکا رہا۔ اس کے
بعد پھر گناہ کیا اور کہنے لگا اے رب
میں نے گناہ کیا اس کو بخش دے! خدا
نے فرمایا کیا میرے بندے نے یہ جان
لیا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو
بخشتا اور اس پر مواخذہ کرتا ہے میں
نے اس کو بخش دیا پھر وہ کچھ دن گناہ سے
رکا رہا اس کے بعد پھر گناہ کیا اور کہنے
لگا۔ اے رب میں نے گناہ کیا اس کو بخش
دے، خدا نے فرمایا کیا میرے بندے
نے یہ معلوم کر لیا کہ اس کا کوئی رب ہے
جو گناہ بخشتا اور اس پر مواخذہ کرتا
ہے؟ میں نے بندے کو بخش دیا۔ اب
جو چاہے کرے۔ (بخاری و مسلم)

کس قدر لطف و عنایت ہے اور بے انتہا اپنے بندے پر شفقت ہے کہ
استغفار کی بدولت بے انتہا گناہوں کو بخش دیتے ہیں اور معاف فرماتے رہتے ہیں
ہر گھڑی استغفار کو لازم کرنا چاہیے کسی وقت بھی غفلت نہ ہونی چاہیے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من لزم الاستغفار جعل اللہ من کل ضیق مخرجا و من کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لا یحتسب (رواہ احمد ابن ماجہ)

بروایت ابن عباس رضؓ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو استغفار کو لازم کریگا اللہ تعالیٰ اس کو ہر مشکلات وغم سے نکلے گا۔ اور ایسے راستوں سے اسے روزی دیگا کہ اس کو معلوم نہیں ہوگا (بے حساب روزی دیگا)

(احمد ابن ماجہ)

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان قال وعزتک یارب لا ابرح اغوی عبادک ما دامت ارواحھم فی اجسادھم فقال الرب عزوجل وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی لا ازال اغفر لھم ما استغفرونی (رواہ احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے کہا اے پروردگار تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو جب تک ان کے بدن میں روح ہوگی بہکاتا رہوں گا۔ خدا نے کہا۔ میری عزت و جلال اور میری بزرگی کی قسم میں ان کو معاف کرتا رہونگا جب تک کہ وہ استغفار کریں گے۔

(احمد)

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تبارک و تعالیٰ یا ابن آدم انک ما دعوتنی و رجوتنی غفرت لک علی ما کان فیک ولا ابالی یا ابن آدم لو بلغت

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمؑ کے بیٹو! تم جب تک مجھ کو پکارتے رہو گے اور بخشش کی مجھ سے امید کروگے میں بخشتا رہوں گا چاہے جس قدر گناہ ہوں اور میں

ذنوبک عنان السماء ثمّ استغفرتنی غفرت لک ولا أبالی یا ابن آدم إنک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئاً لاتیتک بقرابہا مغفرۃً (رواہ الترمذی)

پرواہ نہ کروں گا اگر تمہارے گناہ بادلوں تک ڈھیر ہو کر پہنچ جائے پھر تم استغفار کرو گے تو میں بخش دوں گا۔ اے ابن آدم اگر تم زمین کے برابر بھی گناہ کر کے مجھ سے ملو گے لیکن شرک نہ کئے ہو گے تو میں بھی زمین کے برابر یا گناہوں کے برابر مغفرت نازل کروں گا۔ (ترمذی)

یہ ہے شان غفاری کا ظہور یہ تمام انعام و بخشش و مغفرت کا ذریعہ صرف استغفار ہے۔

فضائل درود شریف

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ صلوۃً واحدۃً صلی اللہ علیہ عشر صلوات و حطت عنہ عشر خطیئات ورفعت لہ عشر درجات (رواہ النسائی)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اوپر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اور اس کے دس گناہ مٹ جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے۔ (نسائی)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وملئکتہ سبعین صلوۃً (رواہ احمد)

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا اس پر اللہ کی ستر رحمتیں اور فرشتوں کے ستر استغفار اس کے حق میں ہوں گے (احمد)

وَعَنْ رُوَیْفِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (رواہ احمد)

بروایت رویفع رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمد (صلعم) پر درود پڑھے گا اور کہے گا اے اللہ ان کو قیامت کے دن اپنی قربت عنایت فرما۔ اس کے لئے میری سفارش واجب ہوگی۔ (احمد)

عن عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْھَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (رواہ الترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے کوئی دعا آسمان کی طرف (قبولیت کیلئے) نہیں چڑھتی جب تک تم اپنے نبی پر درود نہ پڑھوگے۔ (ترمذی)

ساتویں شرط ترک مالایعنیہ

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

اور وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔

وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ

اور ہم بے کار مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ مشغول ہوجایا کرتے تھے۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ

ترجمہ: آدمی کے اسلام کی خوبی لایعنی چھوڑنا ہے۔

احادیث پاک کے اندر لایعنی سے احتراز پر بہت زور دیا گیا ہے اس میں وقت خراب ہوتا ہے۔ اس لئے لایعنی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا زبان سے پھسل جاتا ہے۔ اور بعض مرتبہ انسان اپنی زبان سے ایسا کلمہ نکال دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم کے اندر گرتا چلا جاتا ہے۔ بہر حال لایعنی سے انسان کو زیادہ سے زیادہ بچنا چاہیئے۔

لایعنی چیزیں وہی ہیں جن میں دینی اور دنیاوی کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

جنت کا بیان

قال تعالیٰ: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ

فرمایا بے شک خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے تم انہیں امن اور سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔ اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کردیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کرینگے وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچا کریگی اور نہ وہاں سے نکالے جادیں گے۔

وقال تعالیٰ

يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا

فرمایا اے میرے بندو تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے یعنی وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور ہمارے فرماں بردار تھے تم اور تمہاری ایماندار بیویاں خوش خوش جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان کے پاس

تَغْشَتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ

قَالَ تَعَالٰى

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

(قرآن حکیم)

سونے کی رکابیاں و گلاس لائے جائینگے یعنی غلماں لائیں گے اور وہاں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہو گی اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے اور ان سے کہا جاویگا۔ کہ یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنا دیئے گئے اپنے نیک اعمال کے عوض میں اور تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جن میں سے کھا رہے ہو فرمایا بے شک خدا سے ڈرنے والے امن اور چین کی جگہ میں ہونگے باغوں میں اور نہروں میں۔ اور وہ لباس پہنینگے باریک اور دبیز ریشم کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور یہ بات اس طرح ہے اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کریں گے وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگاتے ہوں گے اور وہاں بجز اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہیں چکھیں گے یعنی مرنے کے نہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ سے بچائے گا یہ سب

وقال تعالیٰ

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى
الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ
تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ
النَّعِيمِ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ
مَّخْتُومٍ۔ خِتَامُهُ مِسْكٌ
وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ
مِن تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ
بِهَا الْمُقَرَّبُونَ۔

وقال تعالیٰ

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ
جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ
رِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ
بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

وقال تعالیٰ

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي

کچھ آپ کے رب کے فضل سے ہوگا بڑی
کامیابی یہی ہے۔

فرمایا نیک لوگ بے شک آسائش میں
ہوں گے بہشت کے عجائبات دیکھتے
ہوں گے۔ اے مخاطب تو ان کے چہروں
میں آسائش کی بشاشت پہچانے گا اور
ان کے پینے کیلئے شراب خالص سربمہر
جس پر مشک کی مہر ہوگی ملیگی اور حرص
کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنی
چاہیئے۔ اور اس شراب کی آمیزش تسنیم
کے پانی کی ہوگی یعنی ایک ایسا پانی ہے
جسے مقرب بندے پیئے گیں۔

فرمایا۔ ایسے لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں
ان کے مالک کے پاس ایسے ایسے باغ
ہیں جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں
ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور
ایسی اچھی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری
کی ہوئی ہیں اور خوشنودی ہے اللہ
تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ پاک دیکھنے
والا ہے بندوں کا۔

فرمایا۔ اہل جنت اس روز اپنے مشغلوں

شُغُلٍ فَاكِهُوْنَ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ
فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ
لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ
مَّا يَدَّعُوْنَ سَلٰمٌ قَوْلًا
مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ

وَقَالَ تَعَالٰى

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ
الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ
مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ
لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ
مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ
مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ
مِّنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ
مِّنْ رَّبِّهِمْ

میں خوش دل ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں
سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے
ہوں گے ان کے لئے وہاں ہر طرح کے
میوے ہوں گے اور جو کچھ مانگیں گے۔
ان کو ملے گا۔ ان کو پروردگار مہربان کی
طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔

فرمایا جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا
جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس
میں بہت سے نہریں تو ایسی پانی کی ہیں
جس میں ذرا تغیر نہیں ہو گا اور بہت سی
نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا
ہوا نہ ہو گا۔ اور بہت سی نہریں شراب
کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم
ہونگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی
جو بالکل صاف ہو گا اور ان کے لئے وہاں
ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب
کی طرف سے بخشش ہو گی۔

احادیث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَاْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ
فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی
چیزیں کھائیں گے پئیں گے اور پیشاب
پاخانہ نہ کریں گے اور نہ وہاں (زکام کی

ولا يتمخطون ولا يبولون ولكن
طعامهم ذلك جشاء كرشح المسك
يلهمون التسبيح والتكبير
كما يلهمون النفس

(رواه مسلم)

عن ابي هريرة رض قال۔ قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال الله تعالى اعددت لعبادي
الصالحين مالا عين رأت
ولا اذن سمعت ولا خطر
على قلب بشر واقرءوا ان
شئتم فلا تعلم نفس ما
اخفي لهم من قرة اعين

(متفق عليه)

عن ابي هريرة رض قال۔ قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اول زمرة يدخلون الجنة
على صورة القمر ليلة البدر
ثم الذين يلونهم على
اشد كوكب دري في السماء

وجہ سے) کھنکاریں گے۔ لیکن وہاں کا
کھانا مشک کے قطرے کی طرح خوشبودار
ڈکاریں تحلیل ہو جائے گا ان کو تسبیح
وتکبیر کا القاء ایسا ہی ہوگا جس طرح سانس
کا القاء ہوتا ہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نیک
بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کی ہیں
جن کو آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ کان
نے سنا اور نہ دل پر اس کا صحیح تصور آیا
ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو (اس کی
تصدیق) میں یہ آیت پڑھو
کوئی نہیں جانتا
جو ان کے لئے آنکھ کی ٹھنڈک کی چیز مخفی
رکھی گئی ہے (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جنت میں جو پہلا گروہ داخل ہوگا
وہ چودہویں رات کے چاند کی مانند (روشن
چہرے والے) ہوں گے۔ پھر ان کے بعد

اضاءۃ لا یبولون ولا یتغوطون ولا یتفلون ولا یمتخطون امشاطهم الذهب ورشحهم المسک ومجامرهم الالوۃ عود الطیب وازواجهم الحور العین اخلاقهم علی خلق رجل واحد علی صورۃ ابیهم ادم ستون ذراعا فی السماء

(متفق علیہ)

جو داخل ہوں گے وہ آسمان میں نہایت روشن ستارے کی طرح ہوں گے وہاں نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ تھوکیں گے اور نہ کھنکاریں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کے پسینہ کے قطرے مشک کی طرح خوشبودار اور ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار لکڑیاں جلیں گی ان کی بیویاں گوری بڑی بڑی آنکھیں والیاں ہوں گی سب ایک قد کے اپنے باپ آدم کی شکل کے ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔

(بخاری و مسلم)

عن ابی موسیٰ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للمؤمن فی الجنۃ لخیمۃ من لؤلؤۃ واحدۃ مجوفۃ طولها فی السماء ستون میلا للمؤمن فیها اهلون یطوف علیهم المؤمن ولا یری بعضهم بعضا

(متفق علیہ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رض عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں مومن کے لئے ایک جوف دار موتی کا خیمہ ساٹھ میل اونچا ہوگا اس کے لئے وہاں کافی بیویاں ہونگی مومن سب کے پاس جائے گا مگر کوئی دوسرے کو دیکھ نہ سکے گا۔

(بخاری و مسلم)

عن ابی سعید الخدری رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ. إِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَةَ سَنَةٍ لَا یَقْطَعُهَا (متفق علیہ)

فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے (جس کے نیچے) تیز رو مضبوط گھوڑے پر سوار سو سال تک چل کر بھی قطع نہ کر سکیگا (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَیَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَهُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُهَا غَیْرُهُمْ قَالَ. بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ (متفق علیہ)

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کچھ جنتی اپنے اوپر بالاخانوں والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح سے مغرب یا مشرق میں افق پر ستارے روشن طلوع دیکھتے ہو یہ اس وجہ سے ہے کہ بعض کا درجہ اوپر اور بعض کا درجہ نیچے ان کے درمیان مراتب میں فرق ہونے سے ہوگا صحابہ کرام رضنے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بالاخانے تو نبیوں کے ہی ہو سکتے ہیں ان کے علاوہ کوئی وہاں تک نہ پہونچ سکے گا آپؐ نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ. إِنَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت

في الجنة لسوقا يأتونها كل
جمعة فتهب ريح الشمال
فتحثو في وجوههم وثيابهم
فيزدادون حسنا وجمالا
فيرجعون إلى أهليهم
وقد ازدادوا حسنا و
جمالا فيقول لهم أهلوهم
والله لقد ازددتم حسنا وجمالا
فيقولون وأنتم والله لقد
ازددتم بعدنا حسنا وجمالا
(رواه مسلم)

عن أبي سعيد وأبي هريرة رضي الله
عنهما أن رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال إذا دخل أهل الجنة
الجنة ينادي مناد إن لكم أن تصحوا
فلا تسقموا أبدا وإن لكم أن تحيوا
فلا تموتوا أبدا وإن لكم أن تشبوا
فلا تهرموا أبدا وإن لكم أن تنعموا
فلا تبأسوا أبدا (رواه مسلم)
عن أبي سعيد الخدري رض أن
رسول الله صلى الله عليه وسلم

میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ
آئیں گے وہاں ان پر شمالی ہوا چلے گی
اور ان کے چہروں اور ان کے کپڑوں
پر کچھ غبار جنت ڈالے گی جس سے
جنتی لوگ حسن و جمال میں بڑھ جائینگے
پھر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آئینگے
تو ان سے گھر والے کہیں گے کہ خدا کی قسم
تمہاری خوبصورتی تو بہت بڑھ گئی یہ لوگ بھی کہینگے
کہ واللہ تمہاری خوبصورتی بھی ہمارے جانے
کے بعد بڑھ گئی ہے (مسلم) ابو سعید خدری رض
بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جنت میں جب جنتی داخل ہو
جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکاریگا
کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو کبھی بیمار نہ ہوگے
اور زندہ رہو کبھی نہ مرو گے
اور جوان رہو کبھی بوڑھا نہ ہوگے اور
ہمیشہ نعمت میں رہو کبھی ناامید نہ ہوگے
حضرت ابو سعید رض بیان کرتے ہیں کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ جنتیوں سے کہے گا۔ اے جنت والو!
وہ لوگ جواب دیں گے اے رب ہم سب

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔ متفق علیہ

حاضر ہیں اور بھلائی آپ کے ہاتھ میں ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تم خوش ہو گئے وہ لوگ کہیں گے اب خوش نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں! حالانکہ آپ نے ہم کو ایسی چیزیں عنایت کیں جو اور مخلوق کو نہیں ملیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اپنی رضامندی تم پر نازل کروں پھر کبھی اس کے بعد تم پر ناراضی کا اظہار نہ کروں گا۔

(بخاری، مسلم)

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رض قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ

متفق علیہ

بروایت حضرت جریر رض ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب کو کھلم کھلا ایسے ہی دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں ذرا بھی مشقت نہیں ہوتی۔

(بخاری، مسلم)

عَنْ صُھَیْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی تُرِیْدُوْنَ

حضرت صہیب رض بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تم کو کچھ اور

شيئًا ازيدكم فيقولون ألم تبيض وجوهنا ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار فيكشف الحجاب فما أعطوا شيئا أحب اليهم من النظر الى ربهم (رواه مسلم)

خطب عمر بن الخطاب رضي الله عنه الناس ذات يوم فقال في خطبته ان في جنات عدن قصرا له خمس مائة باب على كل باب خمسة آلاف من الحور العين لا يدخله الا نبي ثم التفت الى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هنيئا لك يا صاحب القبر ثم قال او صديق ثم التفت الى قبر ابي بكر رضي الله عنه فقال هنيئا لك يا ابا بكر ثم قال او شهيد ثم اقبل على نفسه فقال وانى لك الشهادة يا عمر ثم ان الذي اخرجني من مكة الى المدينة [illegible]

آپ کو کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟ وہ لوگ کہیں گے (اے رب) کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہ کیا؟ کیا جنت میں داخل نہ کیا اور دوزخ سے نجات دی؟ پس اللہ تعالیٰ اپنے درمیان کے حجاب کو اٹھا دے گا اور وہ لوگ خدا کی طرف نظر کرنے کو اور تمام چیزوں سے زیادہ پسند کریں گے (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ جنت عدن میں ایک محل ہے اس میں پانچ سو دروازے ہیں ہر دروازہ پر پانچ ہزار حوریں ہونگی اس میں صرف نبی داخل ہوگا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف مڑے اور پھر فرمایا یا صدیق داخل ہوگا۔ پھر حضرت ابو بکر کی قبر کی طرف مڑے اور فرمایا اے ابو بکر آپ کو مبارک ہو پھر فرمایا یا شہید داخل ہوگا۔ پھر اپنے کو مڑ کر دیکھا اور فرمایا اے عمر تمہاری شہادت کہاں؟ پھر فرمایا بلا شبہ وہ ذات جس نے مجھ کو مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کرایا اور اس بات پر قادر ہے کہ مجھے شہادت نصیب کرے۔

(کنز العمال کذا فی حیاۃ الصحابہ)

دوزخ کا بیان

(آیات)

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ (سورۃ المومنون ۔ پارہ قد افلح)

فرمایا ۔ سو جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے ۔ جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہینگے ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی اور اسمیں ان کے منہ بگڑے ہوں گے ۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۔

(سورہ کہف پارہ ۱۵)

فرمایا ۔ بیشک ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں گھیرے ہونگی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے اُن کی فریاد رسی کی جاویگی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا منہ کو بھون ڈالیگا کیا ہی بُرا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا ہی بُری جگہ ہوگی ۔

مِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ○ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ○

(سورہ ابراہیم پارہ ۱۳)

فرمایا اس کے آگے دوزخ ہے ۔ اور اس کو ایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ لہو ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر پئے گا ۔ اور گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر طرف سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مریگا نہیں اور اس کو سخت عذاب کا سامنا ہوگا ۔

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ۔ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ۔

(سورۂ دخان پارہ ۲۵)

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ

(سورۂ حج۔ پارہ ۱۷)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ؞

فرمایا۔ بیشک زقوم کا درخت بڑے مجرم یعنی کافر کی کھانا ہوگا جو کہ بصورت ہونے میں تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور وہ پیٹ میں ایسا کھولیگا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچ لے جاؤ پھر اس کے سر پر تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑو۔

فرمایا۔ سو جو لوگ کافر تھے ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے ان کے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جاویگا اس سے ان کے پیٹ میں کی چیزیں اور کھالیں سب گل جائیں گے اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے وہ لوگ جو گھٹتے گھٹتے اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے اور کہا جاویگا کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

فرمایا۔ بیشک جو لوگ ہماری آیت کے منکر ہوئے ہم ان کو عنقریب ایک سخت عذاب میں داخل کریں گے۔ جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے

(سورہ نبا، پارہ ۳۰)

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطَّاغِينَ مَآبًا لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۔ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۔ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۔ جَزَاءً وِفَاقًا ×

سورۂ عم ۔ پارہ ۳۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۔ سورۂ البلد پارہ ۳۰

الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ (سورۂ الاعلیٰ پارہ ۳۰)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (سورۂ البینہ پارہ ۳۰)

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ إِنَّهَا عَلَيْهِم

تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں۔

فرمایا۔ بے شک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے سرکشوں کا ٹھکانہ ہے جس میں وہ بے انتہا زمانہ پڑے رہیں گے۔ اور اس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک یعنی راحت کا زمانہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا جو کہ مسکن عطش ہو۔ بجز گرم پانی اور پیپ کے اور ان کو پورا پورا بدلہ ملیگا۔

فرمایا۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں وہ لوگ بائیں والے ہیں ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جائے گا۔

فرمایا۔ جو آخر کار بڑی آگ میں یعنی آتش دوزخ میں داخل ہوگا پھر نہ اس میں مری جائیگا اور نہ آرام کی زندگی جیئے گا۔

فرمایا۔ بے شک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ آتش دوزخ میں جائینگے۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

فرمایا۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے وہ توڑ پھوڑ والی آگ کیسی ہے وہ اللہ پاک کی آگ ہے، جو اللہ کے حکم سے سلگائی گئی ہے۔

مُؤْصَدَةٌ فِيْ عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ

سورۃ الھمزۃ پارہ ۳۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

متفق علیہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ

جو کہ بدن کو لگتی ہے دلوں تک جا پہنچیگی اور وہ آگ ان پر بند کر دی جاویگی اس طرح کہ وہ لوگ آگ کے بڑے لمبے لمبے ستونوں میں کھڑے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آگ دوزخ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہی دنیا کی آگ (تو عذاب کے لئے) کافی تھی آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ دنیاوی آگ سے انہتر درجہ فوقیت رکھتی ہے۔ ہر ایک جز کی گرمی دنیاوی آگ کی گرمی کے برابر ہے (بخاری، مسلم)

حضرت ابن مسعود رض بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ ستر ہزار لگاموں میں جکڑ کر لائی جائے گی ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑیں گے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان

ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ لِلرَّاکِبِ الْمُسْرِعِ
وَفِیْ رِوَایَۃٍ ضِرْسُ الْکَافِرِ
مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِہٖ
مَسِیْرَۃُ ثَلٰثٍ
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

تیز رو سوار کے تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ کافر کے دانت (دوزخ میں) اور (پہاڑ) احد کے برابر ہونگے اور اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن و رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ
عَلَی النَّارِ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی
احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ
سَنَۃٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا
اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ فَھِیَ
سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ہزار سال دوزخ کو جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگیا پھر ہزار سال تک جلایا گیا تو سفید ہوگیا پھر ہزار سال تک جلایا گیا تو کالا ہوگیا اب وہ کالا اور نہایت تاریک ہے۔
(ترمذی)

وَعَنْہُ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْکَافِرِ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِثْلُ اُحُدٍ وَفَخِذُہٗ
مِثْلُ الْبَیْضَاءِ وَمَقْعَدُہٗ مِنَ
النَّارِ مَسِیْرَۃُ ثَلٰثٍ مِثْلُ الرَّبَذَۃِ

آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافر کے دانت احد پہاڑ کے برابر اور اس کی ران بیضا (مقام) کے برابر اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن و رات کی مسافت ربذہ مقام کے برابر ہوگی اور فرمایا

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْکَافِرِ
اثْنَانِ وَّاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَّاِنَّ ضِرْسَہٗ
مِثْلُ اُحُدٍ وَّاِنَّ مَجْلِسَہٗ مِنْ جَھَنَّمَ مَا بَیْنَ
مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

کہ کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہوگی اور اس کے دانت احد پہاڑ کے برابر اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ سے مدینہ کی دوری کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

وَعَنْ اَنَسٍ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ اُبْکُوا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِیْعُوْا فَتَبَاکَوْا۔ فَاِنَّ اَھْلَ النَّارِ یَبْکُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ کَاَنَّھَا جَدَاوِلُ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِیْلُ الدِّمَاءُ فَتَقْرَحُ الْعُیُوْنُ فَلَوْاَنَّ سُفُنًا اُزْجِیَتْ فِیْھَا لَجَرَتْ

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو روؤ اگر رونا نہ آئے تو زبردستی روؤ کیونکہ دوزخی جہنم میں اس قدر روئیں گے کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر نہروں کی مانند بہیں گے جب آنسو ختم ہو جائے گا تو خون بہے گا۔ جس سے آنکھیں زخمی ہو جائیں گی اس بہتے آنسو کی اس قدر کثرت ہو گی کہ اگر کوئی کشتی اس میں چلائی جائے تو چل جائے۔

(شرح السنہ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَعْظُمُ اَھْلُ النَّارِ فِی النَّارِ حَتّٰی اِنَّ بَیْنَ شَحْمَۃِ اُذُنِ اَحَدِھِمْ اِلٰی عَاتِقِہٖ مَسِیْرَۃُ سَبْعِمِائَۃِ عَامٍ وَاِنَّ غِلْظَ جِلْدِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَّاِنَّ ضِرْسَہٗ مِثْلُ اُحُدٍ

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخی دوزخ میں موٹے بنا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے کان کی لو سے لے کر ان کے کندھوں تک کی دوری سات سو سال کی مسافت کی دوری ہو گی اور ان کی کھالوں کی موٹائی ستر گز اور ان کے دانت احد پہاڑ کے برابر ہوں گے۔

(احمد)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رض قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

عبد اللہ بن حارث رضؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ فی النَّارِ حَیَّاتٌ کَاَمْثَالِ البخت تلسعُ احدٰھنّ اللسعۃ فیجد حموتھا اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا۔ وَاِنَّ فِی النَّارِ عقارِبُ کاَمْثَالِ البغالِ الموکفۃ تلسَعُ احدٰھنّ اللسعۃ فیجد حموتھا اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا (رواہ احمد)

کہ دوزخ میں اونٹ کے برابر سانپ ہیں ایک مرتبہ ان میں سے کوئی دوزخی کو کاٹے گا تو اس کی تکلیف چالیس سال تک محسوس کریگا۔ اور وہاں بچھو گھریلو خچروں کے برابر ہیں ان میں سے ایک کاٹے گا تو دوزخی اس کی تکلیف چالیس سال تک محسوس کریگا۔ (احمد)

میوات کے مدرسین سے حضرت[1] کا خطاب

فرمایا۔ میں نے تم کو کیوں بلایا۔ اسپر غور کرو۔ فرمایا ہم کو کام جوش کے ماتحت نہیں کرنا ہے۔ بلکہ خوف کے ماتحت کرنا ہے۔ مخلوق پر رحم کرنے کی مثال ذی ایسے کسی کا بچہ گندگی میں بھر جائے تو اسے پھینک نہیں دیتے بلکہ صاف کر کے رکھیں گے۔

اِرحموا من فی الاَرْضِ یرحمکم من فِی السماءِ۔

یہ بڑی غلطی ہے کہ مبلغین کو علماء کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے حالانکہ یہ اس امت کی خصوصی چیز ہے البتہ دعوت کی تقسیم تو ہو جائے گی ہر شخص کے لئے اس کی شان کے مناسب ہوگی۔ چنانچہ ہر شخص پڑھتا ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہ

(دعوت کی فضیلت)

دعوت امت کے ہر فرد پر فرض ہے اس کی دلیل صحابہ کرام کا اشاعت کیلئے نکل جانا۔ سینکڑوں بزرگ ہیں جو بغیر پڑھے بڑے بڑے کمالات کو پہونچ گئے اگر یہ علماء کے ساتھ مخصوص ہوتا تو علماء بہت کم ہیں اور ضرورت عام ہے اگر تمام ہی ذمہ دار ہوں تو الحمد بھی پڑھائیں اور بخاری شریف بھی یہی پڑھائیں۔ یہ ہمارا تجربہ کیا ہوا ہے

---

[1] یعنی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ

اور علماء زمانہ بھی اس کی تصدیق کر چکے ہیں، اور قرآن و حدیث اس سے موئد ہیں۔

(لوگوں کو دھوکہ)

اس کام کو اتنا اہم سمجھتے ہیں کہ اس کے لیے معصوم ہونا چاہیئے حالانکہ صحابہ کرام تک زناتک گناہ صادر پائے جاتے ہیں، پھر انہوں نے یہ کام کیا اور اس کو خاطر خواہ انجام دیا۔ معصوم ہونا تو خاص انبیا علیہم السلام کی شان ہے اور ہم انبیاء ہو نہیں سکتے لہذا کام بھی نہیں کر سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ خالی تقریر سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ کوئی عمل کی صورت پیش نہ کرے اور خود اس پر عمل کر کے نہ دکھائے تبلیغ کے اندر یہ چیزیں بتلائی جاتی ہیں کہ اپنے آپ کو غرض مند سمجھو۔ دوسروں کے دروازہ پر جانا اس سے الفت پیدا ہوتی ہے۔ جب تک یہ حاصل نہ ہوگی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ تمام جماعتوں کو میں نے دیکھا ہے کہ جب یہ چار چار ماہ تبلیغ کر کے لوٹتے ہیں، تو آپس میں بے حد محبت ہوتی ہے اور حالانکہ رنج سے واپسی ہوتے وقت لڑائی ہوتی ہے۔ ایسی کوئی انجمن میں نے محبت سے دو ماہ کام کرتی نہیں دیکھی کہ ان میں آپس میں تفرقہ نہ پڑ گیا ہو۔ ہر ایک دوسرے کی عزت لیتے نہ ذلالہ ہو گیا ہو۔ خلاصہ کلام۔ اس کا ادنی کام باہمی اتفاق کا ہونا اور باقی رہنا ہے جب اس کا یہ معمولی سی برکت ہوئی تو بڑی برکت کا کیا کہنا یہ تجارت کمالات کی ہے۔ کمالات کے بدلے کمالات حاصل کرو گے تمہاری وجہ سے علماء کو ترک وطن کا احساس ہوگا۔ اور تم کو ان کے علوم سے جو کہ ضائع ہو رہے ہیں نفع ہوگا۔

(دعا کی مقبولیت)

دعا کے قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو چیز مانگی جائے وہی صورت کذائیہ کے ساتھ اس کو مل جائے۔ ایک شخص کی مثال فرمائی۔ کہ فلاں صاحب نے بیماری کے زمانہ میں وہ چیز مانگی کہ اس کو دیدی جاتی تو اس کی ہلاکت کا سبب بنتی۔ ہم اس سے

زیادہ بے وقوف ہیں جس طرح یہاں نہ ملنے پر روتے ہیں اس سے زیادہ قیامت میں روئیں گے ان دعاؤں کے قبول ہونے پر دنیا کے اندر بشرطیکہ آداب کی رعایت کے ساتھ مانگی ہو۔

زندگی کا رُخ

ہم زندگی کا رُخ بتلایا کرتے ہیں کہ اپنے جی چاہنے کا رُخ بدل دو جان کی حفاظت رکھنے کی جگہ اللہ پاک کے حکم کو زندہ کرنے کی نیت سے جانوں کو دینے کی نیت کر لو اور محبت کے یہی معنی ہیں کہ میں تجھ کو چاہتا ہوں تو مجھ کو چاہ وہ چند چیزوں میں تیری آزمائش کرنا چاہتا ہے اگر ان کو بجالائے گا تو ہم محبت کریں گے جان کو ضائع کرنا تو حرام ہے اور یہ صرف جان کے ساتھ نہیں بلکہ ہر چیز کو ضائع کرنا حرام ہے خدائے پاک کے حکم پر جان دینا فرض ہے۔ کسی چیز کا اگر عوض مل جائے تو اس کو کھونا نہیں کہتے اگر اس کا بدل جنت مل جائے تو بڑا نفع ہے اور دوزخ سے نجات بڑی کامیابی ہے۔ اللہ پاک کی محبت کے برابر کوئی چیز نہیں جو کہ نماز درست کر لینے سے حاصل ہوتی ہے اور نماز کی درستگی سے دین کی تمام چیزیں درست ہو جاتی ہیں۔ ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ درود شریف و استغفار پڑھا کرو اور تسبیح فاطمہ بھی ضرور پڑھا کرو۔ نماز بمنزلہ امیر کے ہے اور دیگر عبادت اس کے خادم ہیں) فضائل نماز کو نماز سے پہلے دیکھا کرو۔

(اسباب کی حیثیت)

میرے دوستو جب تک اسباب کے تابع رہو گے خدائے پاک کو کبھی نہ پاؤ گے بلکہ شقی ہو کر مرو گے۔ البتہ شقاوت کے درجات ہیں اسباب بمنزلہ اس غلام کے ہیں جو کھانا لاتا ہے۔ اگر یہ کھانا نہیں لائے گا تو دوسرا لائے گا۔ جیسے فلاں کی بیماری میں

ڈاکٹر کا آنا روزانہ اور دوائیں مفت دینا سارے اخراجات کے کفیل دوسرے ہی ہوگئے

(رحمت خداوندی)

رحمت خداوندتعالیٰ خالی عمل کے کرنے سے نہیں ہے بلکہ مداومت کے بعد ہوتی ہے اس کو بمنزلہ بنیاد کے سمجھو جو زینہ کے قائم مقام ہے اس کے ذریعہ آسمان سے رحمت خداوندی اترے گی اگر مداومت چھوٹ جائیگی تو سلسلہ بند ہو جائے گا ہاں اگر توبہ سے تدارک کرلیا تو سلسلہ پھر جڑ جائے گا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ۔ نص قطعی ہے۔ خَیْرُ الْاَعْمَالِ مَادِیْمَ عَلَیْہِ حدیث ہے اس وقت تم انبیاء علیہم السلام کے قائم مقام ہو اپنی قدر پہچانو تم وراثت نبوت کے مالک ہو جو اپنی قدر نہیں پہچانتا۔ زمانہ اسے ذلیل کرتا ہے میرا مقصد قدر کرنے سے تکبر کرنا نہیں ہے وہ حرام ہے تم غور کرو کہ زمانہ کے عوام سے ہو یا اعلیٰ درجہ کے مومن ہو۔ تم اس نعمت تبلیغ کا شکریہ ادا کروگے فائز المرام ہو گے ورنہ بطش شدید کا سخت خطرہ ہے جب تم اس طبقے کا حق ادا کروگے قیامت میں چل کر اس کا ثمرہ اٹھاؤ گے اپنے اس کے حصول کا ذریعہ اپنے بڑوں سے میل رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔

آجکل کی غلطی کا نقصان

آج کل سخت غلطی ہو رہی ہے نفع و انتظام بالکل ہی ختم ہو گیا ہے خود رائی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے خود رائی کی وجہ سے نہ دوست کو سمجھتا ہے نہ دشمن کو تم ایک شخص[1] کو دیکھو جسے مجمع نظر آرہے ہو اس طرز زندگی سے جو ہم بتلاتے ہیں تم کو خدا شناسی حاصل ہو گی اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ، انزلوا النّاس علی قدر منازلھم

---

[1] یعنی مولانا کی ذات گرامی۔

جب اس کو اختیار کروگے تو اس سے نفع اٹھاؤگے۔ ورنہ یہ زندگی —— اس کا نتیجہ تو قیامت میں چلکر ظاہر ہوگا خنزیر ہونے کی تمنا کروگے ہر لائن میں ترقی وہ کرتا ہے جو اس لائن کے بڑوں سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے دیکھنے کے لئے تڑپتا ہے۔ تم نے ہزاروں دیکھے ہوں گے جو لندن جاتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ بتاؤ تم سہارنپور تک گئے تھے عادۃ اللہ یوں ہی ہے کہ جب تک بڑوں کی خاک نہیں ہوگے رہ ہی نہیں سکتے۔

ہمارا مرض

الفت و محبت دونوں اس کے اسباب اختیار کرنے سے ہوتی ہیں محبت کرنے سے محبت ہوگی۔ عمل تو وہ عمل سے آئے گا۔ ہمارا مرض ہی یہ ہے کہ قول ہو کر رہ گیا زیادہ اور عمل ترک ہو گیا۔ اور یہ تخت پر کھڑے ہو کر کہنا تو زیادہ ہو گیا اور عمل کم ہو گیا۔ شیطان کبھی بدل نہیں کرتا اور کبھی غیر مدت پہلے باندھنے کی نیت کرتا ہے۔

ایک اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ تمام کتاب کے مطالعہ کے بعد کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ مجھے پوری تبلیغ کے اصول آگئے بلکہ موقع شناسی اور مزاج شناسی یہ ایسی چیزیں ہیں کہ بغیر اللہ کے راستہ میں نکلے ہوئے اور جدوجہد کے پیدا نہیں ہو سکتی اور تبلیغ اور دعوت کے اصول مجاہدہ اور مشقت کے بعد انسان کے اندر کھلتے ہیں اس لئے انسان زیادہ سے زیادہ مجاہدہ اور محنت کرے تو تمام اصول اللہ تعالیٰ کھول دیں گے اور واضح فرما دیں گے۔

تمت بالخیر و السعادۃ۔ ۱۳۸۲ھ وما علینا الا البلاغ
(۳ صفر المظفر)

کام کرنے کا طریقہ

کم از کم دس آدمیوں کی جماعت تبلیغ کے لئے نکلے اول اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنا دے اور سب مسجد میں جمع ہوں اور وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کریں (بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو) بعد نماز سب مل کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کریں اور نصرت وکامیابی اور تائید خداوندی اور توفیق الٰہی کو طلب کریں اور اپنے ثبات واستقلال کی دُعا مانگیں۔ دُعا کے بعد سکون ووقار کے ساتھ آہستہ آہستہ حق تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے روانہ ہوں اور فضول بات نہ کریں جب اس جگہ پہنچیں جہاں تبلیغ کرنی ہے تو پھر سب مل کر حق تعالیٰ سے دعا مانگیں اور تمام محلہ یا گاؤں میں گشت کر کے لوگوں کو جمع کریں اول ان کو نماز پڑھوائیں اور پھر ان امور کی پابندی کا عہد لیں اور اس طریقہ پر کام کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ اور ان لوگوں کے ہمراہ گھروں کے دروازوں پر جا کر عورتوں سے بھی نماز پڑھوائیں اور ان باتوں کی پابندی کی تاکید کریں۔

جو لوگ اس کام کو کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ان کی ایک جماعت بنادی جائے اور ان میں سے ایک شخص کو ان کا امیر مقرر کر دیا جائے اور اپنی نگرانی میں ان سے کام شروع کرا دیا جائے اور پھر ان کے کام کی نگرانی کی جائے۔ ہر تبلیغ کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنے امیر کی اطاعت کرے۔ اور امیر کو چاہیئے کہ اپنے ساتھیوں کی خدمت گذاری اور راحت رسانی۔ ہمت افزائی اور ہمدردی میں کمی نہ کرے اور قابل مشورہ باتوں میں سب سے مشورہ لے کر اس کے موافق عمل کرے۔

تبلیغ کے آداب

یہ کام حق تعالیٰ کی ایک اہم عبادت اور سعادت عظمیٰ ہے اور انبیاء کرام کی نیابت ہے کام جس قدر بڑا ہوتا ہے اسی قدر آداب کو چاہتا ہے۔ اس کام سے مقصد دوسروں کی ہدایت نہیں بلکہ خود اپنی اصلاح اور عبدیت کا اظہار اور حکم خداوندی کی بجاآوری اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔ پس چاہیئے کہ امور مندرجہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرے اور ان کی پابندی کرے۔

(۱) اپنا تمام خرچ کھانے پینے کرایہ وغیرہ کا حتی الوسع خود برداشت کرے اور اگر گنجائش اور وسعت ہو تو اپنے نادار ساتھیوں پر بھی خرچ کرے۔

(۲) اپنے ساتھیوں اور اس مقدس کام کرنے والوں کی خدمت گذاری اور ہمت افزائی کو اپنی سعادت سمجھے اور ان کے ادب و احترام میں کمی نہ کرے۔

(۳) عام مسلمانوں کے ساتھ نہایت تواضع اور انکساری کا برتاؤ رکھے۔ بات کرنے میں نرم لہجہ اور خوشامد کا پہلو اختیار کرے۔ کسی مسلمان کو حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھے۔ بالخصوص علماء دین کی عزت و عظمت میں کوتاہی نہ کرے جس طرح ہم پر قرآن و حدیث کی عزت و عظمت ادب و احترام واجب اور ضروری ہے اسی طرح ان مقدس ہستیوں کی عزت و عظمت ادب و احترام بھی ضروری ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا علماء حق کی توہین دین کی توہین کے مرادف ہے جو خدا کے غیظ و غضب کا موجب ہے۔

(۴) فرصت کے خالی وقتوں کو بجائے جھوٹ غیبت لڑائی فساد کھیل تماشے کے مذہبی کتابوں کے پڑھنے اور مذہب کے پابند لوگوں کے پاس بیٹھنے میں گذارے جس سے خدا اور رسول کی باتیں معلوم ہوں۔ خصوصاً ایام تبلیغ میں فضول باتوں

اور فضول کاموں سے بچے اور اپنے فارغ اوقات کو یادالہٰی اور ذکر و فکر اور درود استغفار اور تعلیم و تعلم میں گذارے۔

(۵) جائز طریقوں سے حلال روزی حاصل کرے اور کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کرے اور اپنے اہل و عیال اور دیگر اقرباء کے شرعی حقوق کو ادا کرے۔

(۶) کسی نزاعی مسئلہ اور فروعی بات کو نہ چھیڑے بلکہ صرف اصل توحید کی طرف دعوت دے اور ارکان اسلام کی تبلیغ کرے۔

(۷) اپنے تمام افعال و اقوال کو خلوص نیت کے ساتھ مزین اور آراستہ کرے کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی موجب خیر و برکت اور باعث ثمرات حسنہ ہوتا ہے۔ اور بغیر اخلاص کے نہ دنیا ہی میں کوئی ثمرہ ملتا ہے اور نہ آخرت میں اجر و ثواب ملتا ہے حضرت معاذ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو انھوں نے درخواست کی مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ دین کے کاموں میں اخلاص کا اہتمام رکھنا کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔ "کہ حق تعالیٰ شانہٗ اعمال میں سے صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص انھیں کے لئے کیا گیا ہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: "حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری صورتوں اور تمھارے مال کو نہیں دیکھتے بلکہ تمھارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں"۔ پس سب سے اہم اور اصل شے یہ ہے کہ اس کام کو خلوص کے ساتھ ریا اور نمود کو اس میں دخل نہ ہو۔ جس قدر اخلاص ہوگا اسی قدر کام میں ترقی اور سرسبزی ہوگی۔

جماعتوں کی واپسی

جو لوگ اللہ کے راستے میں پھر کر اپنا وقت پورا کر چکیں ہوں اپنے وطن کو واپسی کا ارادہ
فرمائیں۔ ان کے لئے چند کام ضروری ہیں جن کو خاص طور سے بتلایا جاتا ہے تاکہ ان کاموں کے
ذریعہ سے اپنے مقام پر بھی اپنے جذبات باقی رہ سکیں اور آئندہ کو جب خدا چلہ اور تین
چلے نکلنے کی توفیق دے تو اس پچھلے عمل کا اثر باقی رہے۔ آپ نے پہلا وقت جتنا اصولوں
کے ساتھ پورا کیا ہوگا یعنی صحیح طریقہ سے عمومی خصوصی گشت اور عمومی خصوصی دعوت
اطاعت امیر چھ نمبروں کی مشق اور باہر کی زندگی سے بچکر اپنے کو مسجد کا عادی
بنایا ہوگا اتنا ہی اس عمل کا اثر آپ کے اندر پیدا ہوگا اور دوبارہ نکلنے کا شوق منجانب
اللہ ہوگا۔ اول اپنی بستی میں داخل ہونے تک آپ اللہ کے راستے میں ہیں لہٰذا اس کا
بھی لحاظ رکھا جائے کہ واپسی ان ہی آداب کے ساتھ ہو جن آداب کے ساتھ آپ خدا
کے راستے میں نکلے تھے یعنی ذکر کا اہتمام لایعنی باتوں سے پرہیز امیر کی اطاعت نمبر وغیرہ
جب بستی میں داخل ہوں تو اپنی مسجد میں پہونچیں اور کسی نمازمیں اپنے گاؤں والوں
کو جمع کر کے اول اپنی کارگزاری سنائیں اور اللہ کے راستے میں نکلنے کی اہمیت
بیان کریں اور اسی میں نقد جماعت نکال کر روانہ کی جائے اور ان سب حضرات
کے سامنے بیٹھ کر یہ بات طے کی جائے کہ ہفتہ میں دو گشت اور فرصت کے وقت
روزانہ مقامی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گشت کے ذریعے سے محلے والوں کو مسجد میں
لائیں اور ان لوگوں کو تعلیم کے ذریعہ سے دین کی ضروری باتیں سکھلائیں مثلاً جن لوگوں
کو کلمہ نہیں آتا یا سورۂ فاتحہ یا اور سورتیں نہیں آتی ان کو ایسا شوق پیدا کرایا جائے
کہ وہ شوق سے وقت فارغ کر کے اپنی نماز یاد کرنے میں مشغول ہوں یہاں بھی استاد
وشاگرد والا طرز نہیں چلے گا بلکہ آپس میں ایسا انداز اختیار کیا جائے گا جس سے

کسی آدمی کو اپنی غلطی یوں محسوس نہ ہو کہ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں اور پھر یہی عمل سیکھنے والے حضرات اپنے اپنے گھر کی عورتوں کو شروع کرائیں تاکہ محلے کے مرد و عورتوں میں دین سیکھنے کا شوق پیدا ہو نمبر تین شیخ کے بتلائے ہوئے ذکر کا اہتمام کرنا جو کسی کے شیخ نے بتلا رکھا ہے اور چار وقتوں کی نفلیں اشراق، چاشت، اوابین، تہجد نمبر چار اپنے وطن میں اس بات کا تہیہ کرنا ہے کہ اب میرا وقت یا میرے کام میں یعنی کھیتی ہو یا دوکان کا یا ملازمت کا اس میں گذرے گا یا اپنے گھر کے ضروری کاروبار میں اس سے جو وقت بچے گا وہ لا یعنی مجلسوں میں نہ گذرے گا بلکہ مسجد میں گذرے گا تاکہ آپ مصیبتوں سے بچیں اور ان فتنوں سے آپ کی حفاظت ہو جو زندگی میں بہت بڑا نقصان پیدا کر دیتے ہیں بیکار مجلسیں جن میں ادھر اُدھر کی بُرائیاں اور ایک دوسرے کی غیبت ہوتی رہتی ہے اسی سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر یہیں سے پارٹیاں بنتی ہیں اور یہیں سے ایک دوسرے کے خلاف جذبات ابھرتے ہیں اور یہی مجلسیں آپ کے چلہ اور ہفتہ بیس تبلیغ کے اثرات کو بھی زائل کر سکتی ہیں۔ مثلاً آپ کو سنایا جائے گا کہ آپ کے بعد فلاں نے آپ کو گالی دی تھی فلاں نے آپ کو فلاں چیز کا نقصان پہونچایا تھا یہیں سے انتقام کا جذبہ ابھرتا ہے اور آپ کے سارے سفر کے اثر کو ختم کر دیتا ہے اسی لئے سلامتی کی جگہ مسجدیں ہیں اور شر کی جگہ بازار ان چیزوں کا اہتمام انشاء اللہ آپ کو پورے گاؤں میں محبوب بنا دے گا اور جس سے آپ بات کریں گے انشاء اللہ وہ آپ کی بات ضرور مانے گا۔ پھر آپ اہتمام کے ساتھ تعلیم بھی کرا سکتے ہیں اور اہتمام سے گشت بھی کرا سکتے ہیں اس لئے کہ آپ کسی گروہ کے آدمی نہیں بنے بلکہ آپ مسجد والے ہیں اس طرح وقت کو ترتیب دینے سے آپ اپنے مقام کی ہر مسجد میں تعلیم اور ہر محلے میں گشت کا اہتمام کرا سکتے ہیں۔

چند ضروری باتیں

کھانے کے مواقع پر کھانے کے آداب اور اصول نہ بیان کئے جائیں تعلیم میں ان کی مشق کرائی جائے کھانے کے ختم پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا آواز سے دعا مانگنا مناسب نہیں۔ اپنے اسلاف کا طریقہ نہیں ہے یا دعا کی مراد بنے میں مضائقہ نہیں اسی طرح گشت کے موقع پر مسجد سے باہر نکل کر حلقہ بنانا اور دعا بالجہر کرنا ضروری نہیں، مسجد میں بیٹھ کر گشت کے آداب اور طریقے بیان کئے جائیں اور وہیں دعا کرالی جائے۔ تبلیغ میں آواز سے دعا مانگنا جیسا کہ رواج ہو گیا ہے ضروری نہیں تبلیغ کا طریقہ جس کی شریعت میں گنجائش نہیں ہے ہرگز نہیں ہے۔ جماعت مسجد ہی میں ٹھہرتی ہو امیر جماعت اپنی جماعت سے بلا ضرورت جدا نہیں ہونا چاہیئے۔ چھ نمبر ساتھیوں سے ضرور کہلوائے تاکہ ہر ایک کو اس کی مشق ہو جائے اور گشت میں بھی متکلم بدلتے رہیں گشت کسی نماز سے پہلے کیا جاتا ہے فجر سے پہلے گشت کرنا اب تک مفید نہیں ہوا جس مسجد میں آپ کا قیام ہو وہاں کے نظام میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ اس سے اوقات معدوم کئے جائیں مسجد کے آداب کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے تعلیم کے ختم کے بعد اپنی ضروری چیزوں کے یاد کرنے میں ساتھی مشغول رہیں جس وقت خالی ہو وہ دعا یا تلاوت یا نوافل یا اذکار میں گذارا جائے اگرچہ ان چیزوں کی عادت نہیں ہوتی مگر عادت ڈالنا ضروری ہے۔

جماعت جس حلقہ میں بھیجی جائے اسی حلقہ میں کام کرے۔ اپنی رائے سے دوسرا حلقہ نہ تبدیل کرے اس میں روانہ کرنے والوں کو دقت پیش آتی ہے۔ اور بعض موقعہ ایک حلقہ میں کئی کئی جماعتیں جمع ہو جاتی ہیں۔

اگر نماز تیار ہو تو اگلی صف میں سنت نہ پڑھیں اس سے مقامی لوگوں کو

تکلیف ہوتی ہے۔ امام صاحب سے تحقیق کرلو کہ کتنا وقت باقی ہے۔ جماعت اپنا وقت پورا کرکے بغیر کارگزاری سنائے اپنے وطن واپس نہ ہوں۔ کارگزاری سنانے سے آپ کو بہت بڑا نفع ہوگا۔ صحیح اصول آئیں گے۔ اپنی غلطیاں سامنے آئیں گی۔

۱۔ قصبوں میں تبلیغی مسجدیں مشہور ہوگئی ہیں اور اسی میں جماعتیں قیام کرتی ہیں۔ اس بات کی کوشش کی جائے کہ اُن مسجدوں کے علاوہ قیام کیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ جاننے والے احباب کو اپنے کام میں شریک ہونے کی دعوت دی جائے۔

۲۔ بعض احباب کھانے کے معاملہ میں یہ کہدیتے ہیں کہ ہمارا اصول نہیں ہے یہ جملہ مناسب نہیں ہے بلکہ مردم شناسی، موقعہ شناسی سے کام لیا جائے۔ کھلے لفظوں میں انکار مناسب نہیں ہے بلکہ کوئی معقول عذر کیا جائے جس سے اس کی طبیعت پر ناگواری نہ گذرے اور آپ کا عین بنے اور اگر کوئی کھانا لے ہی آیا تو اس کو رد نہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی عالم ہو اس سے صاف لفظوں میں انکار نہ کیا جائے۔ بلکہ عالم ہونے کے لحاظ سے رعایت کی جائے۔

مہینے کی تین روز والی جماعتیں نکالنے کی بھی تشکیل کی جائے تاکہ ماحول میں اس کی فضا بنے۔

مختصر چھ نمبر

۱۔ الکلمۃ الطیبۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ طیبہ کے الفاظ کا صحیح یاد کرنا جس میں تجوید کا لحاظ بھی ضروری ہے اور اصل چیز کلمہ کے مفہوم اور اس کی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا ہی جس میں دو چیزیں ہیں ۱۔ اللہ سے رابطہ قلبی جوڑنا۔ ۲۔ صرف خدائے پاک کی جانب رُخِ قلب کو موڑنا جس کی صورت صرف محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی میں ہو سکتی ہے لہذا حکم کے معنی میں توحید اور عقائد اور ہر وہ چیز جس سے خدا کی معرفت پیدا ہو داخل ہے نیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت اور اتباعِ رسول بھی داخل ہے۔

۲۔ الصلوٰۃ وما یتعلق بھا نماز اعمال میں بہت سے زیادہ اہم اور بڑا عمل ہے یہ دروازہ ہے تمام اعمال کا کلمہ طیبہ میں جس چیز کا عہد کیا تھا کہ صرف خدا ہی کو احکم الحاکمین اور اپنا ہر چیز کا مرجع مانوں گا اور اس کے حکم کے ماتحت اپنی زندگی گذاروں گا یہ اس کے ثبوت کا پہلا عملی قدم ہے صلوٰۃ کے بھی دو جز ہیں ایک ظاہری دوم باطنی ظاہری مقدمات صلوٰۃ کو درستی اور حسن کے ساتھ ادا کرنا مثلاً وضو کو سنن و مستحبات کے ساتھ کرنا اور اس کو صحیح بنانے اور ہر ہر رکن کو سنت کے مطابق ادا کرنا۔ باطنی ہر ہر رکن میں خشوع کے کمال کی کوشش کرنا جس سے نماز میں نہی عن الفحشاء کی صفت پیدا ہو نماز ایک روشندان ہے جس کے ذریعہ سے تمام اعمال پر نورانیت پہونچتی ہے یہ نماز کی روح ہے۔

العلم و ذکر اللہ تعالیٰ صبح و شام کا کچھ حصہ علم و ذکر میں گذارنا عمومی ذکر ہر شخص کے لئے ایک تسبیح سوم کلمہ کی صبح کو اور ایک شام کو اور درود و استغفار کی دو دو تسبیح اگر کسی شیخ سے وابستہ ہو تو اس کے فرمودہ ذکر کا اہتمام۔ علم کے لئے فضائل نماز و ذکر و قرآن۔ حکایات صحابہ۔ جزا و الاعمال اگر قرآن نہیں پڑھا ہوا ہے تو اس کو سیکھنا اور اہل علم کے لئے کتاب الایمان۔ الاعتصام بالکتاب والسنہ کتاب العلم۔ کتاب الجہاد۔ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر۔ کتاب الادب کتاب الرقاق۔ کتاب الفتن۔

۴۔ اکرام المسلم واحترامہ۔ اسی کا خلاصہ ادائگی حقوق ہے۔ ہر شخص کے ذمہ کچھ حقوق ہیں۔ ایک عمومی ہر شخص کے ذمے ہر مسلم کا نفس اسلام کی وجہ سے

حق ہے دوم خصوصی۔ خصوصیت کے اعتبار سے مثلاً چھوٹا ہونا اس کے حقوق خصوصی مثلاً شفقت۔ بڑا ہونا اس کا اس کی توقیر ہے اور قرابت کے حقوق ہیں ہر ذی حق کے حق کو ادا کرنا ان حقوق کی ادائیگی کو اشاعت دین کا وسیلہ بنایا جاوے مقصود نہ بنایا جاوے اپنے حقوق کے بارے میں مسالح سے کام لینا اور اس کی وصولی کے درپے نہ ہونا آخرت کے لئے جمع کرنا رہے۔

۵۔ تصحیحا لنیۃ واخلاصہا: ان سب کاموں کو محض رضائے الٰہی کے لئے کرنا اور اپنی اصلاح کے لئے کرنا۔ نظر کا کسی غیر کی طرف نہ جانا اور نتیجہ کی طرف بھی ملتفت نہ ہونا۔

۶۔ النفر۔ کلمہ و نماز کو لیکر ذکر کی پابندی کے ساتھ ان کے فضائل کو معلوم کرتے ہوئے ہر ذی حق کے حق کو ادا کرتے ہوئے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جناب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع میں در بدر شہر بشہر اقلیم بہ اقلیم پھر کر جو ہر مسلم کا جوہر ہے۔ یہ اصل ہے دینی شعبہ کی جو خصوصیت تھی تمام انبیاء کرام کی اور انبیاء کی ہے اس امت محمدیہ صلعم کا۔ ہر امتی داعی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے والے ہر فرد کا یہی مشغلہ تھا اور یہی فکر تھا یہی ہر شعبہ دینیہ کی اصل ہے۔ اس وقت ارکان جو کہ اس دینی شجر کی ہر شاخ کو تر و تازہ اور سر سبز و شاداب رکھنے کے لئے کافی تھے اس زمین کو ترک کرنے کی بنا پر خود بے شاخ اور صرف تنے کی صورت باقی رہ گئے۔

ختم شد

باسمہ تعالیٰ

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

مفتاح التبلیغ

نو ترمیم

جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی مختصر اور سادہ تشریح ۔ اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنیوالوں کے لئے اپنے اوقات کو قیمتی اور اس سفر کو سراسر روحانی بنانے کے لئے زریں مشورے اور مکمل ضابطہ ۔ امیر و مامور ۔ رفقاء سفر ۔ گشت ۔ تعلیم ۔ بیان و اعلان اور تشکیل وغیرہ کے ضروری آداب اور تبلیغ کے چھ نمبر مفصل طور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں ۔

از افادات

حضرت مولانا الحاج محمد حسن خاں صاحب میواتی (موضع گنگوانی ضلع گوڑگانوہ)

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو ۔ جامع مسجد ۔ دہلی ۶

قیمت ــــــ ۲ روپیہ